امام ال مبین

آیاتِ قرآنی، احادیث اور روایات کی روشنی میں امام مہدی کی حقیقت

نمائندہ امام مہدی سے سیکھے علم کی روشنی میں مرتب کی گئی۔

نمائندہ امام مہدی سیدی یونس الگوہر کے نام کہ جنھوں نے عالمِ غیب، اللہ برادری، رب الارباب اور ریاض الجنتہ سے متعلقہ سربستہ رازوں کا انکشاف فرمایا لیکن اُن کی اپنی حقیقت آج تک کوئی نہیں جان سکا۔

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
01	امام مہدی، مسایح اور کالکی اوتار	02
02	اللہ خود بھی امام مہدی کا منتظر ہے	02
03	عظمت امام مہدی	03
04	امام مہدی سے متعلق غلط فہمیاں	04
05	کیا ہر مسلمان حضور پاک کا امتی ہے؟	05
06	آسمانی نشانیاں مثلِ مارشل لاء ہیں	06
07	منجانب اللہ نشانیوں کو جھٹلانے والوں کا انجام	07
08	امام مہدی کی تعلیم تمام مذاہب کیلئے قابلِ قبول ہوگی	07
09	دورِ جدید کی ترقی	08
10	سنت کا احیاء	08
11	قرآن کی روشنی میں فرقہ پرستی کا علاج	09
12	قرآن میں تحریف	10
13	کیا قرآن تمام علوم کا سرچشمہ ہے؟	10
14	قرآن کا اٹھالیا جانا کیا ہے؟	11
15	حج کا موقوف ہوجانا	12
16	خانہ کعبہ کا مسمار اور ویران ہونا	13
17	احادیث کی رو سے عالم کون ہے؟	14
18	امام مہدی ایک نیا دین متعارف فرمائینگے	15
19	آلِ محمد اور بارہ امام	16
20	امام مہدی کے اہلِ بیت ہونے کا مسئلہ	18
21	کسی شخصیت کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق	19
22	غیبتِ امام مہدی	19
23	امام مہدی قرآن کی روشنی میں	22
24	امام مہدی احادیث کی روشنی میں	28
25	رب الارباب کی زمین پر آمد	35
26	امام مہدی اقوال اہلِ بیت کی روشنی میں	41
27	تعارف امام مہدی روایات امام جعفر صادق کی نظر میں	44
28	چاند اور سورج کی پوجا کرنے والے امام مہدی کو تسلیم کرینگے	46
29	سیدنا گوہر شاہی کی تصویر مریخ پر بھی موجود ہے	49
30	امام مہدی روایات کی روشنی میں	57
31	امام مہدی کے متعلق شیعہ فرقہ کے عقائد	63
32	امام عسکری کے فرزند امام جعفر صادق اور دیگر آئمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں	63
33	شیعہ فرقہ کی ہٹ دھرمی	66
34	شیعہ فرقہ کی جہالت	67
35	نمائندہ مہدی کا حکومتِ ایران اور شیعانِ حیدر کے نام پیغام	69
36	ہر امت کیلئے خاتمے کا وقت مقرر ہے	70
37	امت کی تعریف	71
38	انسان نے ہمیشہ الہامی کلام میں تحریف کی ہے	72
39	الہامی کلام میں تحریف کا بندوبست	72
40	امت کی موت	72
41	امت محمد کا خاتمہ اور اسکی وجوہات	73
42	فتنہ دجال	74
43	مسلمانوں کی غلط فہمی	74
44	دجال کی طاقت	75
45	دجال نام کی وجہ	75
46	دجال کی پہچان	75
47	دجال کے کانا ہونے سے مراد	76
48	گدھے پر سواری	77
49	دجال کا ظاہری مذہب	77
50	دجال کے اسلام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ	78
51	مسلمانوں میں سب سے بڑا فتنہ	79
52	دجال کا وطن	79
53	امام مہدی کے دور میں واپس آنے والی مشہور ہستیاں	80
54	حضرت عیسٰی	80
55	حضرت ادریس	82
56	حضرت الیاس	82
57	حضرت خضر	83
58	اصحاب کہف	84
59	حیات الامیر	84
60	پاکستان امام مہدی کا دیس	85
61	مہدی مسیح کی صدی	86
62	دورِ آخر میں رونما ہونے والی دیگر علامات و واقعات	88
63	اُلوہیت امام مہدی	90
64	گوہر نایاب.... فرامینِ امام مہدی سیدنا گوہر شاہی	102

تعارف

تقریباً ہر آسمانی دین یا مذہب کسی زبردست روحانی شخصیت کا منتظر ہے۔ قوم مسلم بھی امام مہدی کی منتظر ہے اور فی زمانہ ال منتظر کا چرچا زوروں پر ہے۔ اس تحریر کا مقصد مختلف مکاتبِ فکر کے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے کہ وہ ذاتِ مسیحا جس کا ہزاروں سال سے نہ صرف انسانیت بلکہ خود خدا کو بھی انتظار تھا بصورتِ امام مہدی سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی دنیا میں تشریف لا چکے ہیں اور اُن کی آمد پر منجانب اللہ عظیم الشان نشانیاں جو آج تک کسی نبی ولی کیلئے ظاہر نہیں ہوئیں، وہ پوری آب و تاب کیساتھ ظاہر ہو چکی ہیں۔ امام مہدی سے متعلق مذہبی کتابوں میں درج تمام علامات پوری ہو چکی ہیں لیکن لوگوں کے قرآن و احادیث اور روایات کی فقہ اور صحیح معنیٰ معلوم نہ ہونے کی بنا پر وہ اب تک اُس ذاتِ مسیحا کی پہچان سے قاصر ہیں۔

امام مہدی، مسیحا اور کالکی اوتار

تمام آسمانی مذاہب میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ دنیا کے خاتمے کے قریب ایک ایسی عظیم الشان ہستی دنیا میں ظاہر ہوگی جو تمام مذاہب کو ایک کرکے امتِ واحدہ بنا دے گی۔ مسلمان انہیں امام مہدی کے نام سے جانتے ہیں اور اُنہیں قائم، المنتظر (جس کا انتظار ہو)، الموعود (پلٹ کر آنے والا یعنی غائب ہوکر دوبارہ آنے والا)، آخری خلیفۃ اللہ، حجت اللہ کے مراتب سے بھی یاد کرتے ہیں۔ یہودی انہیں مسائح (Messiah)، عیسائی انہیں باپ (Father)، ہندو انہیں کالکی اوتار اور سکھ کلگی دھر کے نام سے جانتے ہیں۔ اسکے علاوہ صحفِ ابراہیم میں صاحب، زبور میں قائم، توریت میں اودقیل اور شیح، انجیل میں فادر، مہمید اور مسیح الزماں، بدھ مت میں میتا اور آخری بدھا، پارسیوں میں مترا، ویدمیں منصور اور جین مت میں تری تھنکر کے نام سے اُن کا تذکرہ موجود ہے۔

اگر مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ہر نبی، ولی اور امام اُن کی شان بیان کرتا اور اُن سے ملاقات کا شدید اشتیاق ظاہر کرتا نظر آئے گا۔ امام مہدی سے ملنے کے اشتیاق میں حضور پاک اکثر آنسو بہایا کرتے حتیٰ کہ روتے روتے انکی ریشِ مبارک تر ہوجاتی اور ہچکیاں بندھ جایا کرتیں۔ حضرت علی بھی اپنے سینے کی طرف اشارہ فرما کر سرد آہ بھرتے اور امام مہدی سے ملاقات کرنے کے شوق کا اظہار فرماتے تھے (اکمال الدین)۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ اگر میں امام مہدی کے زمانے میں ہوتا تو جب تک زندہ رہتا اُن کی خدمت کرتا (بحارالانوار)۔ قیامت بھی اُن کی آمد سے مشروط رکھی گئی ہے۔ تمام مذاہب کو ایک جگہ پر جمع کرنے، باطل کو جڑ سے اکھاڑنے اور دنیا کو امن وسکون اور عدل وانصاف سے بھرنے کا اعزاز بھی اُن ہی کیلئے مخصوص ہے۔ وہ تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع فرما دینگے اور لوگ اپنے جدا جدا مذاہب میں رہتے ہوئے بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں گے۔ تمام انبیاء اس دنیا میں جسموں کے مذاہب لیکر آئے لیکن امام مہدی انبیاء کے برخلاف اس دنیا میں روح کا دین (یعنی عشق) لے کر آئینگے۔ یہ دین تمام مذاہب کی روح وجان ہے اور اس پر عمل پیرا ہوکر لوگ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کے مصداق پھر سے ایک ہوجائینگے۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت 213، پارہ 1، رکوع 10)

ترجمہ :- لوگ امت واحدہ تھے۔ (یعنی انبیاء کے آنے سے پہلے لوگ ایک دین پر تھے)

اول خلیفۃ اللہ حضرت آدم کے دور میں لوگ ایک امت تھے لیکن جوں جوں انبیاء آتے گئے توں توں مختلف مذاہب بنتے چلے گئے اور اس طرح پوری انسانیت مختلف امتوں میں تقسیم ہوگئی۔ امام مہدی جو کہ آخری خلیفۃ اللہ بھی ہیں، کے دور میں تمام انسانیت دوبارہ سے ایک امت میں تبدیل ہوجائے گی۔

اللہ خود بھی امام مہدی کا منتظر ہے

امام مہدی کی آمد کی خوشخبری تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے جن کے انتظار میں نہ صرف ہر مذہب وملت کا فرد بلکہ خود خداوندِ عالم بھی ہے۔ وہ تختِ خداوند کے عقب میں واقع عالمِ غیب سے تشریف لائیں گے۔ یہ وہی عالمِ غیب ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان کیلئے لازم قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات امام مہدی کے اسی عالمِ غیب سے تشریف لانے کے بارے میں ہیں جس میں اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ مجھے بھی اُس ہستی کا انتظار ہے؛

☆ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۔ (سورۃ یونس، آیت 20، پارہ 11، رکوع 7)

ترجمہ :- فرمادیجئے کہ غیب تو صرف اللہ کیلئے ہے۔ پس تم انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

☆ قُلِ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ۔ (سورۃ الانعام، آیت 158، پارہ 8، رکوع 7)

ترجمہ :- فرمادیجئے تم سب انتظار کرو بیشک ہم سب بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

عظمت امام مہدی

اگر امام مہدی کے مناقب کا مطالعہ کیا جائے تو بشمول اسلام تمام مذاہب نے اُنہیں انتہائی عظیم المرتبت ہستی بیان فرمایا ہے۔ بیشتر مذاہب میں انہیں معبود کا درجہ دیا گیا ہے۔ اسلام نے بظاہر اُنہیں معبود کا درجہ نہیں دیا لیکن اگر اُن کے مناقب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اُن کی ایسی شان بیان کی گئی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے، ایسی شان جو کہ کسی نبی ولی کے حصے میں نہ آئی ہو۔ امام مہدی کے لباس میں آنے والی ذات کی عظمت کا تھوڑا سا اندازہ حضرت امام جعفر صادق سے مروی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ علم 27 حروف پر مشتمل ہے جبکہ کل انبیاء جو علم لائے وہ صرف 2 حروف تھے، پس آج تک لوگوں نے انہی دو حروف کو جانا۔ جب ہمارے قائم قیام فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ باقی 25 حروف کو بھی ظاہر کردیگا اور انہیں لوگوں میں پھیلا دیگا اور اسی کے ساتھ دو حروف کو ملا دیا جائیگا تو پورا علم یعنی 27 حروف لوگوں میں عام ہوگا (بحارالانوار)۔ اِسکا مطلب یہ ہوا کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور تمام اولیاء کی آمد تک علم کے صرف دو ہی حروف منکشف ہوئے جبکہ علم کے بقیہ 25 حروف دنیا پر منکشف کرنے کا اعزاز ایک ذات امام مہدی کیلئے مخصوص ہے۔ جبکہ صرف دو حروف پر مشتمل علم کو لیا جائے اور حضرت ابوہریرہ کی اس حدیث کو ذہن میں رکھا جائے کہ مجھے حضور پاک سے دو علم ملے ایک تم کو بتا دیا دوسرا بتاؤں تو تم مجھے قتل کردو۔ یعنی حضور پاک کا بتایا ہوا دو حرفی علم ہی پوری طرح تمام صحابہ کیلئے قابلِ قبول نہ تھا تو علم کے بقیہ 25 حروف ظاہر ہونگے تو کیا عالم ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ آج جب سیدنا گوھر شاہی وہ علم دنیا پر منکشف فرما رہے ہیں تو عالمِ افکار میں زلزلہ آ گیا ہے۔ بقول علامہ اقبال.......... دنیا کو ہے اس مہدی برحق کی ضرورت، ہو جسکی نظر زلزلہ عالمِ افکار

امام مہدی کو ایک اولوالعزم رسول حضرت عیسیٰ کا پیرومرشد بھی کہا گیا ہے۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ امام مہدی سے بیعت ہونگے۔ یہ تاریخِ انسانی کی ایک واحد اور انوکھی مثال ہوگی کہ کوئی اولوالعزم پیغمبر کسی ہستی کے ہاتھ پر بیعت ہو۔ یاد رہے کہ انبیاء کو تزکیہ نفس کیلئے کسی مرشد کی ضرورت نہیں ہوتی، نبی اور رسول کا پیرومرشد اللہ خود ہوتا ہے یعنی انبیاء اور مرسلین نظر البشر (جس میں رب سے براہ راست فیض حاصل ہوتا ہے) کے حاملین ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ نظر البشر ہونے کے باوجود امام مہدی سے بیعت ہونگے۔ باطنی قوانین کی روشنی میں ایک مرشد سے فیض لینے کے بعد دوسرے مرشد سے صرف اسی صورت میں بیعت ہوتے ہیں جب وہ پچھلے مرشد سے بڑھ کر فیض دے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کو اللہ سے بڑھ کر کوئی فیض امام مہدی سے ملے گا تب وہ اُن کے ہاتھ پر بیعت ہونگے۔

جب حضرت موسیٰ کا دین مکمل ہوگیا تو انہیں خیال آیا کہ شاید علم کی انتہا یہی ہے جو مجھے ملا لیکن جب اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو پتہ چلا کہ مزید علم بھی ہے اور اس کیلئے خضر کے پاس جانا پڑیگا۔ انہوں نے خضر کیساتھ کچھ وقت گزارا لیکن حضرت موسیٰ اس علم کی شرائط پر پورا نہیں اتر پائے۔ خضر سے علیحدہ ہوتے وقت حضرت موسیٰ نے پوچھا کیا علم کی انتہا یہی ہے جو تمہارے پاس ہے؟ جواب میں حضرت خضر نے انہیں ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ میں کسی دریا کے کنارے سے گزرا، دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں لیٹے ہوئے ہیں۔ میں نے انہیں جگایا اور کہا کہ اٹھ اور میری خدمت کر۔ اس نے کہا جا اپنی راہ لے۔ میں نے کہا اگر تو میری خدمت نہیں کریگا تو میں بستی والوں کو بلا کر انہیں بتا دونگا کہ یہ رجال الغیب میں سے ہے اور لوگ تیرے پیچھے لگ جائینگے (رجال الغیب سے متعلق اولیاء اپنا راز لوگوں سے چھپا کر رکھتے ہیں)۔ تب اس بزرگ نے کہا جب بستی کے لوگ آئینگے تو میں انہیں بتا دونگا کہ یہی خضر ہے اسطرح وہ تیرے پیچھے لگ جائینگے۔ حضرت خضر کہتے ہیں میں بہت حیران ہوا کہ اسکو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا

کہ اس نے مجھ سے کہا کہ اے خضراب تو مجھے میرا نام بتا۔ میں نے اپنا سارا علم استعمال کیا لیکن اس شخص کا نام نہ جان سکا۔ اسکے بعد وہ شخص میری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ میں نے پھر اپنا سارا علم استعمال کیا لیکن اسکو دیکھ نہ پایا۔ تب میں اللہ کے حضور مخاطب ہوا کہ اے خدا میں نقیبِ اولیاء ہوں آج تک کوئی ولی میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوسکا، یہ کون ہے جو میری نظروں سے غائب ہوگیا؟ تب اللہ نے فرمایا اے خضر تو ان لوگوں کا نقیب ہے جو مجھ سے محبت کرتے ہیں لیکن یہ ان لوگوں میں سے تھا جن سے میں محبت کرتا ہوں۔ حضرت خضر نے فرمایا کہ ایک اور موقعہ پر وہ شخص مجھے ملا تو میں نے اس سے پوچھا، کیا علم کی انتہا یہی ہے جو تمہارے پاس ہے؟ تب اس نے جواب دیا کہ قربِ قیامت میں امام مہدی تشریف لائینگے، جہاں میرے علم کی انتہا ہے وہاں سے اُن کے علم کی ابتدا ہوگی۔ موسیٰ ، خضر اور اس فقیر کے علوم کی انتہا جس ذات کے علم کی ابتدا ہو اُس کے علم کا اندازہ لگانا فہم و ادراک سے بعید ہے اور جن کے علم کی انتہا کا عالم یہ ہو اُس ذات کی حقیقت کو بھلا کون پہچان سکتا ہے؟ امام مہدی کی عظمت اور اُن کی شان و مرتبے کا اندازہ لگانا انسان کے بس میں ممکن نہیں ہے۔

امام مہدی سے متعلق غلط فہمیاں

امام مہدی، مسیحا و کالکی اوتار کے بارے میں تمام مذاہب میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ وہ انکے مذہبی عقیدے کو دنیا میں غالب کردینگے۔ یہودیوں کے نزدیک مسائح آئینگے تو انکو غلبہ دلائیں گے، عیسائیوں کے نزدیک مسیحیت دنیا پر چھا جائیگی، بدھ مت والوں کے نزدیک وہ ہر شخص کو مہاتما بنادینگے، پارسیوں کے نزدیک وہ انکی عظمتِ رفتہ کو بحال کرکے پوری دنیا کو پارسی بنالیں گے، ہندوؤں کے نزدیک وہ دنیا پر ہندومت کا جھنڈا گاڑ دینگے یہی خیال دیگر مذاہب کا بھی ہے جبکہ امام مہدی کسی ایک مذہب کیلئے نہیں بلکہ تمام مذاہب اور تمام انسانیت کیلئے تشریف لائینگے۔ اُن کی تعلیم ایسی ہوگی جو تمام مذاہب کو قریب لاکر انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کردیگی۔

مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ تاثر عام ہے کہ امام مہدی دیگر مذاہب بشمول ہندو، عیسائی اور یہودیوں سے جنگیں لڑیں گے اور انہیں قتل و غارت اور نیست و نابود کردینگے، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا میں بیان کیا گیا کہ امام مہدی کسی ایک مذہب کیلئے نہیں بلکہ تمام مذاہب و عقائد کیلئے تشریف لائینگے۔ امام مہدی دنیا سے بدی اور نفرت کو مٹادینگے اور دنیا کے تمام مذاہب میں موجود نفرت والی ارواح کو ختم کرکے پوری انسانیت کو امّت واحدہ میں تبدیل فرمادینگے۔ وہ سب کو اللہ کی پہچان عطا فرمائینگے۔ وہ اپنی نظر سے اللہ کا ذاتی نور انسانوں کے قلوب میں بانٹیں گے اور تمام لوگ ایک رب کے نام پر جمع ہوجائینگے۔ چونکہ اُس ذات نے دنیا کے تمام مذاہب کو ایک کرنا ہے اور کسی کو ایک کرنے کیلئے اس سے جنگ نہیں لڑی جاتی۔ اُن کے پیغام میں ایسی طاقت ہوگی کہ تمام مذاہب اُن کے قریب آکر ایک ہوجائینگے۔ اُن کی تعلیم سب ہی کیلئے قابلِ قبول ہوگی اور کسی بھی مذہب کو اس پر اعتراض نہ ہوگا اور وہ تعلیم رب کے عشق و محبت پر مبنیٰ ہوگی جو کہ تمام مذاہب میں مشترک ہے۔ اُن کے دور میں جو لڑائی ہوگی وہ دجّال (جو کہ بدی کا نمائندہ ہے) کے خلاف ہوگی نہ کہ کسی مذہب کے خلاف اور دجّال کو بھی حضرت عیسیٰ قتل کرینگے نہ کہ امام مہدی۔

مسلمانوں کو ایک اور غلط فہمی ہے کہ امام مہدی کی آمد پر وہ انہیں فوراً پہچان لینگے۔ لیکن جس طرح انجیل میں حضور پاک کی آمد کا تذکرہ موجود تھا اور لوگ انکی آمد کے منتظر بھی تھے لیکن انکی آمد پر بے شمار لوگ نہ صرف انہیں پہچان نہ سکے بلکہ انکی مخالفت کرکے کافروں میں شامل رہے۔ وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے آپ کی آمد پر ظہور پذیر ہونے والی نشانیوں (خانہ کعبہ میں بتوں کا ٹوٹ کر گرنا، کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، شق القمر کا واقعہ وغیرہ) کو نہ صرف جھٹلا دیا بلکہ آپ کی تعلیمات پر غور تک کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ حالانکہ قرآن مجید کی آیات کے بارے میں اس دور کے عالموں نے بھی تصدیق کی کہ ایسا کلام انسان نہیں لکھ سکتا لیکن پھر بھی ان تعلیمات کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہے اور اپنے پچھلے عقیدے پر ڈٹے رہے۔ یہ واقعات ہماری عبرت کیلئے کافی ہیں کیونکہ آج کے دور کا مسلمان بھی اسی طرح تنگ نظر ہے جو اپنے عقیدے کے علاوہ کسی اور کو تسلیم کرنا تو درکنار اس پر غور تک کرنے کو

کفر سمجھتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم قرآن واحادیث کی روشنی میں امام مہدی کو پہچانیں گے جبکہ احادیث کے اقوال ایک دوسرے سے اختلاف یاٹکراؤ رکھتے ہیں۔ اسکے علاوہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کی فقہ جو کہ قلب کو عطا ہوتی ہے وہ مسلمانوں کے پاس موجود نہیں۔ لہٰذا قرآن اور احادیث وروایات کی روشنی میں امام مہدی کی پہچان نور اور باطنی علم سے عاری لوگوں کیلئے ممکن نہیں۔ اسکے علاوہ کچھ احادیث کو ایک فرقے نے مستند تو انہی احادیث کو دوسرے فرقے نے ضعیف اور غیر مستند قرار دے رکھا ہے۔ یہ احادیث علماء نے اپنے اپنے الفاظ میں ترجمہ کر کے پریس سے چھپوائی ہیں جس میں علماء کا اپنا کردار اور اختلاف بھی شامل ہے۔ ہمارے پاس ایسی کوئی حدیث نہیں جو حضور پاک کے زمانے کا نسخہ ہو۔ قرآن کے نزول کے وقت اللہ تعالیٰ جبریل کو ساتھ بھیجتا تھا تا کہ شیطان آیات میں کچھ ردّ وبدل نہ کر سکے جبکہ یہ احادیث تو جبریل کی حاضری کے بغیر ہی طبع ہوتی رہی ہیں۔ اسکی ایک مثال آج سے کچھ عرصہ پہلے تک طبع ہونے والی مشکواۃ شریف کی مندرجہ ذیل حدیث ہے؛

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ یتبع الدجال من امتی سبعون الفا علیھم السیجان (رواہ فی شرح السنۃ)۔ (مشکواۃ، باب الفتن، رقم 5253)

ترجمہ :- ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور پاک نے فرمایا! میری امت کے ستر (70) ہزار علماء دجال کی پیروی کرینگے، انکے سروں پر سبز چادریں ہونگی۔

کچھ عرصہ پہلے تک اس حدیث میں چادروں کا رنگ سبز لکھا تھا جسکی تصدیق مشکواۃ شریف کے باب کتاب الفتن کے کسی بھی پرانے نسخے سے کی جاسکتی ہے۔ لیکن حالیہ نسخوں میں ایک مذہبی جماعت دعوتِ اسلامی نے خود کو اس حدیث کی زد میں پا کر نئے ترجموں میں چادروں کا رنگ سیاہ لکھ دیا ہے تا کہ اشارہ انکے بجائے ایک دوسری جماعت جمعیت علماء اسلام کی طرف چلا جائے۔ یہ صرف ایک مثال ہے اسطرح 1400 سالوں میں نہ جانے کس کس نے احادیث کے الفاظ میں اپنے اپنے حساب سے ردّ وبدل کیا ہوگا جسکا مسلمانوں کو کوئی علم نہیں۔ اسلئے احادیث کے موجودہ طباعت شدہ نسخوں کو سو فیصدی یا حرف بہ حرف درست قرار نہیں دیا جاسکتا بالخصوص تراجم کو (ماسوائے ان احادیث کے جن کو اولیاء اللہ نے اپنی کتب میں درج فرما کر انکی تصدیق کی)۔

کیا ہر مسلمان حضور پاک کا امتی ہے؟

ہر مسلمان خود کو پیدائشی طور پر حضور پاک کا امّتی سمجھتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ واقعتاً امتی ہو۔ ہوسکتا ہے حضور پاک نے اسے خارج اور منافق قرار دے دیا ہو۔ جسطرح حضور پاک کے دور میں کچھ مسلمان کہتے تھے کہ حضور پاک ہماری طرح کے عام انسان ہیں، وہ کھاتے پیتے، شادیاں کرتے ہیں واحد فرق یہ ہے کہ اللہ کا پیغام انکے ذریعہ ہم تک آتا ہے لہٰذا انکی صرف اتنی تعظیم کرو جتنی ایک بڑے بھائی کی ہوتی ہے، ایسے لوگ خود کو امّتی ہی سمجھتے رہے لیکن حضور پاک نے ان کو خارج قرار دیا تھا۔ اسی طرح کچھ لوگ کہتے تھے کہ ہم سب عبادتیں کرینگے لیکن سود کا کاروبار نہیں چھوڑینگے، ایسے لوگ منافق تھے۔ مذکورہ بالا دونوں اقسام کے لوگ آج بھی موجود ہیں اور خود کو امتی بھی سمجھتے ہیں لیکن ہوسکتا ہے حضور پاک کی طرف سے وہ کب کے خوارج اور منافق قرار دے دئے گئے ہوں۔ اسی طرح ہوسکتا ہے دانستہ یا نادانستہ انکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا گستاخی کی بنا پر حضور پاک نے کسی کو اپنی امت سے خارج کر دیا ہو۔ مثلاً حضور پاک کی ایک حدیث ہے کہ جھوٹا میرا امتی نہیں اور **من غش فلیس منا** (جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں) اور **لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا** (جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کی اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں)۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جس نے عہد کی پابندی نہیں کی وہ ہم میں سے نہیں، اور جاہلیت کی سی باتیں کرنے والا ہم

میں سے نہیں وغیرہ وغیرہ۔'ہم میں سے نہیں ہے' کا مطلب کہ ان اعمال میں گرفتار شخص میری امت میں شامل نہیں ہے۔ جبکہ آج کا مسلمان جھوٹ، بدگوئی، امانت میں خیانت، فراڈ، زبان درازی سمیت بیشمار ایسی عادات میں گرفتار ہے جو کہ مندرجہ بالا احادیث کے مطابق کسی مسلمان میں نہیں ہوسکتیں اور ہوسکتا ہے اسکی وجہ یہ ہو کہ حضور پاک انہیں کب کا اپنی امّت سے خارج کر چکے ہوں۔ باطنی قانون کے مطابق ہر امتی کیلئے ضروری ہے کہ زندگی میں ایک مرتبہ اپنے نبی کا دیدار کرے خواہ خواب میں ہی کیوں نہ ہو، اسلئے دین اسلام میں داخل ہونے کیلئے شرط ہے کہ زندگی میں ایک دفعہ حضور پاک کیا ہو۔ ویسے بھی کہا گیا ہے........گراونہ رسیدی بولہبی......یعنی حضور پاک تک رسائی کے بغیر سب کچھ بولہبی (جہالت) ہے۔

سوف تری اذا انجلی الغبار افرس تحتک ام حمار۔

ترجمہ :- عنقریب گردوغبار ہٹے گا تو تجھے معلوم ہوگا کہ تو گھوڑے پر سوار ہے یا گدھے پر۔

آسمانی نشانیاں مثلِ مارشل لاء ہیں

دنیا میں رب کے احکامات دوصورتوں میں آتے ہیں، ایک کلام اور دوسرا نشانیوں کی صورت میں۔ خالقِ کائنات جب انبیاء یا کسی خاص الخاص ہستی کو اس دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو پچھلی آسمانی کتابوں میں درج روایات کے ساتھ کچھ نشانیاں بھی ان ہستیوں کی پہچان کیلئے ظاہر کرتا ہے۔ جسطرح حضور پاک کی آمد پر کعبہ میں موجود بتوں کا گر کر ٹوٹنا، حضرت عیسیٰ کی آمد پر یروشلم کی سمت آسمانوں پر ایک ستارے کا چمکنا، حضرت ابراہیم کی پیدائش کے روز آسمان پر علامت دیکھ کر نجومیوں کا نمرود کو ایک ایسے بچے کی پیدائش کے متعلق خبر دینا جو مستقبل میں اسکی سلطنت کے خاتمے کا سبب بنے گا وغیرہ وغیرہ۔

اللہ کے جو احکامات کلام یا آسمانی کتب کی صورت میں آتے ہیں اس میں انسان تبدیلی کر دیتا ہے اور کلام میں تحریف کی وجہ سے اس کے ذریعے پہچان بہت ہی مشکل ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ لوگوں کو متوجّہ کرنے کیلئے کچھ نشانیاں ضرور ظاہر فرماتا ہے۔ یہ نشانیاں بھی منجانب اللہ ہوتی ہیں لیکن چونکہ یہ انسان اور شیطان دونوں کی دسترس سے باہر ہوتی ہیں اور ان میں تبدیلی یا تحریف کرنا غیر اللہ کیلئے ممکن نہیں ہوتا لہذا آسمانی نشانیاں رب کے کلام پر سبقت رکھتی ہیں۔ مزید یہ کہ آسمانی نشانیاں اللہ کے تازہ ترین احکامات کا مظہر ہوتی ہیں اسلئے بھی یہ کلام کی صورت میں آنے والے رب کے احکامات پر سبقت رکھتی ہیں۔ یہ آسمانی نشانیاں مارشل لاء کا درجہ رکھتی ہیں جو پچھلے تمام احکامات پر حاوی ہوجاتی ہیں۔ جس طرح مارشل لاء آنے کے بعد پچھلا ہر قانون معطل ہوجاتا ہے بالکل اسی طرح ان نشانیوں کے آنے کے بعد ہر روایت معطل ہوجاتی ہے اور یہ نشانیاں ہر روایت پر حاوی ہوجاتی ہیں۔ نیز یہ نشانیاں سب مذاہب کیلئے مشترک ہوتی ہیں۔ منجانب اللہ نشانیاں قادرِ مطلق کی آخری حجت ہوتی ہیں اور جو ان نشانیوں کا انکار کرتے ہیں انکا انجام بھی عبرتناک ہوتا ہے۔ اُس آخری مسیحا جیسی ہستی اس سے پہلے نہ کبھی دنیا میں آئی اور نہ اُن کے بعد آئیگی اسلئے یقیناً اُن کی آمد پر نشانیاں بھی ایسی ہونگی جو اس سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوئیں ان نشانیوں کا تذکرہ قرآن اور احادیث وروایات میں بکثرت ملتا ہے۔ جیسا کہ چاند، سورج، حجرِ اسود اور دیگر مقدس مقامات پر ظاہر ہونے والی تصاویر۔ جو لوگ رب کے ان تازہ ترین احکامات کو ردیا نظر انداز کرینگے وہی دجال کے دھوکے کا شکار ہونگے۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بابت قرآن مجید میں ارشاد ہے؛

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۔ (سورۃ حج، آیت 32، پارہ 17، رکوع 11)

ترجمہ :- اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔ (یعنی اگر تم اپنے دلوں کو پرہیز گار رکھنا چاہتے ہو تو اللہ کی ان نشانیوں کی عزت وتعظیم بجالاؤ)۔

منجانب اللہ نشانیوں کو جھٹلانے والوں کا انجام

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو جھٹلانے والوں کیلئے قرآن مجید میں سخت وعید آئی ہے۔مندرجہ ذیل آیات ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ہیں؛

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ o فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۔ (سورۃ الانعام، آیت 5-4 -، پارہ 7، رکوع 7)

ترجمہ :- اور جب بھی انکے پاس انکے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔تو بیشک انہوں نے حق کو جھٹلا دیا جب بھی وہ انکے پاس آیا۔

فَقَدْ جَاءَكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ o (سورۃ الانعام، آیت 157، پارہ 8، رکوع 7)

ترجمہ :- پس بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانی، ہدایت اور رحمت آئی۔اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور ان سے منہ پھیرا۔ہم عنقریب انکو جو ہماری نشانیوں سے منہ پھیرتے ہیں برے عذاب کا بدلہ انکے منہ پھیرنے کی وجہ سے دینگے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ o أُولَـٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ o (سورۃ یونس، آیت 7، 8، پارہ 11، رکوع 6)

ترجمہ :- اور وہ جو ہماری نشانیوں سے غفلت کرتے ہیں ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے بسبب اسکے جو وہ کرتے تھے۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ o (سورۃ العنکبوت، آیت 49، پارہ 21، رکوع 1)

ترجمہ :- بلکہ وہ کھلی نشانیاں ہیں انکے سینوں میں جنکو علم دیا گیا اور ہماری نشانیوں کا ظالم ہی انکار کرتے ہیں۔

وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ o وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۔ (سورۃ القمر، آیت 2، 3 پارہ 27، رکوع 8)

ترجمہ :- ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو جاری کیا گیا ہے۔انہوں نے جھٹلا دیا اور اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کی۔

امام مہدی کی تعلیم تمام مذاہب کیلئے قابلِ قبول ہوگی

امام مہدی کی سب سے بڑی اور سب سے واضح پہچان اُن کی تعلیم ہوگی۔اُن کی تعلیم ایسی ہوگی جو سب ہی کیلئے قابلِ قبول ہوگی اور کسی بھی مذہب کو اس پر اعتراض نہ ہوگا، وہ تعلیم رب کے عشق و محبت پر مبنی ہوگی جو کہ ہر مذہب کا نچوڑ ہے۔اُن کی تعلیم ایسی ہوگی کہ ہر مذہب والا اسے بلا چون و چرا تسلیم کرلے گا اور اس طرح ہر مذہب سے لوگ رفتہ رفتہ اُن کے قریب ہوتے چلے جائینگے۔تمام مذاہب کے لوگ اُن کو اپنی اپنی عبادت گاہوں میں مدعو کرینگے اور مسجد ہو یا مندر، چرچ ہو یا یہودی عبادتگاہ (Synagogue)، ٹمپل ہو یا گردوارہ، ہر مذہب کی عبادت گاہ تک اُن کی رسائی ہوگی اور وہ

تمام عبادت گاہوں میں جا کر لوگوں سے خطاب فرمائینگے۔ چونکہ امام مہدی نے تمام مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے لہٰذا اُن کا زور مذاہب کی ظاہری تعلیمات پر نہیں بلکہ روحانیت اور رب کی محبت پر ہوگا۔ اُن کے پیغامِ محبت میں ایسی طاقت ہوگی کہ تمام مذاہب کے لوگ اُن کی طرف کھنچتے چلے آئینگے اور مذہب کے نام پر کوئی اختلاف یا ٹکراؤ نہیں ہوگا۔

امام مہدی سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی کی روحانیت سے بھرپور تعلیماتِ عشق و محبت تمام مذاہب وعقائد میں مقبولِ عام ہیں۔ اُن کے پیروکاروں میں مسلمان، عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ، بدھسٹ حتیٰ کے لادین افراد بھی شامل ہیں۔ سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی مساجد، امام بارگاہوں، چرچوں، مندروں، گردواروں سمیت تمام مذاہب کی عبادتگاہوں میں خطابات فرما چکے ہیں اور ہر مذہب کے لوگ انہیں اپنے ہی مذہب کا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اُن کی تعلیمات کا تمام مذاہب میں مقبولِ عام ہوکر انہیں ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا اُن کے مرتبہ مہدیت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

دورِ جدید کی ترقی

دورِ جدید کی تمام تر ترقی امام مہدی کی مرعونِ منت ہے۔ انبیاء واولیاء کے برعکس امام مہدی کسی ایک ملک یا قوم کیلئے نہیں بلکہ کل انسانیت کیلئے تشریف لائے ہیں۔ چونکہ انہوں نے اپنا پیغام ساری دنیا تک پہنچانا تھا جو کہ گھوڑوں یا کشتیوں کے سفر سے ممکن نہ تھا اسلئے جہاز ایجاد ہوئے، لاکھوں کروڑوں لوگوں سے بیک وقت مخاطب ہونے کیلئے ٹیلیوژن اور ہدایات و پیغام رسانی کیلئے انٹرنیٹ ایجاد ہوا، دنیا بھر میں اپنے نمائندوں سے رابطے کیلئے موبائل فون وجود میں آیا۔ گوان ایجادات کا وسیلہ سائنسدان بنے ہیں لیکن یہ ایجادات امام مہدی کے کام میں سہولت بہم پہچانے کی غرض سے اُن کے ظہور فرمانے سے قبل دستیاب کی گئی ہیں۔

سنت کا احیاء

مسلمانوں میں حضور پاک کی یہ حدیث عام ہے کہ جس نے میری ایک سنت کو زندہ کیا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سنت کو زندہ کرنے سے کیا مراد ہے؟ ویسے تو نکاح کرنا سنت ہے، حلوہ کھانا اور داڑھی رکھنا بھی سنت ہے حتیٰ کہ رفع حاجت پر جانا بھی سنت ہے۔ تو کیا ان سنتوں پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہ وہ سنتیں ہیں کہ حضور پاک ان پر عمل نہ بھی فرماتے تو لوگوں نے یہ کام کرنا تھے کیونکہ یہ زندگی کا لازمی حصہ ہیں۔ یہ عادی سنتیں کہلاتی ہیں یعنی حضور پاک کی عاداتِ مبارکہ، ان پر عمل کرنا باعثِ ثواب نہیں۔ جیسا کہ کھانا کھانا، پانی پینا، چلنا پھرنا، جسم کی صفائی، مسواک یا دانتوں کی صفائی، لباس کا پہننا، بالوں کو سنوارنا وغیرہ وغیرہ اگر یہ سنتیں ہوتیں تو اس پر کافر اور منافق بھی عمل پیرا ہیں کیا انکو بھی اسکا ثواب ملے گا؟ لوگ انہی آسان سنتوں کو اپنا کر خوش ہیں کہ ہم حضور پاک کی سنتوں پر عمل پیرا ہیں لیکن یہ صرف ایک دھوکا ہے جس میں علماء سو نے لوگوں کو گرفتار کیا ہوا ہے۔ باعثِ ثواب وہ سنتیں ہیں جو رب سے تعلق قائم کرنے میں معاون و مددگار ہوں، جس طرح حضور پاک نے اپنے پیٹ سے پتھر باندھے یعنی نفس کا مجاہدہ کیا۔ کیا کسی نے کبھی نفس کی پاکیزگی کی طرف توجہ دی ہے جو انسان اور رب کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ ہے؟ پھر یہ کہ سنت کو زندہ کرنے سے مراد وہ سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہو یعنی جس کو لوگ بھول چکے ہوں، ایسی سنت کو زندہ کرنا سو شہیدوں کے ثواب کے برابر ہے۔ جس طرح غوث پاک کے دور میں اسلام کی حالت ایک مردے کی سی ہوگئی تھی اور انہوں نے اپنی روحانی طاقت کے ذریعے اسے پھر سے زندہ کیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ غوث پاک کسی جنگل سے گزر رہے تو دیکھا کہ ایک نیم مردہ شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب آیا کہ یہ محمد کا دین ہے، غوث پاک نے سہارا دیکر اس کو کھڑا کر دیا۔ اسکے بعد جیسے ہی وہ آگے بڑھے تو ایک شخص نے ان کو یا محی الدین (دین کو زندہ کرنے والا) کہہ کر پکارا حالانکہ انکا اصل نام عبدالقادر تھا اور اس طرح انکو محی الدین کا خطاب ملا۔ دورِ آخر میں امام مہدی بھی اسلام کو دوبارہ اسکی حقیقی صورت میں مسلمانوں سے متعارف کروائیں گے۔

سیدنا گوھر شاہی نے حضور پاک کی جن مردہ اور متروک سنتوں کو زندہ کیا ان میں مردہ قلوب کو زندہ کرنا شامل ہے۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نہ صرف تمام انسانیت کے قلوب کو زندہ فرمارہے ہیں بلکہ انکے قلوب کے فساد کا علاج بھی فرمارہے ہیں۔ اگر قلب میں بیماری ہو تو باطنی اصلاح کی شروعات ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ قلب باطن کا دروازہ یا گیٹ وے (Gateway) ہے۔ حضور پاک نے صرف اپنی امت کے قلوب کا علاج فرمایا، اسی طرح آدم نے اپنے لوگوں کا لیکن امام مہدی سیدنا گوھر شاہی تو کل انسانیت کے قلوب کا علاج فرمارہے ہیں۔ کیا اس دور میں کسی اور کے پاس قلب کے فساد کا علاج یا مردہ قلوب کو زندہ کرنے کی طاقت ہے؟ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے نہ صرف قلوب کو زندہ کرنے کی روایت کو زندہ کیا بلکہ اللہ کے دیدار کی سنت کو بھی زندہ فرمایا۔ اُن کا فرمان ہے کہ اللہ کا دیدار تمام سنتوں سے افضل ہے، نکاح کرنا اور حلوہ کھانا بھی سنت ہے لیکن سب سے بہتر سنت اللہ کا دیدار ہے، اگر تم نے اللہ کا دیدار کرلیا تو باقی سنتوں پر خود بخود عمل پیرا ہو جاؤ گے۔ کیا آج امامِ کعبہ، امامِ مسجدِ نبوی لقاء باللہ کی سنت پر عمل پیرا ہیں، کیا وہ خود زندہ قلب کے حامل ہیں؟ امامِ کعبہ اور مسجدِ نبوی کے امام سمیت تمام علماء اور مشائخ کو چیلنج ہے کہ قلب کو زندہ کرنے اور اللہ کے دیدار کی سنت کو زندہ کر کے دکھائیں۔ الامام المہدی المُنتظر تو گوھر شاہی ہیں جنھوں نے زلزلہ افکار بپا کر دیا ہے فلسفہ ادیان میں۔

قرآن کی روشنی میں فرقہ پرستی کا علاج

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعاً وَلاَ تَفَرَّقُواْ۔ (سورۃ ال عمران، آیت 103، پارہ 4، رکوع 2)

ترجمہ :- اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

اس آیت میں قرآن کہہ رہا ہے کہ اگر فرقہ واریت سے نجات چاہتے ہو تو حبل اللہ سے جڑ جاؤ۔ لیکن حبل اللہ (اللہ کی رسی) ہے کیا چیز؟ اس رسی کو کہاں ڈھونڈا جائے؟ آج کے مسلم علماء اور مسلم عوام کو تو حبل اللہ کی تشریح بھی معلوم نہیں، چہ جائیکہ وہ حبل اللہ کو تھام پائیں۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے اس کی تشریح فرمائی کہ حبل اللہ نور کی ایک تار ہے جو اللہ کی جانب سے آتی ہے اور بندے کے قلب سے جڑ جاتی ہے۔ چلوں اور مجاہدوں کے بعد انسان جب اپنے نفس کو پاک اور قلب کو صاف کر کے اللہ تعالی کی تجلیات کے قابل ہو جاتا ہے، تب اللہ تعالی اس بندے کے قلب کو دیکھتا ہے، اللہ کا قلب کو دیکھنا تجلی کہلاتا ہے اور اس تجلی کو ہی حبل اللہ کہتے ہیں۔ تجلی کے بعد اس بندے کے سینے سے نور کی ایک تار اللہ سے ملا دی جاتی ہے۔ نور کی اس تار کے ذریعے اس بندے کی رب سے بات چیت ہوتی رہتی ہے اور وہ ہر وقت اللہ سے رابطے میں آجاتا ہے۔ ایسا شخص دنیا میں اللہ کی جانب سے آنے والی حبل (رسی) کا سرا ہوتا ہے اور لوگوں کو حکم ہے کہ ایسے ہی کسی شخص کو دنیا میں تلاش کریں اور اسکی صحبت کو مضبوطی سے تھام لیں۔ اللہ تعالیٰ کے تازہ ترین احکامات اسی شخص کے ذریعے دنیا تک پہنچتے ہیں۔ اللہ کی جانب سے آنے والی یہ حبل یا رسی صرف مسلمانوں کیلئے نہیں بلکہ جمیع انسانی کیلئے ہوتی ہے اسی لئے حبل اللہ والے ولیوں نے بلا تفریق تمام مذاہب کے لوگوں کو فیض دیا۔ ایسے ہی حبل اللہ والے شخص کی ایک لمحے کی صحبت کو ہزار سال کی بے ریا عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ ان حاملینِ حبل اللہ کو ہی قرآن نے صالحین، صدیقین اور مقربین کہا ہے۔ حامل حبل اللہ کی نظر سے قلوب اسم ذات اللہ سے حیات جاوداں پاتے ہیں۔ ان ہی کی پیروی کرنا صراطِ مستقیم ہے۔ ان ہی کو قرآن نے اہل ذکر کہا ہے، انھی کیلئے فرمان ہے کہ اگر تمہیں کسی چیز کا علم نہ ہو تو اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔ ان ہی لوگوں کیلئے حدیث نبوی ہے کہ تم میں بہترین وہ ہیں جنکی صحبت میں قلب میں ذکر اللہ شروع ہو جائے۔ یعنی اہلِ ذکر وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اندر اللہ اللہ شروع ہو جائے۔ حبل اللہ کو پکڑنے سے مراد ایسے وجودِ مسعود کو اپنا رفیق باسبیل اللہ بنا لو جس کو حبل اللہ میسر ہے اور اس طرح تم فرقہ واریت کی لعنت سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

یہی حبل اللہ نبوت، رسالت، خلافت، امامت اور ولائت کی اساس ہے۔ اوّل دور میں یہی حبل اللہ نبوت و رسالت میں چلتی رہی، پھر جب محمد رسول اللہ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہی حبل اللہ خلافت میں منتقل ہوگئی، چار خلفائے راشدین کے بعد یہی حبل اللہ امامت میں منتقل ہوگئی، 12 اماموں

کے بعد پھر یہی حبل اللہ ولائت میں منتقل ہوگئی۔یہ حبل اللہ کسی کی وراثت نہیں ہے۔جس کو اللہ چاہتا ہے اس کو تزکیہ وتصفیہ کے بعد عطا ہوتی ہے۔خلافت کی ابتدا ابوبکرصدیق سے ہوئی،خلافت کا اختتام اورامامت کا آغاز حضرت علی پر ہوا،اہل بیت عظام سے گیارہ امام ہوئے،اسکے بعد امامت امت میں چلی گئی اور بارہویں امام ابوحنیفہ امام اعظم ہوئے۔

امام مہدی کی آمد سے قبل حضور پاک سمیت تمام انبیاء واولیاء کے سینے صرف ایک حبل کے ذریعے اللہ سے جڑتے تھے لیکن امام مہدی کی آمد کے بعداب رب الارباب رُ ریاض گوھرشاہی کے سینے سے سات نوری تاریں نکلتی ہیں جوانسان کے قلب سے جڑ جاتی ہیں۔صرف ایک حبل والے کی صحبت کو ہزار سال کی بے ریا عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے،اگرکسی کا سینہ سات حبل سے جڑ جائے اوروہ بھی رب الارباب سے تو کیا عالم ہوگا؟

قرآن میں تحریف

اس وقت مسلمانوں میں 73 سے بھی زائد فرقے موجود ہیں اور ہر فرقہ اپنے عقائد کو قرآن سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔یہ کیونکر ممکن ہے کہ تمام فرقے، جنکے عقائد میں زمین وآسمان کا فرق ہوایک ہی کتاب سے اپنے عقیدے کو صحیح ثابت کرسکیں؟ یعنی ایک ہی کتاب کیونکر اتنے ڈھیر سارے فرقوں کی تصدیق کرسکتی ہے جوکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں؟ اس وقت ہر فرقے نے اپنے اپنے عقائد کے مطابق قرآن کا الگ الگ ترجمہ کررکھا ہے اورقرآن کے بیشمار تراجم موجود ہیں،ہر ترجمہ ایک الگ فرقے کے عقائد کی تصدیق کرتا ہے۔ان تراجم میں زمین وآسماں کا فرق ہے۔تمام فرقوں کا دعویٰ ہے کہ انکی کتاب میں قرآن کا حقیقی ترجمہ ہے لیکن یہ سب تراجم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔آج مسلمانوں کے پاس کوئی ایسا تصدیق شدہ ترجمہ موجود نہیں جس میں وہ بات بیان کی گئی ہو جو حضور پاک نے بیان فرمائی۔تمام فرقے اپنے اپنے تراجم کو صحیح سمجھ کراس پر عمل پیرا ہیں لیکن کسی ایک فرقے میں بھی ولایت باقی نہیں رہی ہے بلکہ سب ہی ایک دوسرے کو کافر اور منافق قرار دیتے ہیں۔جیسا کہ تمام آسمانی کتب میں تحریف ہوئی وہی حال مسلمانوں نے قرآن کے ساتھ کیا ہے۔قرآن میں لوگ الفاظ کی تحریف تو نہ کرسکے لیکن ترجموں کے ذریعے قرآن میں بھی تحریف کردی گئی ہے۔

کچھ مسلمانوں کا خیال ہے کہ قرآن مجید پچھلی تمام آسمانی کتب سے افضل ہے۔ایسا سوچنا بھی کفر ہے کیونکہ قرآن مجید سمیت تمام آسمانی کتب چاہے وہ زبور ہو،توریت ہو یا انجیل سب اللہ کا کلام ہے۔اللہ کے کلام میں انسان درجہ بندی نہیں کرسکتا کہ اللہ کا فلاں کلام زیادہ اہم اور افضل ہے اورفلاں کلام کم اہم یا کم افضل ہے۔یہ تمام کتب ایک ہی اللہ کا کلام ہے اسلئے تمام کی اہمیت بالکل یکساں ہے اوران کتب میں کسی کو افضل اور کسی کو کمتر قرار دینا کفر ہے۔لہذا قرآن،زبور،توریت اورانجیل سمیت تمام آسمانی کتب یکساں افضل اور قابلِ احترام ہیں اسی وجہ سے مسلمانوں کو تمام آسمانی کتب پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

کیا قرآن تمام علوم کا سرچشمہ ہے؟

فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ o (سورۃ نحل، آیت43، پارہ 14، رکوع 12) (سورۃ الانبیاء ، آیت7، پارہ 17، رکوع 7)

ترجمہ :- اگر تمہیں کسی چیز کا علم نہ ہوتو اہلِ ذکر سے رجوع کرو۔

مسلمان قرآن کو تمام علوم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں جبکہ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ علم کیلئے لوگوں کو قرآن کے بجائے اہلِ ذکر سے رجوع کرنے کا حکم فرمارہا ہے۔اگر قرآن تمام علوم کا سرچشمہ ہوتا تو دنیا کے تمام مسائل کو معلوم کرنے کیلئے قرآن سے رجوع کرنے کا حکم ہوتا نہ کہ اہلِ ذکر سے رجوع کرنے کا۔اسی قرآن میں لکھا ہے کہ شہید زندہ ہیں لیکن تم کوان کی حیات کا شعور نہیں،یعنی شہادت کے بعد کی زندگی کا علم قرآن میں موجود

نہیں ورنہ قرآن پڑھنے والوں کو اسکا پتہ چل ہی جاتا۔ایک حدیث میں حضور پاک نے فرمایا کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین تک جانا پڑے۔قرآن ہر مدرسے اور ہر گھر میں موجود ہے پھر علم حاصل کرنے کیلئے اتنے طویل فاصلے پر چین جانے کا کیوں فرمایا گیا؟ پھر جن لوگوں نے سائنس سمیت دیگر دنیا وی علوم حاصل کئے انہوں نے اپنے علوم کے ذریعے مختلف ایجادات کر کے دکھائیں اور دواؤں ،کمپیوٹروں ،گاڑیوں اور دیگر ایجادات کے ذریعے انسانیت کو سہولت اور آرام پہنچایا۔اگر تمام علوم قرآن میں بند ہوتے تو دن رات اسکا مطالعہ کرنے والے علماء بھی اس میں بند علوم کے ذریعے کچھ ایجادات کر کے دکھاتے۔حضور پاک نے فرمایا؛

انا مدینہ العلم و علی البابھا ۔ (المستدرک، 3: 137، رقم 4638)

ترجمہ :- میں علم کا شہر ہوں اور علی اسکا دروازہ ہیں۔

حضور پاک نے علم کا سرچشمہ قرآن کو نہیں بلکہ اپنے سینے کو فرمایا اور سینے کے اس علم تک رسائی کیلئے علی کو وسیلہ قرار دیا۔قرآن کو علم کا سرچشمہ سمجھنے والے مسلمانوں کیلئے امام مہدی کا پیغام : اے محمد سے انجان قومِ مسلم علم کا سرچشمہ قرآن نہیں ،علم کا سرچشمہ صدرِ محمد ہے اور وسیلہ علی ہے۔ مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کیلئے چین جانے کا حکم اسی لئے دیا گیا کہ علم اس شخص سے حاصل کرو جسکا سینہ حضور پاک کے سینے سے جڑا ہو خواہ ایسا شخص چین میں ہی کیوں نہ مقیم ہو۔

قرآن کا اٹھالیا جانا کیا ہے؟

احادیث میں لکھا ہے کہ دورِ آخر میں قرآن کو اٹھالیا جائیگا۔لیکن لوگوں کو یہ پتہ نہیں کہ قرآن کو کیسے اٹھایا جائیگا؟ لوگوں کا ظن یہی ہے کہ ایک دن وہ اٹھیں گے تو قرآن کے تمام نسخے دنیا سے غائب ہو چکے ہونگے جس سے قرآن کے اٹھائے جانے کا پتہ چلے گا ،یہ انکی شدید غلط فہمی ہے۔اسی طرح کچھ لوگوں کے خیال میں ایک دن وہ قرآن کھول کر دیکھیں گے تو خالی صفحات ملیں گے ،الفاظ غائب ہو چکے ہونگے جس سے پتہ چلے گا کہ قرآن کو اٹھالیا گیا ہے ،یہ بھی ماسوائے غلط فہمی کے کچھ نہیں۔امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے اس بات کی تشریح فرمائی ہے۔لوحِ محفوظ کو ام الکتب (کتابوں کی ماں) یعنی قرآن ،انجیل ،زبور اور توریت سمیت تمام الہامی کتب کی ماں قرار دیا گیا ہے۔وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی کلام زمین پر بھیجنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کو لوحِ محفوظ پر درج فرماتا ہے جہاں سے وحی کی صورت میں وہ کلام زمین پر موجود نبی کے قلب پر نازل کیا جاتا ہے۔مخلوقات (فرشتے ،موکلات اور جنات وغیرہ) کو اس کلام کے تابع کر دیا جاتا ہے کہ جو بھی اس کلام کو پڑھے اسکی مدد کریں۔اس طرح اس کلام کے ذریعے انسانوں کو ہدایت اور فیض ملتا رہتا ہے۔نبی کے وصال کے بعد جب انسان اس الہامی کلام میں تبدیلی یا تحریف کر دیتا ہے تو اللہ اس کلام کو لوحِ محفوظ سے مٹا کر نیا کلام اور نئے احکامات لکھ دیتا ہے۔پھر یہ نیا کلام زمین پر موجود کسی اور نبی کے قلب پر نازل کیا جاتا ہے۔اب انسان کیلئے ہدایت اور فیض اس تازہ کلام میں بند ہوتا ہے۔پچھلا کلام اگر کوئی پڑھے بھی تو اسکا فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ کلام لوحِ محفوظ سے مٹ چکا ہوتا ہے اور اسکے ماتحت فائدہ پہچانے والی مخلوق نئے کلام کے تابع کر دی گئی ہوتی ہے۔اسکی تصدیق یہ ہے کہ قرآن میں لکھا ہے کہ اللہ جب چاہے لوحِ محفوظ پر کلام لکھتا اور جب چاہے مٹا دیتا ہے۔حضور پاک کے دور میں کئی آیات منسوخ ہو جایا کرتی تھیں ،اگر کوئی شخص منسوخ شدہ آیات کو اللہ کا کلام سمجھتے ہوئے تلاوت کرتا رہے تو اسکا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ آیات منسوخ ہو کر لوحِ محفوظ سے مٹا دی گئی ہوتی ہیں۔جو کلام ام الکتاب لوحِ محفوظ پر درج ہو وہ زندہ کلام اور جو وہاں سے مٹا دیا گیا وہ کلامِ مردہ کہلاتا ہے۔مردہ کلام کو پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

قرآن کو اٹھائے جانے سے مراد یہ ہے کہ جس طرح حضور پاک کے دور میں قرآن کی آیات منسوخ ہوا کرتی تھیں بالکل اسی طرح پورا کا پورا قرآن منسوخ کر کے لوحِ محفوظ سے مٹا دیا جائے گا۔گو الفاظ کی صورت میں تو قرآن انسانوں کے پاس موجود رہے گا لیکن اس میں فیض اور ہدایت

موجود نہیں رہیں گے بالکل اسی طرح جس طرح اصحابہ کے پاس منسوخ شدہ آیات الفاظ کی صورت میں تو موجود رہیں لیکن ان میں سے فیض اور ہدایت کو اٹھالیا گیا تھا۔ گو کہ یہ منسوخ شدہ کلام بھی اللہ کی جانب سے ہی آیا ہوا ہوتا ہے لیکن منسوخ ہونے کی بنا پر اس میں فیض وہدایت باقی نہیں رہتی اور اگر کوئی شخص ان منسوخ شدہ آیات کو اللہ کا کلام سمجھتے ہوئے تلاوت کرنے پر بضدر ہے تو اسکا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ امام مہدی کی آمد پر جب قرآن کو لوحِ محفوظ سے مٹا دیا جائے گا اس وقت قرآن کے الفاظ تو جوں کے توں اپنی جگہ موجود رہیں گے لیکن انکی حیثیت اسی طرح ہو جائے گی جس طرح حضور پاک کے دور میں منسوخ شدہ آیات کی ہے یعنی اسکے ذریعے کوئی فیض وہدایت حاصل نہیں کر پائے گا۔ امام مہدی سیدنا ریاض گوھر شاہی کی آمد پر قرآن اٹھایا جاچکا ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ آج مسلمانوں کا کوئی بھی فرقہ قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کر پارہا اور قرآن پر عمل پیرا ہو کر بھی کوئی واصل باللہ نہیں ہے۔ یہاں ایک اور بات سمجھنے کی ہے کہ کیا قرآن اسی صورت میں نازل ہوا تھا جو (الفاظ کی صورت میں) آج کاغذ پر پرنٹ شدہ ہمارے پاس موجود ہے؟ نہیں، قرآن الفاظ کی صورت میں کاغذ پر نہیں بلکہ نور کی صورت میں قلبِ محمد پر نازل ہوا تھا۔ لہذا اصولاً اسی قرآن کو اٹھایا جائے گا جو اللہ نے بھیجا ہے یعنی جو نور کی صورت میں قلبِ محمد میں موجود تھا جبکہ کاغذ پر سیاہی سے لکھے الفاظ یعنی پرنٹ شدہ قرآن جوں کا توں اپنی جگہ انسانوں کے پاس ہی موجود رہے گا۔ قرآن میں ایک جگہ لکھا ہے کہ؛

مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت106، پارہ 1، رکوع 13)

ترجمہ :- جب بھی ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں تو اس جیسی یا اس سے بہتر آیت لیکر آتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ایک آیت کو منسوخ کرتا ہے تو اس سے بہتر کسی آیت کو زمین پر بھیجتا ہے، اگر وہ پورے کا پورا قرآن منسوخ کریگا تو یقیناً اس سے بہتر کوئی کلام زمین پر بھیجے گا اور وہ کلام امام مہدی لے کر آئے ہیں۔ کتاب اور الفاظ کی صوت میں جو قرآن آج مسلمانوں کے پاس موجود ہے اس کیلئے حضور پاک نے فرمایا............ لا یبقیٰ من الاسلام الّا اسمه و لا یبقیٰ من القرآن الا رسمه (دورِ آخر میں اسلام میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا سوائے نام کے اور قرآن میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا سوائے رسومات کے)۔ یہ حدیث بتا رہی ہے کہ قرآن کا اٹھایا جانا الفاظ کا اٹھایا جانا نہیں ہے۔ قرآن کے حوالے سے رسم کی ادائیگی کا مطلب اسکی تلاوت ہوتی رہے گی اور تلاوت تبھی ہوگی جب الفاظ موجود ہونگے، الفاظ نہیں ہونگے تو پڑھیں گے کیا؟ اور آج وہی ہو رہا ہے کہ تلاوت کی صورت میں رسم کی ادائیگی تو جاری ہے لیکن قرآن سے کوئی فرقہ ہدایت اور فیض حاصل نہیں کر پارہا۔

حج کا موقوف ہوجانا

حج جو کہ مسلمانوں کی انتہائی اور آخری عبادت ہے، کے بارے میں کہا گیا کہ دورِ آخر میں حج موقوف ہوجائے گا۔ یہاں بھی مسلمان موقوف سے مراد یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی وقت ایسا آئے گا کہ حج کی ادائیگی عملی طور پر ختم ہوجائے گی اور لوگ خانہ کعبہ جانا چھوڑ دینگے جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ حج کے موقوف ہونے سے مراد یہ ہے کہ لوگ رسماً تو حج کی ادائیگی کرتے رہیں گے لیکن وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوگا اور اسکی وجہ یہ بنی ہے کہ حجرِ اسود جو کعبۃ اللہ کی روح ہے اور اسی کے گرد طواف کرنے کو حج کا نام دیا گیا ہے۔ حجرِ اسود کیلئے فرمان ہے کہ جو بھی عقیدت اور محبت سے اسکا بوسہ لے گا تو قیامت کے دن یہ اس شخص کی شفاعت کریگا۔ خانہ کعبہ کی در و دیوار، غلاف اور بابِ ملتزم سمیت ایسا کوئی حصہ نہیں جسکے بارے میں لکھا ہو کہ وہ بوسہ لینے والے شخص کی شفاعت کرسکتا ہے۔ حتیٰ کی حضور پاک نے اپنے بارے میں بھی نہیں فرمایا کہ جس نے میرا عقیدت و محبت سے بوسہ لیا اسکی شفاعت ہوجائیگی۔ تو پھر ایک پتھر میں ایسی کیا بات ہے کہ عقیدت و محبت سے بوسہ لینے والے کی شفاعت ہوجاتی ہے؟ اس سے اس پتھر کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ سجدہ خانہ کعبہ کی چار کونے والی عمارت کی طرف رخ کر کے کر رہے ہیں یا اسکے گرد طواف کر رہے ہیں۔ لیکن جو در و دیوار کسی کی

شفاعت نہیں کرواسکتے اسکی طرف رخ کر کے سجدہ یا طواف کس طرح ہوسکتا ہے؟ مسلمانوں کی عبادات، سجدے اور طواف اسی حجرِ اسود کے گرد ہوتے ہیں جس میں تمام انسانیت کی شفاعت کی طاقت موجود ہے۔

حجرِ اسود کا بوسہ حج کا سب سے اہم رکن ہے۔ بوسہ لینے کی دو شرطیں ہیں ایک تو عقیدت ومحبت اور دوسرا یہ کہ آپ کے ہونٹ حجرِ اسود کو مس کریں تاکہ یہ آپ کے سارے گناہ اپنے اندر جذب کر سکے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مقبول حج کرنے والا گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جس طرح ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہو۔ حجرِ اسود کو جب حضرت آدم جنت سے اپنے ساتھ لائے تو اسکا رنگ سبز تھا لیکن لوگوں کے گناہ جذب کرنے کی بنا پر اسکا رنگ سیاہ ہوتا گیا۔ فتح مکہ کے وقت خانہ کعبہ میں 360 بت موجود تھے، حضور پاک نے 359 بتوں کو توڑ کر کعبے سے نکلوا دیا لیکن حجرِ اسود کو نہ صرف وہیں رہنے دیا بلکہ اسکی انتہائی تعظیم فرمائی اور اپنی امّت کو بھی اسکی تعظیم کا حکم فرمایا۔ ایک پتھر حضور پاک سے اتنا افضل کیسے ہوگیا کہ حضور پاک نے تعظیم و محبت سے اسکے بوسے لئے؟ وجہ یہ تھی کہ اس میں امام مہدی کے روپ میں آنے والے رب الارباب ؒ ریاض گوھر شاہی کی تصویر موجود ہے جسکی وجہ سے اسکو اتنی عظمت حاصل ہے کہ اسکا بوسہ نہ صرف زندگی بھر کے گناہ دھوڈالتا ہے بلکہ قیامت کے دن اس شخص کی شفاعت بھی کریگا۔ اسی عظیم الشان حجرِ اسود پر سعودی عرب کی وہابی حکومت نے پہلے تو رنگ چڑھا کر امام مہدی سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی کی تصویر کو چھپانے کی کوشش کی اور اس میں ناکامی پر حجرِ اسود کے اوپر ایک شیٹ چڑھادی گئی۔ جسطرح ناخن پر نیل پالش لگانے سے وضو اور غسل موقوف ہوجاتا ہے جب تک کہ اسے اتار نہ دیا جائے، اسی طرح اب لوگوں کے ہونٹ حجرِ اسود کو مس نہیں کرتے اور اس اہم رکن کی ادائیگی ختم ہوجانے کی بنا پر حج کی عبادت موقوف ہوچکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بارہا حج کر لینے کے باوجود مسلمانوں میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔

خانہ کعبہ کا مسمار اور ویران ہونا

احادیث میں اس بات کا تذکرہ بھی ملتا ہے کہ قبلِ قیامت خانہ کعبہ کی عمارت منہدم کر دی جائے گی۔ اس سلسلے میں صحاح ستہ کی مندرجہ ذیل احادیث موجود ہیں؛

☆ عن ابی ہریرۃؓ عن النبیؐ قال یخرّب الکعبۃ ذوالسویقتین من الحبشۃ ۔ (صحیح بخاری، کتاب المناسک، رقم 1490)
ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا ! کعبہ کو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی برباد کریگا۔

☆ عن ابن عباس عن النبیؐ قال کانّی انظر اسود افحج یقلعھا حجراً حجراً ۔ (صحیح بخاری، کتاب المناسک، رقم 1494)
ترجمہ :- حضرت ابن عبّاس سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا ! گویا میں اس کالے بونے آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کے ایک ایک پتھر کو اکھاڑ پھینکے گا۔

☆ انّ ابا ہریرۃ قال قال رسولؐ اللہ یخرب الکعبۃ ذوالسّویقتین من الحبشۃ ۔ (صحیح بخاری، کتاب المناسک، رقم 1495)
ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! کعبہ کو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی برباد کریگا۔

☆ یبایع رجل بین الرکن و المقام ولن یستحلوہ فلا تسأل عن ھلکۃ احدِ تجیء الحبشۃ فیخربونہ خرابالا یعمر بعدہ ابداً وھم الذین یستخرجون کنزہ ۔ (مسندِ احمد، مستدرک حاکم، کنزالعمال)
ترجمہ :- نبی کریم نے فرمایا کہ ایک آدمی کی بیعت رکن اور مقام کے درمیان کی جائیگی اور وہ بیت اللہ میں لڑائی نہیں کرنا چاہینگے (مگر مجبوراً لڑینگے) اسکے بعد سب کی ہلاکت ہوگی پھر حبش آئیں گے اور بیت اللہ کو ویران کرینگے اسکے بعد اسکی تعمیر نہیں ہوگی اور یہی لوگ بیت اللہ کا خزانہ نکالینگے

خانہ کعبہ کی روح اور اصل حجرِ اسود ہے، اس کو ہٹا دینے کے بعد خانہ کعبہ کی حیثیت اینٹوں اور گارے سے بنی کسی اور عمارت سے زیادہ مختلف نہیں۔ حجرِ اسود کو زمین پر اسلئے بھیجا گیا تا کہ رب الارباب رُ ریاض گوھر شاہی کی آمد تک اُن کی تصویر کو سجدہ ہوتا رہے۔ اُس ذات کے زمین پر تشریف لے آنے کے بعد انسانوں کے سجدے براہِ راست اُس ذات کو ہونگے۔ اور شاید وہ وقت قریب ہی ہے جب حجرِ اسود کو اسکے مقام سے ہٹا دیا جائے جسکے بعد حضور پاک کی مندرجہ بالا احادیث کے مطابق اس عمارت کو منہدم کر دیا جائیگا۔

احادیث کی رو سے عالم کون ہے؟

حضور پاک نے فرمایا کہ میرے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہونگے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ عالم سے مراد کون ہے؟ آیئے احادیث کی روشنی میں دیکھیں کہ عالم کون ہوتا ہے؟ حضور پاک نے فرمایا کہ؛

علماء من صدری ، سادات من سلبی و فقراء من نور الله تعالی ۔

ترجمہ :- علماء کا تعلق میرے سینے سے، سادات کا تعلق میرے نطفے سے اور فقراء کا تعلق اللہ کے نور سے ہے۔

اس حدیث کی رو سے عالم وہ ہے جسکا تعلق حضور پاک کے سینے سے ہو۔ سینے سے تعلق کیا ہے؟ انسان کے سینے میں سات لطائف (روحانی مخلوقات) موجود ہیں۔ ان لطائف کا تعلق ایک ایک جہان سے ہے۔ ان باطنی لطائف کے باقاعدہ نام قرآن واحادیث میں درج ہیں۔ سینے کے ان لطائف کو ذکر کے نور سے بیدار اور منور کیا جاتا ہے۔ بیدار اور منور ہونے کے بعد یہ اپنے اپنے عالم میں جا کر عبادات کرتے ہیں۔ ان پانچ لطائف کی باطنی تعلیم پانچ مختلف رسولوں کو دی گئی، لطیفہ قلب کی تعلیم حضرت آدم، لطیفہ روح کی تعلیم حضرت ابراہیم، لطیفہ سری کی تعلیم حضرت موسیٰ، لطیفہ خفی کی تعلیم حضرت عیسیٰ اور لطیفہ اخفیٰ کی تعلیم حضور پاک کو دی گئی۔ ان پانچ لطائف میں سے ہر ایک کا تعلق انسان کی ایک ایک حس سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ دیکھنے کا تعلق لطیفہ سری، سننے کا تعلق لطیفہ خفی اور بولنے کا تعلق لطیفہ اخفیٰ سے ہے۔ سینے کے ان لطائف کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے نفس کو پاک کرنا پڑتا ہے تب جا کر ان میں سے کسی ایک لطیفے کی تعلیم حاصل ہوتی ہے، اور جس لطیفے کی تعلیم حاصل ہو جائے تو پھر اس شخص کا مشرب اسی لطیفے سے متعلقہ نبی کے مشرب پر ہو جاتا ہے جیسا کہ کتابوں میں درج ہے کہ ہر ولی کا قدم کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔ یعنی اگر لطیفہ قلب کی تعلیم ملی تو اسکا قدم حضرت آدم کے قدم پر، روح کی تعلیم ملی تو حضرت ابراہیم کے مشرب پر اسی طرح بقیہ لطائف کے مطابق اسکا مشرب ہو جاتا ہے۔ ان کو عالمِ ربانی کہتے ہیں جیسا کہ داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز اور مجدد الف ثانی وغیرہ۔ جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاء معجزوں کے حامل تھے اسی طرح علماء ربانی کرامات کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ اس علم کے حامل ہوتے ہیں جو سینہ بہ سینہ چلتا ہے، کتابوں میں نہیں لکھا جاتا کیونکہ کتاب میں لکھا ہوا علم سینے میں نہیں جا سکتا۔ یہ علم لکھنے والا ہوتا تو اللہ ہی لکھ کر بھیج دیتا۔ کتابوں میں لکھا علم صرف قرآن کی تفسیر ہے۔ اگر کوئی شخص صدر میں موجود لطائف کے باطنی علم کا حامل اور نبی کے سینے سے منسلک ہے تو حضور پاک نے اس کو اپنی امت کا عالم قرار دیا ہے۔ سینے کی باطنی تعلیم کے بغیر ظاہری اور کتاب کے علم کی بنیاد پر کوئی شخص حضور کی امت کا عالم نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایسے لوگوں کیلئے حدیث میں آیا کہ جاہل عالم سے ڈرو اور بچو، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ عالم بھی اور جاہل بھی؟ تو حضور پاک نے فرمایا جسکی زبان پر تو علم ہو لیکن قلب سیاہ اور نور سے خالی ہو۔ ذکرِ قلب کیلئے قرآن مجید نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ایسے انسان کی پیروی نہ کرنا جسکے قلب کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے۔ بتایئے، کیا ایسا شخص پیروی کے لائق ہے جسکا اپنا قلب ذکر اللہ سے غافل ہو؟ اور پھر ان کا تو کیا ہی کہنا جو ذکر قلب کی تعلیم سے واقف بھی نہیں ہیں۔ نور سے عاری خود کو عالم کہلانے والے یہ لوگ جانوروں سے بدتر ہیں جن سے بھیڑیوں نے بھی پناہ مانگی۔ حضور پاک نے ایک حدیث میں فرمایا کہ دورِ آخر میں آسمان کے نیچے سب سے بدترین مخلوق علماء سو ہونگے۔

امام مہدی ایک نیا دین متعارف فرمائینگے

حضرت آدم زمین پر اول خلیفہ تھے انکے زمانے میں سب انسانوں کا ایک ہی دین تھا۔ اسکے بعد انبیاء آتے گئے، کتابیں اتاری جاتی رہیں اوراس طرح مختلف ادیان بنتے چلے گئے۔ امام مہدی زمین پر آخری خلیفہ ہونگے، اُن کی تشریف آوری پر حضرت آدم کے دور کی طرح تمام انسانوں کا ایک ہی دین ہوجائیگا۔ تمام مذاہب، آسمانی کتابوں اور پیشگوئیوں میں یہی بات کہی گئی ہے کہ دورِ آخر میں لوگ امّتِ واحدہ اور ایک ہی دین پر عمل پیرا ہونگے۔

اسلام سمیت جتنے بھی مذاہب نبیوں کے ذریعے متعارف کروائے گئے وہ سب جسموں کے مذاہب تھے انکا تعلق صرف اس دنیا سے ہے اور دنیا کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہوجائینگے، اوپر عالمِ بالا میں ان مذاہب کا کوئی وجود نہیں، عالمِ بالا میں کوئی مسلمان، عیسائی، ہندو یا یہودی نہیں ہوتا، وہاں صرف عشق ومحبت ہے۔ دنیا میں آنے کے بعد روح جس گھر میں اترتی ہے تو اس گھر والوں کے مطابق اسکے جسم کا دین مسلمان، عیسائی، ہندو اور یہودی وغیرہ بن جاتا ہے۔ یہ مذاہب مخصوص اقوام اور مخصوص خطوں کیلئے تھے، ان مذاہب میں اتنی طاقت نہیں کہ تمام انسانیت کو یکجا کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ادیان کے بانی انبیاء ایک محدود علاقے کے لوگوں کو بھی پوری طرح ایک نہیں کرپائے۔ حضور پاک کے دور میں بھی نہ صرف یہ کہ تمام مذاہب ایک نہیں ہوپائے بلکہ دیگر مذاہب کیساتھ جنگیں بھی لڑنا پڑیں گو یہ تمام غزوے اپنے دفاع میں لڑے گئے نہ کہ کسی کے خلاف جارحیت میں لیکن دیگر مذاہب کے ساتھ جنگیں ہوتی رہیں تھیں۔ دیگر مذاہب کے لوگوں نے حضور پاک کو تو صادق وامین مانا حتیٰ کہ اپنے تنازعات میں ان سے فیصلے بھی کروائے لیکن اسلام کی تعلیمات ان کیلئے قابل قبول نہیں ٹھہریں۔

امام مہدی اسلام سمیت انبیاء کے لائے ہوئے کسی دین کی اشاعت کیلئے نہیں بلکہ اللہ کے اپنے دین، دینِ الٰہی کے فروغ کیلئے تشریف لائینگے۔ چونکہ اللہ نہ مسلمان ہے نہ عیسائی اور یہودی کیونکہ نہ وہ نماز پڑھتا ہے نہ روزے رکھتا ہے وہ ان چیزوں سے پاک ومبرّا ہے۔ اسکا اپنا دین عشق ومحبت ہے۔ اس نے اپنے محبوب سے عشق کیا اور اسی لئے دینِ الٰہی کو عشقِ الٰہی بھی کہتے ہیں جس میں اللہ خود عشق، خود عاشق اور خود ہی معشوق ہے۔ جس طرح محبت کا مقام قلب ہے اسی طرح عشق کا مقام روح ہے، اسی لئے دینِ الٰہی کو روحوں کا دین بھی کہا گیا ہے۔ عشق جو کہ روزِ ازل بلکہ اس سے بھی پہلے کا دین ہے امام مہدی کے وسیلے سے پہلی بار اس دنیا میں بطور دین متعارف ہوگا۔ امام مہدی کی آمد سے قبل بھی اولیاء عشق میں داخل ہوئے لیکن عالمِ احدیت میں اللہ کا دیدار کرلینے کے بعد۔ اور اس مرحلے تک پہنچنے میں اولیاء کی پوری زندگی صرف ہوجایا کرتی تھی اور شدید مشکلات، چلوں وظیفوں اور گھربار، بیوی بچوں کو چھوڑ کر برسہا برس جنگلوں کی خاک چھاننے کے بعد جاکر کہیں اللہ کے دیدار تک پہنچتے تھے۔ لیکن امام مہدی عشق کو بطور دین اس دنیا میں متعارف فرمائینگے اور اُن کی تعلیم کو قبول کرنے والے خوش نصیب روزِ اول ہی بغیر کسی چلے وظیفے کے عشقِ الٰہی میں داخل ہوجائینگے۔ امام مہدی کے ماننے والے جسمانی عبادات ورسومات تو اپنے مذاہب کے مطابق کرینگے، لیکن قلبی اور روحی عبادت ان سب کی ایک ہی ہوگی اور جس انسان کی روح کو عشق میسّر آجائے وہ دینِ الٰہی میں داخل ہوجاتا ہے خواہ اسکا جسمانی مذہب کچھ بھی ہو۔ علامہ اقبال اور سچل سرمست نے کہا؛

گر عشق ہو میسر تو کفر بھی ہے مسلمانی — گر یہ نہ ہو تو مسلمان بھی ہے کافر وزندیق (اقبال)

بن عشقِ دلبر کے سچل کیا کفر ہے کیا اسلام ہے — (سچل سرمست)

روزِ ازل ارواح کا ایک ہی دین تھا، امام مہدی وہی روزِ ازل والا دین جسے قرآن مجید میں دینِ الٰہی، دین اللہ، دینِ قیم، دینِ حق اور دینِ خالص وغیرہ کا نام دیا گیا ہے لائیں گے۔ یہ دینِ الٰہی انبیاء کے لائے ہوئے تمام ادیان کا نچوڑ ہے۔ اس دین میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ امام مہدی کے دور میں تمام مذاہب ختم ہوکر اُسی ایک دینِ الٰہی میں ضم ہوجائینگے۔ حضور پاک کو بھی حکم ہے کہ جب وہ دینِ فطرت آجائے تو تم بھی اپنا رُخ

اسکی طرف کر لینا۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيفاً فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِى فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ o (سورة الروم، آیت 30, پارہ21, رکوع 7)

ترجمہ :- پس تم اپنا رخ دینِ حنیف کی طرف پھیر لینا۔اللہ کی فطرت جس پر اس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا،اللہ کی خلق (پیدائش) کو نہ بدلنا،یہی قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

لوگوں کے خیال میں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کو دینِ اسلام کی طرف رخ کرنے کا فرمایا ہے لیکن اس آیت کے نزول کے وقت اسلام تو نہ صرف آ چکا تھا بلکہ حضور پاک اس دین کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف تھے۔اس آیت میں مستقبل کا صیغہ استعمال ہوا ہے کہ مستقبل میں جب وہ دین آئے تو تم اپنا رخ اس طرف کر لینا۔اور یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ اسلام کے بعد ایک ایسے دین نے آنا تھا جس کیلئے امام الانبیاء کو حکم ہے کہ مستقبل میں جب وہ دین آ جائے تو وہ بھی اپنا رخ اس طرف کر لیں۔اللہ کے اسی دین کی بابت قرآن میں ہے؛

وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللَّهِ أَفْوَاجاً o (سورة النصر، آیت 2، پارہ 30، رکوع 35)

ترجمہ :- اور تم دیکھو گے لوگوں کو دینِ الٰہی میں فوج در فوج داخل ہوتے۔

حضرت امام محمد باقر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مہدی کے ذریعے اپنے دین (دینِ الٰہی) کو ظاہر کریگا اور اسے غلبہ دیگا اگر چہ مشرکین اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔(بحار النوار) یاد رہے کہ مغلِ اعظم اکبر بادشاہ کو اسکے مصاحب میں سے کسی نے بتایا کہ دنیا کے آخر میں امام مہدی تمام مذاہب کو ایک کر دینگے۔اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ کام میں بھی کر لوں اور اس نے کچھ باتیں اسلام، کچھ ہندومت اور کچھ دیگر مذاہب سے لیکر ایک نیا دین مروج کیا جسکا نام اس نے دینِ الٰہی رکھا (بعد ازاں تاریخ میں وہ دین اکبری کے نام سے مشہور ہوا)۔چونکہ یہ اکبر بادشاہ کا اپنا تخیل تھا جو اس نے زبردستی لوگوں پر تھوپنے کی کوشش کی اسلئے کامیاب نہیں ہو سکا اور صرف تاریخ کی کتابوں میں رہ گیا۔اسی طرح بابا گرونانک کے دور میں بھی ہندو، سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے لیکن یہ معاملہ بھی کچھ وقت کیلئے رہا (وہ بھی صرف 3 مذاہب کے درمیان) اور بعد ازاں اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔آخری مسیحا امام مہدی یومِ ازل والے دینِ فطرت کو دنیا میں فروغ دیکر نافذ فرمائینگے۔اُن کی تعلیم ایسی ہوگی کہ ہر مذہب والا اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لے گا اور اس طرح تمام مذاہب سے لوگ رفتہ رفتہ اُن کے قریب ہوتے چلے جائینگے۔ہر مذہب کی عبادت گاہ تک اُن کی رسائی ہوگی۔

سیدنا گوہر شاہی نے تمام فرقوں اور مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع فرما دیا ہے جسکی تاریخِ انسانی میں اس سے پہلے کوئی مثال موجود نہیں ہے۔وہ مسجدوں، امام بارگاہوں، چرچوں، مندروں اور گردواروں میں خطابات فرما چکے ہیں۔یہ مسلمانوں کیلئے خوش قسمتی کا مقام ہے کہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کا ظہور مسلمانوں میں سے ہوا ہے لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی کہ وہ اس ذات سے غافل اور لاپرواہ ہیں۔

آلِ محمد اور بارہ امام

فاطمہ بنتِ محمد حضور پاک کی زوجہ اطہر خدیجہ بنتِ حولہ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔محمد اللہ کا نورِ مجسم ہیں اور بی بی فاطمہ حضور پاک کے طفلِ نوری کے نور سے بنیں۔وہ بتول تھیں یعنی ان کو ماہواری کا خون نہیں آتا تھا بالفاظِ دیگر وہ بانجھ تھیں۔عورت کے اندر ماہواری کے خون کا تعلق اولاد کی پیدائش سے ہوتا ہے۔سائنسی نقطہ نظر سے اولاد تب ہی پیدا ہوتی ہے جب مرد اور عورت کے نطفے باہم استقرار پکڑتے ہیں۔تو پھر بتول ہونے کے

باوجود ان کواولاد کیسے پیدا ہوئی؟ کیونکہ اگر حضرت علی کا نطفہ انکے اندر گیا بھی تو وہ اولاد پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری بات کہ نسل تو مرد سے چلتی ہے پھر ان سے پیدا ہونے والی اولاد کو قریشی یا آلِ علی کے بجائے آلِ محمد کیوں کہا گیا؟ اور پھر حضور پاک کی دیگر صاحبزادیوں کی اولاد آلِ محمد کیوں نہیں کہلائیں؟ اگر حسن وحسین آلِ محمد یعنی محمد کے بیٹے ہیں تو کیا حضور پاک نے اپنی بیٹی کے ساتھ ہمبستری کی؟ ان سوالوں کا جواب آج تک کوئی نہیں دے سکا، اپنے علم پر ناز کرنے والے شیعہ علماء بھی ان سوالات پر بغلیں جھانکنے لگ جاتے ہیں۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے پہلی مرتبہ ان حقائق کی تشریح فرمائی کہ بی بی فاطمہ کی اولاد منی کے نطفے کی بنا پر نہیں بلکہ حضور پاک کے نوری نطفے کی بنا پر آلِ محمد میں شامل ہیں۔

امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے فرمایا کہ بی بی فاطمہ کے اندر اللہ کا طفلِ نوری تھا جسکی وجہ سے وہ حضور پاک کی امت کے سات سلطان الفقراء میں سے اولین سلطان تھیں۔ حضور پاک کے طفلِ نوری نے بی بی فاطمہ کے طفلِ نوری میں اپنا نوری نطفہ داخل فرمایا جس سے اجسامِ امام حسن وحسین تشکیل پائے۔ یہی وجہ ہے کہ انکی ولادت عام انسانوں کے برعکس شکمِ مادر سے ہوئی۔ امام حسن وامام حسین کے اجسام مٹی (یعنی منی کے نطفے) سے نہیں بلکہ نور سے بنے تھے لیکن اندر ارواح عام انسانوں کی تھیں۔ لیکن انکی شادی جن عورتوں سے ہوئی ان عورتوں کے اجسام مٹی سے بنے تھے۔ لہٰذا انکی اولاد میں مٹی اور نور دونوں کا تناسب موجود تھا۔ آگے اس اولاد کی شادی پھر مٹی سے بنے کسی عورت کے جسم سے ہوئی تو نور کا تناسب مزید گھٹ گیا۔ اس طرح جوں جوں نسل آگے بڑھتی گئی نور کا تناسب گھٹتا چلا گیا۔ اس طرح سات نسلوں تک نورِ بی بی فاطمہ کی اولاد کے جسموں میں چلتا رہا اسکے بعد آٹھویں نسل ویسی ہی عام تھی جیسے دیگر عام انسان۔ اسی طرح گیارہ نسلوں تک امامت ان کی اولاد میں چلتی رہی لیکن بارہواں امام مدینہ سے تعلق رکھنے والا ایک عام امتی تھا جس کا نام خالد بن نعمان (ابوحنیفہ) تھا۔ گیارہ اماموں میں سے کسی کو اللہ کا دیدار نہیں ہوا لیکن امام ابوحنیفہ نے اللہ کا دیدار بھی کیا اسلئے انہیں امامِ اعظم کہا گیا۔

آلِ محمد کے صرف اجسام نوری تھے لیکن ساتھ ہی رجس بھی موجود تھا، تب اللہ نے آیت تطہیر میں فرمایا کہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اہلِ بیت سے رجس (گندگی اور غلاظت) کو ہٹا کر انہیں پاک کر دیں۔ اللہ نے عام آدمی کو بھی پاک ہونے کا حکم دیا ہے فرق یہ ہے کہ اہلِ بیت کو اللہ نے پاک کر دیا اور عام آدمی کو پاک ہونے کیلئے عبادات اور روزوں کے ذریعے خود سے کوشش کرنا پڑتی ہے۔

یہ رجس (گندگی اور غلاظت) کیا ہے؟ اس میں نفس (جو ابلیس سے نکلا ہوا جرثومہ ہے)، خناس اور چار باطنی پرندے شامل ہیں۔ ان پرندوں میں ہر ایک کے ساتھ ایک ایک باطنی بیماری (حسد، کبر، بخل اور شہوت) جڑی ہوئی ہے اور یہ پرندے چار لطائف سے چپک کر ان کو باطنی بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ان پرندوں کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے کہ حضرت ابراہیم کے جسم سے ان پرندوں کو نکال کر پاک کیا گیا۔ اسکے علاوہ قلب کے گرد ایک لاکھ اسی ہزار زنار (جالے) جن میں تیس ہزار حسد اور تیس ہزار دائمی شہوت کے، بھی شامل ہیں۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے فرمایا کہ ذکرِ قلب کے بعد جب نس نس میں نور چلا جاتا ہے تو نسبتِ انسانی ختم ہو جاتی ہے اور بندہ نور بن جاتا ہے۔ یعنی جسم کو نور بنانے کیلئے آلِ محمد ہونا ضروری نہیں عام آدمی بھی اپنے جسم کو نوری بنا سکتا ہے اور روحانی تعلیم میں یہ گُر موجود ہے کہ جہاں سادات پہنچے آپ بھی پہنچ سکتے ہیں۔ اگر جسم نوری بن جائے تو آپکا مقام (Status) اہل بیت کے برابر ہو جاتا ہے۔ امام مہدی کی تعلیم کے ذریعے کوئی بھی شخص انسان سے نور بن سکتا ہے۔ جب ایک عام آدمی بھی اس مرحلے تک پہنچ سکتا ہے تو پھر سادات ہونا کوئی بڑی بات تو نہ ہوئی۔ بلکہ جو نور سادات کے اجسام میں موجود تھا وہ صفاتی نور تھا اور انکے خون میں شامل تھا لیکن اسکی رسائی اندر موجود باطنی لطائف تک نہیں تھی۔ لیکن ذاکر کے قلب میں اسمِ ذات کا ذاتی نور ہوتا ہے اور یہ ارواح کو بیدار کرنے والا نور ہے جو لطائف تک جاتا ہے۔ اسلئے ذاکرِ قلبی کا مرتبہ سادات سے افضل ہے۔ جس طرح .... **ان اللہ علی کل شیء قدیر**، اسی طرح اللہ کا نام اسکے دیگر صفاتی اسماء پر قادر ہے اور اسی طرح اسکا ذاتی نور تمام صفاتی نور پر قادر ہے۔ آج کے سید کے پاس نہ نور ہے نہ اللہ کی محبت، نہ روحانیت، نہ کوئی کردار حتیٰ کہ ایمان سے بھی خالی اور ایسے ہی اندھے ہیں جیسے دیگر مسلمان۔

کیا یہ ناانصافی نہ ہوتی کہ آلِ محمد کو تو تمام مراعات مل گئیں لیکن دیگر کو وہ مراعات اسلیئے نہ مل سکیں کہ وہ محمد کے گھرانے میں پیدا نہیں ہوئے؟ اس میں ان لوگوں کا کیا قصور تھا؟ اہلِ بیت کی حضور سے یہ نسبت جسم تک تھی قیامت میں کام نہیں آئے گی۔ وہاں کیلئے لکھا ہے کہ نہ مال کام آ ئیگا نہ اولاد۔ اللہ کے ہاں عظمت کا معیار تقویٰ ہے، نبی کی اولاد ہونا اللہ کے نزدیک کوئی عظمت نہیں۔ نوح کا بیٹا بھی آلِ نبی تھا لیکن صالح نہیں تھا تو کیا آلِ نبی کی نسبت اسکے کسی کام آسکی؟ وہ آلِ نبی ہونے کے باوجود دیگر کافرین کیساتھ غرق ہوگیا۔ پھر جو امتی اللہ کی تلاش میں گھر بار، بیوی بچے اور دنیا کو چھوڑ کر جنگل میں جاتا ہے۔ وصل کے بعد جیسا کہ اللہ نے کہا کہ میں اپنے اس بندے کو قتل کر دیتا ہوں اور قتل کرنے کے بعد اسکی دیت مجھ پر لازم ہوجاتی ہے۔ اور وہ دیت یہ ہے کہ پھر میں اسی کا ہو جاتا ہوں، میں اسکی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے، اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اسکے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ کیا حسن وحسین کا موازنہ کسی ایسے شخص سے کیا جاسکتا ہے جو نہ کسی نبی کے گھر پیدا ہوا، نہ اسکو کوئی مراعات حاصل تھیں اور عمر کا بیشتر حصہ اللہ کی تلاش میں جنگل میں گزار دیا؟ حسن وحسین تو ماں باپ کو چھوڑ کر جنگل نہیں گئے بلکہ زمانہ رسول میں انہیں بے انتہا پیار ملا، جس سے کئی لوگ حسد میں بھی مبتلا ہوئے۔ نبی کے وصال کے بعد انہی حاسدین نے انہیں شہید کر ڈالا۔ حضور پاک نے یہ جو فرمایا کہ جو حسین سے محبت کرے اللہ تو ان سے محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرے تو ان سے دشمنی کر۔ یہ حضور پاک کی دعا تھی، یہ حسین کا کردار نہیں تھا۔ نبی کی دعا رد نہیں ہوتی لیکن اس دعا کی بنیاد حسین کی عظمت نہیں بلکہ یہ محمد کا تحفہ تھا سادات کیلیئے۔

امام مہدی کے اہلِ بیت ہونے کا مسئلہ

امام مہدی سے متعلق اکثر احادیث میں امام مہدی کے اہلِ بیت سے تعلق کا تذکرہ ملتا ہے جسکی وجہ سے مسلمانوں میں امام مہدی سے متعلق شدید غلط فہمی پائی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کسی شخص کے اہلِ بیت سے تعلق کی تصدیق کیسے کی جاسکتی ہے؟ کیا مسلمانوں کا کوئی عالم، ڈاکٹر یا شیخ الاسلام اپنے علم کے زور پہ کسی شخص کے اہلِ بیت ہونے کی تصدیق کرسکتا ہے؟ ماضی میں بے شمار لوگوں نے جھوٹے شجرہ نسب بنا کر خود کو سیدوں میں شامل کرلیا، کیا اس طرح کے لوگوں کے شجرہ نسب کو آج کوئی چیلنج کرسکتا ہے؟ گو آج کے دور میں نسل کی تصدیق کیلیئے ڈی این اے (DNA) کا سائنٹیفک طریقہ موجود ہے جس کے ذریعے کسی کی نسل کی تصدیق کی جاسکتی ہے لیکن ہمارے پاس حضور پاک کا کوئی ڈی این اے سیمپل (DNA Sample) موجود نہیں جس سے موازنہ کرکے کسی کے اہلِ بیت ہونے کی تصدیق کی جاسکے۔

اب آجائیں دوسری طرف کہ نسل تو مرد سے چلتی ہے اور حضور پاک کے اپنے صاحبزادوں سے کوئی نسل نہیں چلی۔ تو پھر حضور پاک نے کچھ لوگوں کو اپنی آل کیوں کہا؟ اہلِ بیت یا آلِ محمد سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا حضور پاک سے ایک خاص روحانی تعلق ہے نہ کہ جسمانی یا آبِ منی کے نطفے کا تعلق۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ حضور پاک نے حضرت سلمان فارسی کو بھی اپنی آل کہا ہے جبکہ وہ تو ایرانی نژاد یعنی غیر عرب شخص کی اولاد میں سے تھے۔ حضور پاک نے صرف ایک بیٹی کی اولاد کو اپنی آل کہا کیونکہ انکا حضور پاک سے روحانی تعلق تھا جبکہ دیگر صاحبزادیوں کی اولاد آلِ محمد نہیں کہلوائی۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے اس روحانی تعلق کی وضاحت فرمائی ہے کہ اگر حضور پاک کسی شخص کے اندر اپنا باطنی روحانی نطفہ داخل فرمادیں تو وہ شخص آلِ محمد میں شامل ہوجاتا ہے۔ حضور پاک نے اپنا باطنی نطفہ حضرت سلمان فارسی کے اندر داخل فرمایا جس کی بنا پر وہ بھی آلِ محمد میں شامل ہوگئے۔ آج بھی اگر حضور پاک کسی کے اندر اپنا باطنی نطفہ داخل فرمادیں تو وہ خود بخود آلِ محمد میں شامل ہوجائے گا۔ 1400 برس سے یہی ہوتا آ رہا ہے کہ جو شخص بھی اپنے نفس کو پاک اور قلب کو بیدار کرکے حضور پاک کی باطنی مجلس میں حاضر ہوا اور حضور پاک نے اس میں اپنا باطنی نطفہ داخل فرمایا تو وہ آلِ محمد میں داخل ہوگیا۔ حدیث ہے کہ ہر متقی (جس نے اپنے باطن کو پاک ومنور کرلیا) آلِ محمد ہے۔ امام مہدی حضور پاک سے باطنی روحانی تعلق کی بنا پر خود بخود اہلِ بیت میں شامل ہونگے اس کیلیئے فاطمہ اور علی کی ظاہری نسل سے تعلق کی شرط لگانا سوائے جہالت کے کچھ نہیں۔ فاطمہ اور علی کی ظاہری نسل

اہلِ بیت یا سید نہیں اور آج باطنی طہارت سے محروم سید کہلانے والے نہ آلِ محمد ہیں نہ اہلِ بیت بلکہ صرف قریشی ہیں اس سے زیادہ نہیں۔

کسی شخصیت کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق

اللہ تعالیٰ کسی بھی برگزیدہ ہستی کو دنیا میں فقط اسلیئے بھیجتا ہے کہ وہ انسانوں کے قلوب کو منور کرے اور ان کا تعلق اللہ سے جوڑ دے۔ منجانب اللہ ہستیوں کو علمِ باطن حاصل ہوتا ہے جسکی مدد سے وہ انسانوں کا باطن منور کرتے ہیں، انسانوں کے قلوب اور ارواح کو ذکر اللہ میں لگاتے ہیں، ان کا تزکیہ نفس کرتے ہیں اور پھر ان کو اللہ سے ملا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ جب کسی ذات کو مبعوث فرماتا ہے تو اسکے تصدق کیلئے اپنی نشانیاں بھی ظاہر کرتا ہے تاکہ منجانب اللہ نشانیوں کی مدد سے اس ذات کی پہچان ہو سکے۔ پھر اسکی تعلیم لوگوں کو تعلق باللہ عطا کرتی ہے جسکے باعث لوگوں کے قلوب منور ہو جاتے ہیں اور انکا اللہ سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ کسی شخصیت کا مرتبہ جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ آیا وہ شخصیت منجانب اللہ ہے یا نہیں؟ کیا اسکو تعلق باللہ حاصل ہے؟ اگر وہ ذات کسی شخص کا تعلق اللہ سے جوڑ دے تو یہ تصدیق ہوگی کہ وہ شخصیت منجانب اللہ ہی مامور ہے۔ الغرض، جو بھی ہستی منجانب اللہ اس دنیا میں مبعوث ہوتی ہے اسکو حبل اللہ حاصل ہوتی ہے۔ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی رہی کہ انکے اندر مرزا غلام احمد سمیت بے شمار نبوت اور مہدیت کے جھوٹے دعویدار ابھرے لیکن مسلمانوں نے ان سے انکے تصدق میں ظاہر ہونے والی منجانب اللہ نشانیوں اور تعلق باللہ جوڑنے کے متعلق نہیں پوچھا۔ ورنہ یہ دو تصدیقات ہی انکو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کافی تھیں۔ کیا مرزا غلام قادیانی نے کسی کو دربارِ رسالت تک پہنچایا؟ کیا کسی مسلم نے مرزا غلام قادیانی سے یہ دریافت کیا کہ اسکو حبل اللہ نصیب ہے؟

قلب کو دین اسلام سمیت ہر دین میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ایک حدیث میں آیا کہ: اے اولادِ آدم، تیرے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ایسا ہے کہ اگر اسکی اصلاح ہو جائے تو پورے جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اگر اس میں فساد ہو تو پورا جسم فساد میں مبتلا رہتا ہے، یاد رکھ، گوشت کا وہ لوتھڑا تیرا قلب ہے۔ معلوم ہوا کہ جو بھی ہستی منجانب اللہ مبعوث ہوگی وہ انسانوں کے قلوب کی اصلاح پر کامل توجہ دے گی۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان جھوٹے مدعیان نے دعوت ذکر قلب دی؟ کسی کا قلب اسم اللہ سے زندہ کیا؟ کیا انکی تعلیم سے کوئی واصل باللہ ہوا؟ کیا انکے مرتبہ کے تصدق کیلئے منجانب اللہ کوئی نشانی ظاہر ہوئی؟ مسلم قوم کو علم ہی نہیں کہ حق اور باطل میں پہچان کیسے کی جاتی ہے؟ آج کا مسلم حق کی پہچان سے عاری اور ناآشنا ہے۔ مسلمانوں کے سینے ایمان اور نور اسم اللہ سے خالی ہیں، اکثریت تعلیم ذکر قلب سے ناواقف ہے اور بہت سے مسلم فرقے تو اس تعلیم باطن کے ہی منکر و مخالف ہیں۔

مسلمانوں کی مزید بدقسمتی کہ آج امام مہدی سیدنا گوھر شاہی انکے درمیان موجود ہیں جنکے تصدق میں نہ صرف منجاب اللہ نشانیاں اپنی پوری آب وتاب سے موجود ہیں بلکہ وہ پلک جھپکنے میں انسانوں کا تعلق باللہ بھی جوڑ رہے ہیں لیکن پھر بھی مسلمان ان کو جھٹلانے پر بضد ہیں۔ حضور پاک اپنی امت کے گناہوں پر اکثر گریہ زاری فرماتے کیونکہ انکو معلوم تھا کہ انکی امت ہی امام مہدی کو سب سے زیادہ ستائے گی۔ لیکن مسلمانوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ شاید وہ امت کے گناہوں پر انکی ہمدردی میں گریہ زاری فرماتے رہے۔ ان مسلمانوں کی یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی جب وہ اپنی اپنی قبروں میں پہنچیں گے۔

غیبتِ امام مہدی

امام مہدی کے القابات میں سے ایک لقب الموعود (دوبارہ پلٹنے والا) بھی ہے یعنی وہ غائب ہو کر دوبارہ ظہور فرمائینگے۔ امام مہدی کی دنیا میں آمد تین ادوار پر مشتمل ہوگی۔ ایک دور جس میں وہ پہلی بار دنیا میں تشریف لائینگے اور اپنے محبت اور روحانیت سے بھرپور مشن کی تبلیغ فرمائینگے۔ دوسرا دور جس میں وہ کچھ وقت کیلئے اپنی کسی حکمت کے تحت غیبت (لوگوں کی نظروں سے روپوشی) اختیار فرمالیں گے۔ اس غیبت کو احادیث میں خدا کا

ایک راز کہا گیا ہے۔اس روپوشی کے دوران اُن کا مشن زور وشور سے مختلف مذاہب میں جاری رہے گا۔اسی دوران انسانیت پر مختلف مصائب وآفات بھی آئینگی جن میں نت نئی بیماریاں، زلزلوں اور سیلابوں کا آنا، قحط سالی، بے سکونی اور جنگیں وغیرہ شامل ہیں جو کہ اللہ کی جانب سے لوگوں کو امام مہدی کی جانب متوجہ نہ ہونے کی سزا ہوگی۔اِن آفات ومصائب اور تباہیوں کے بعد لوگ دنیا کو بھول کر خدا کی جانب متوجہ ہوجائینگے اور امام مہدی کے جلد ظہور کی دعائیں مانگیں گے۔تیسرا اور آخری دور جب وہ اپنی روپوشی ترک فرما کر ایک عظیم شان وشوکت سے دوبارہ دنیا کے سامنے جلوہ افروز ہونگے۔

امام مہدی کی غیبت کے حوالے سے بیشمار احادیث وروایات موجود ہیں۔امام مہدی کی غیبت بہت ہی پراسرار ہوگی۔روایات میں ہے کہ اس غیبت کے دوران لوگ یہاں تک کہیں گے کہ وہ وفات پا چکے۔حتیٰ کے اُن کے ماننے والوں کی ایک کثیر تعداد بھی انہیں مرحوم سمجھ کر گمراہ وگستاخ ہو جائیگی۔امام مہدی کی غیبت کی مختلف وجوہات میں سے ایک وجہ اُن کے پیروکاروں کا امتحان بھی ہوگا۔آپ کے مخلصین آپ کا انتظار کرینگے اور شک کرنے والے آپ کا انکار کردینگے جبکہ منکرین آپ کے ذکر کا مذاق اڑائیں گے۔ایک اور روایت میں لکھا ہے کہ غیبت میں امام مہدی کی مثال ایسی ہے جیسا ابر میں چھپے ہوئے آفتاب کی یعنی وہ ظاہر میں موجود ہے، روشنی بھی آرہی ہے لیکن لوگوں کو نظر نہیں آرہا، بادلوں کے پیچھے چھپ گیا ہے۔احادیث وروایات میں ہے کہ جوں جوں دن گزرینگے اور غیبت طول پکڑتی جائیگی اُن کے بے شمار چاہنے والے بھی اپنے عقیدے پر قائم نہ رہ سکیں گے۔اور بہت قلیل تعداد باقی بچے گی جو حقیقی طور پر اپنے عقیدے پر قائم رہ پائے گی۔بعض روایات کے مطابق ظہور کے وقت صرف چالیس (40) اور بعض کے مطابق تین سو تیرہ (313) افراد ہی حقیقی طور پر اپنے عقیدے پر قائم رہ پائینگے۔

جسطرح حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھانے کے بعد بنی اسرائیل نے انہیں مردہ سمجھ لیا کیونکہ انکی آنکھوں کے سامنے موت کی تمام علامات دکھلائی گئیں جس میں خون کا بہنا، جسم کا تڑپنا اور بالآخر ساکت ہوجانا جسکی وجہ سے انہیں یقین ہوگیا کہ وہ وفات پا چکے ہیں لیکن درحقیقت انہیں آسمانوں پر اٹھالیا گیا تھا جسکی تصدیق اللہ تعالیٰ نے تقریباً چھ سو سال کے بعد قرآن کے ذریعے کی۔قرآن کے نازل ہونے سے پہلے انکے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ وہ مصلوب ہو کر وفات پا چکے ہیں کیونکہ لوگوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے موت کا منظر دیکھا تھا جبکہ انکے آسمان پر اٹھائے جانے کا کوئی بھی گواہ نہ تھا۔چونکہ آسمان پر جاتے ہوئے انہیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، اسی لئے لوگوں کو یقینِ کامل ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔قرآن کے مطابق بنی اسرائیل کے سامنے حضرت عیسیٰ کا ایک ہمشکل جسم موجود رہا جس پر موت کے تمام مراحل طے کروائے گئے اور لوگوں کو یقین دلوایا گیا کہ انکی موت واقع ہوگئی ہے۔امام مہدی کا معاملہ بھی اسی طرح بے حد پراسرار ہوگا اور لوگوں کو گمان ہوگا کہ وہ دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں اور اسطرح لوگ انہیں مرحوم سمجھ کر مرتد وگمراہ ہوجائینگے۔اسی طرح غیبت (روپوشی) سے واپسی میں دیر کی بنا پر مزید کئی لوگ آہستہ آہستہ مشکوک ہوتے چلے جائینگے حتیٰ کہ انہیں بے حد پیار کرنے والے بھی مشکوک ہو کر اُن کی واپسی کے منحرف ہوجائینگے۔اس غیبت کے دوران انکا مشن پہلے سے بھی زیادہ زور وشور سے مختلف اقوام اور مذاہب میں پھیلتا رہے گا اور پھر بالآخر وہ انتہائی شان وشوکت سے دوبارہ دنیا میں ظہور فرمائینگے۔

امام مہدی سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی نے غیبت سے کئی سال قبل ہی اپنے عقیدت مندوں کو آگاہ فرمادیا تھا کہ ایک وقت آئیگا جب ہم روپوش ہوجائینگے تم لوگ پریشان مت ہونا، ہم دوبارہ تشریف لائینگے۔نومبر 2001 میں سیدنا گوھر شاہی اپنے اسی فرمان کی روشنی میں لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگئے اور لوگوں کے امتحان کیلئے پیچھے ایک مشابہہ جسم رکھ دیا گیا۔کمزور عقیدے کے لوگ اس جسم کو دیکھ کر گمراہ ہوگئے۔انہوں نے سیدنا گوھر شاہی کے فرمان کو پس پشت ڈال کر اُن کے نام سے منسوب ایک جعلی مزار بنا کر بیٹھ گئے اور اُن کے عقیدتمندوں کی ایک کثیر تعداد کو بھی مرتد وگستاخ بنا ڈالا۔جبکہ حقیقت میں اُن کا فیض پہلے سے کئی گنا زیادہ طور پر نہ صرف اُن کے حقیقی پیروکاروں کو مل رہا ہے بلکہ تمام مذاہب میں اُن کا پیغام بہت ہی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے جسکی رپورٹس اُن کی نمائندہ ویب سائٹس (www.TheAwaitedOne.com), (www.GoharShahi.us)

(www.GoharShahi.com), (www.MehdiFoundation.com) پر لگتی رہتی ہیں۔سیدنا گوھر شاہی کا اِس طرح سے غائب ہونا بھی اُن عظیم الشان نشانیوں میں سے ایک ہے جنکا تذکرہ احادیث وروایات میں ملتا ہے۔ یادرہے کہ غیبت کے اس دور میں وہ ہمارے درمیان ہی موجود ہیں کہیں نہیں گئے صرف لوگوں کی نظروں سے روپوشی اختیار فرمالی ہے۔ پھر اپنے نمائندہ سیدی یونس الگوھر کے ذریعے اپنے پیروکاروں سے رابطہ بھی برقرار رکھا ہوا ہے۔ذیل میں امام مہدی کی غیبت سے متعلق کچھ احادیث وروایات درج کی جاتی ہیں۔

01) - **عن جابرؓ عن النبیؐ قال یکون فی امتی خلیفة یحثی المال فی الناس حثیا لا یعده عدا ثم قال والذی نفسی بیده لیعودن۔** (حاکم، المستدرک 7 : 501، رقم 8400)

ترجمہ :- حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! میری امّت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال لبالب بھر بھر کے تقسیم کریگا ،شمار نہیں کریگا۔اور قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جسکی قدرت میں میری جان ہے، بالتحقیق (غیبت اختیار کر لینے کے بعد) ضرور لوٹے گا۔

02) - حضور پاک نے فرمایا............... مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کیساتھ بشیر ونذیر بنا کے بھیجا یقیناً وہ لوگ جو اُن کی امامت کے قول پر پختہ اور ثابت قدم رہیں کبریت احمر (خالص سرخ سونا) سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔پس جابر بن عبداللہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ جو القائم المھدی آپ کی اولاد سے ہوگا کیا اُن کیلئے غیبت بھی ہوگی؟ رسول اللہ نے فرمایا ہاں اور مجھے میرے رب کی قسم ہے ضرور ہوگی اور اس عرصہ غیبت میں اللہ تعالیٰ مومنین کو خالص اور کافرین کو مٹا دے گا۔اے جابر یہ اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک خاص راز ہے۔ (فرائد السمطین)

03) - حضور پاک کا فرمان................ امام مہدی طویل مدّت تک غائب رہ کر ظہور فرمائیں گے۔ (غایۃ المقصود)

04) - امیر المومنین حضرت علی کا فرمان..... تمام عبادتوں سے افضل امام مہدی کی آمد کا منتظر رہنا ہے۔ (بحار الانوار)

05) - حضرت امام حسین سے روایت..... جو امام مہدی کی غیبت کے زمانے میں دشمنوں کی اذیت اور انکے حقائق کو جھٹلانے پر صبر کرے اور برداشت سے کام لے، گھبرائے نہیں وہ ایسے ہے جسطرح اس نے رسول اللہ کی ہمراہی میں جہاد کیا اور اسکا اسے ثواب ملیگا۔ (اکمال الدین)

06) - امام جعفر صادق کا قول.............. خدا کی قسم آپ کا امام ایک زمانے میں آپ سے غائب ہوگا اور آزمائش ہوگی یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ یا تو وہ مرگیا یا پھر کسی وادی میں چلا گیا ہے۔تحقیق مومنین کی آنکھیں اس پر گریاں ہونگی۔ (اکمال الدین واتمام النعمہ)

07) - امام جعفر صادق سے روایت........ اس صاحب الامر کیلئے ایسی غیبت ہوگی جس میں ہر باطل پرست شک میں مبتلا ہو جائیگا، یہ (غیبت) امر خدا ہے اور خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

08) - امام جعفر صادق سے روایت........ امام مہدی کی غیبت کے زمانے میں اُن کے ماننے والے مصائب میں مبتلا ہونگے اور انکے امتحانات ہوتے رہیں گے اور تاخیر کی وجہ سے انکے دلوں میں شکوک پیدا ہوتے رہینگے۔ (ینابیع المودة)

09) - امام جعفر صادق سے روایت........ امام مہدی اسلئے غائب ہونگے تاکہ مخلوق کا امتحان کر کے یہ جانچیں کہ نیک بندے کون ہیں اور باطل پرست کون لوگ ہیں؟ (اکمال الدین)

10) - امام جعفر صادق سے روایت....... جو شخص آپ کیلئے (ظہور کا) وقت معین کرے اس سے ڈرومت اور اسے جھٹلادو کیونکہ ہم نے کسی ایک کیلئے وقت معین نہیں کیا۔ (الغیبہ شیخ طوسی)

11) - امام محمد باقر سے روایت..............لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب انکا امام ان سے غائب ہوگا، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ہمارے امر پر اس زمانے میں ثابت قدم رہینگے کم ترین ثواب اور بدلہ جو اللہ ان کو دیگا وہ ہوگا کہ خدا کی طرف سے ان کو آواز آئے گی ! اے میرے بندو اور اے میری کنیز و تم میرے سردار پر ایمان لے آئے ہو اور میری غائب حجت کی تم نے تصدیق کی ہے تمہیں اچھے اجر اور ثواب کی بشارت ہو میں تمہارے اچھے اعمال قبول کرونگا اور برے اعمال سے درگزر کرونگا تمہارے گناہ بخش دوں گا اور تمہاری برکتوں سے بارش برساؤں گا اور اپنے بندوں کی مصیبتوں کو ٹالوں گا اگر تم نہ ہوتے تو میں ان پر اپنا عذاب بھیجتا۔ راوی نے سوال کیا کہ اس زمانے میں کونسا عمل بہتر ہے؟ فرمایا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور گھروں میں رہو۔ (اکمال الدین)

12) - امام محمد تقی سے منقول.................ہمارا قائم مہدی ہے ان کے غائب ہونے کے دوران اُن کا انتظار کرنا واجب ہے۔ (یحف العقول)

13) - امام مہدی کی مثال غیبت میں ایسی ہے جیسا کہ ابر میں چھپے ہوئے آفتاب کی۔ (اعلام الورٰی ،مجالس المومنین، کشف النعمہ)

حضور کا یہ فرمان کہ وایاکم والشک (تم اپنے آپ کو شک سے بچاؤ)، یعنی جب غیبت طویل ہوجائے تو امام کے بارے میں شک نہ کرو اور یہ نہ کہو کہ اگر امام موجود ہوتے تو ضرور ظاہر ہوجاتے ، کیونکہ یہ بات کہنا ایک قسم کا کفر ہے۔ روایات میں یہ بھی لکھا ہے کہ ظہور کے بعد آپ سختی سے پیش آئینگے، کسی سے توبہ طلب نہیں فرمائینگے اور اللہ کے دشمنوں کو قتل فرمائینگے۔

امام مہدی قرآن کی روشنی میں

بہت سے مسلم علماء امام مہدی کی آمد کے منکر ہیں اور انکا استدلال ہے کہ امام مہدی کا ذکر قرآن مجید میں موجود نہیں ہے۔ لیکن قرآن مجید میں دیگر بیشمار ایسی باتیں موجود نہیں جو کہ دینِ اسلام کا اہم حصہ ہیں اور ہم ان کو نہ صرف دل و جان سے مانتے بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہیں۔ مثلاً نماز کی ادائیگی کس طرح اور کس وقت ہوگی؟ قرآن مجید میں اسکا کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔ یہ تفصیلات ہمیں حضور پاک سے ملی ہیں۔ اسی طرح بہت سی ایسی تعلیم ہے جسکا تعلق اللہ اور حضور پاک کے مابین خفیہ گفتگو سے ہے اور اس خفیہ گفتگو کو ہم حدیثِ قدسی کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ تعلیم یا احادیثِ قدسی بھی قرآن مجید میں موجود نہیں لیکن تمام مسلمان اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

انصاف کی عینک لگا کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ قولِ رسول کس طور بھی وحی الہیٰ سے کم نہیں ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ جو رسول تم کو دیں اسکو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اسکو ترک کردو۔ اس حکم سے قرآن کے بعد احادیث نبوی اور سنت رسول کی اہمیت ثابت ہے۔ اور جن لوگوں کا احادیث نبوی پر ایمان نہیں ہے وہ کسی طور مسلم کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ کوئی ایسی بات فرمائیں گے جو کہ برحق نہ ہو؟ اگر حضور پاک نے فرمادیا کہ امام مہدی کا ظہور ہوگا تو ایک راسخ العقیدہ مسلم کیلئے یہی کافی ہے۔ لیکن ہمارا استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید میں بھی امام مہدی کا واضح ذکر موجود ہے اور قرآن کی نصِ قطعی سے وجودِ مہدی ثابت ہے۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ فی زمانہ مترجمین نے قرآن کے مفہوم وتشریح میں انتہائی درجہ کا بگاڑ پیدا کردیا ہے اور بے شمار قرآنی الفاظ کے معنی اور مفہوم کو مفلوج کردیا ہے۔ فی زمانہ قرآنی علم لفظوں کی ادائیگی اور قاموس عربی کی چھان بین پر مبنی ہے۔ جس کو عربی زبان پر عبور حاصل ہوجاتا ہے وہ قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر لکھ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے تراجم وتفاسیر لکھی گئیں اتنی ہی آراء ہوتی گئیں اور دین اسلام فرقوں میں منقسم ہوتا چلا گیا۔ فی زمانہ مسلم علماء کو طہارت نفس طہارت قلب اور باطنی علم کا ادراک نہیں ہے اور وہی ظاہری علماء برملا قرآن کے باطنی علوم اور باطنی تفسیر کے منکر ہورہے ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جنکو نہ سینہ محمد کا فیض وعلم ملا اور نہ ہی یہ اسکے قائل ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جس کو سینہ محمد کا فیض وعلم حاصل نہیں ہوا وہ نہ تو امت محمد میں داخل ہے اور نہ ہی وہ عالمِ حق ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ علماء من

صدری، سادات من صلبی ،فقراء من نور اللہ تعالیٰ یعنی حقیقی علماء وہ ہیں جن کا تعلق محمد کے سینہ مبارک سے قائم ہو۔ امام مہدی کا لفظ فارسی زبان سے آیا ہے جو کہ آئمہ کرام نے دیا اور عوام میں زیادہ مقبول ہوا لیکن قرآن میں اُس ذات کیلئے امام کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

01)- وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ o (سورۃ یاسین، آیت 12، پارہ 22 ، رکوع 18)

ترجمہ :- ہر چیز (تمام خصائل ومحاسن) کو امام مبین میں جمع کر دیا گیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر کے مطابق تمام تصرفات، علوم، کرامات، معجزات اور کرشمات امام ال مبین کو دئے گئے ہیں۔ حضرت آدم کا قلب، حضرت موسیٰ کا لطیفہ خفی، حضور پاک کا لطیفہ اخفیٰ اور لطیفہ انا، سب ہی امام مہدی کے اندر موجود ہیں جن کی بنا پر ان اولوالعزم مرسلین کو حاصل اختیارات امام مہدی کو بھی حاصل ہیں اور وہ روحانی معاملات اور تصرفات میں کسی نبی ولی کے محتاج نہیں۔

آدم صفی اللہ کو اول خلیفہ بنا کر زمین پر مبعوث کیا گیا۔ آپ نے لوگوں کو علم الاسماء کے ذریعے انکے لطیفہ قلب کو اللہ کی محبت کا پیغام و تعلیم دی اور جن قلوب میں کوئی بیماری ہوئی اسکا علاج بھی کیا۔ بعد میں آنے والے مرسلین کو دیگر لطائف کی تعلیم دی گئی لیکن ان مرسلین کو امتیوں کے قلوب کے علاج کیلئے آدم صفی اللہ کی مدد لینا پڑی۔ باالفاظ دیگر تمام مرسلین کو آدم صفی اللہ کی محتاجگی رہی۔ اور آدم صفی اللہ کی مدد کے بغیر انکی امت کے خراب اور بیمار قلوب کا علاج ناممکن رہا۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے جسمِ اطہر میں حضرت آدم کا قلب موجود ہونے کی بنا پر وہ قلب سے متعلق تمام معاملات میں خودمختار ہیں۔ چونکہ سیدنا گوھر شاہی کے وجودِ اطہر میں آدم صفی اللہ کا لطیفہ قلب موجود ہے اسلئے آپ کو شنکر جی کا اوتار کہا جا سکتا ہے۔ اول و آخر دونوں خلیفہ سیدنا گوھر شاہی میں جمع ہوگئے ہیں۔ مزید یہ کہ اُن سے ملنا حضور پاک سے ملنا ہے، اُن سے ملنا حضرت عیسیٰ، حضرت ابراہیم و حضرت آدم سے ملنا ہے۔ اسکے علاوہ حضور پاک کی ارضی ارواح بھی امامِ مبین امام مہدی کو دی گئی ہیں۔ یعنی امام مہدی کا جسم جن ارضی ارواح سے تشکیل پایا ہے وہ وہی نوری ارضی ارواح ہیں جن سے حضور پاک کا جسم بنا تھا۔ اس طرح حضور پاک کے وجود کے حصے (یعنی جسم اور دو لطائف) بھی امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے اندر موجود ہیں جنکی بنا پہ اُن کو آمنہ کا لعل بھی کہہ سکتے ہیں۔ ارضی ارواح یا انسانی جسم کیسے تشکیل پاتا ہے اسکی تفصیلی وضاحت سیدنا گوھر شاہی کی معرکتہ الآراء کتاب دینِ الٰہی میں موجود ہے جو کہ مختلف زبانوں میں اُن کی نمائندہ ویب سائٹ (www.GoharShahi.com) پر دستیاب ہے۔ لطیفہ اخفیٰ کا تعلق بولنے سے ہے لہٰذا حضور پاک کے لطیفہ اخفیٰ (حامد) کی موجودگی کا مطلب ہے کہ زبان سیدنا گوھر شاہی کی لیکن محمد بول رہے ہیں۔ پھر ان سب سے بڑھ کر اللہ کا اولین طفلِ نوری بھی امام مہدی کے اندر موجود ہے۔ طفلِ نوری اللہ کے ظاہر کا عکس ہے اور جن اولیاء کو یہ عطا ہوتا ہے وہ سلطان الفقراء کہلاتے ہیں۔ اسی طفلِ نوری کی بنا پر حضرت سلطان حق باھو نے فرمایا کہ مجھے اللہ بھی کہو تو روا ہے۔ اسکے علاوہ اللہ کا جسہ توفیقِ الٰہی بھی جسمِ اطہر میں سرایت کر چکا ہے۔ جسہ توفیقِ الٰہی اللہ کے باطن کا عکس ہے اور یہ قلندروں یا اللہ کے عاشقین کو عطا ہوتا ہے۔ جسہ توفیقِ الٰہی انسان کے قلب میں پیوستہ ہو جاتا ہے لیکن امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے معاملے میں وہ جسہ توفیق، الٰہی قلب کے بجائے جسمِ اطہر میں سرائیت کر گیا ہے۔ اسلئے جسمِ اطہر میں جابجا مقامات پر لفظ اللہ ابھرا ہوا ہے۔ یاد رہے کہ جسہ توفیقِ الٰہی ،طفلِ نوری اور لطیفہ قلب یہ سب باطنی مخلوق ہیں جن کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا اسلئے اگر سلطان الفقراء یا قلندروں سے کسی نے جسمانی ملاقات کی تو اس نے صرف انکے انسانی جسم کو دیکھا قلب میں موجود جسہ توفیقِ الٰہی یا طفلِ نوری کو نہیں دیکھ پایا۔ لیکن سیدنا گوھر شاہی کے معاملے میں اللہ کا وہ ذاتی جسہ توفیقِ الٰہی جسم میں سرائیت کیا ہوا ہے لہٰذا سیدنا گوھر شاہی کا جسمانی دیدار، اللہ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کے مترادف ہے، یعنی اُن کے صدقے اللہ کا دیدار اس دنیا میں ہی بغیر کسی چلے مجاہدے کے انسانوں کو میسر ہے۔ امام مہدی کے محاسن احاطہ عقل سے باہر ہیں۔

روحانیت میں دل کا پاک ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا جبتک کہ رب کی محبت نہ آجائے اور قربت تو بہت آگے کی چیز ہے۔ سیدنا گوھر شاہی کا

فرمان ہے کہ رب کی نظر میں سب سے ادنیٰ درجہ عبادت کا ہے، عبادت سے بڑا درجہ شہادت کا اور شہادت سے بڑا درجہ محبت کا اور محبت سے بڑا درجہ عشق کا ہے اور جسکو عشق حاصل ہوتا ہے وہ قربت میں جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے کہا.........ان اللہ قریب من المحسنین (اللہ محسنین کے قرب میں ہے)۔ سوال یہ ہے کہ محسن کون ہے؟ محسن وہ ہے جو رب کے حسن کا حامل ہو بالفاظ دیگر وہ شخص جسکے دل پر رب کی تصویر آجائے۔ اللہ کا دیدار کرنے کے بعد اللہ کا وہ نقشہ کچھ لوگوں کے قلب پر آجاتا ہے، اس تصویر کے قلب میں آنے کی وجہ سے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ اللہ اب اس شخص کو کم از کم 360 مرتبہ روزانہ دیکھے، یہ قربت ہے۔ روحانیت کا سارا کا سارا اہتمام جس میں لطائف کو منور کر کے انکو طاقتور بنانا، دیدار کا علم سیکھنا اور، لطیفہ انا کو مقامِ محمود تک لے جانا شامل ہے، رب کا قرب پانے کیلئے ہے اور رب کا قرب رب کی تصویر قلب میں آنے سے آتا ہے۔

کسی نبی، کسی ولی کو رب کی تصاویر (سوائے اسکے اپنے قلب اور اپنے استعمال کے) نہیں دی گئیں کہ زمین پر بیٹھ کر رب کی وہ تصویر کسی کے قلب میں لگادے جو کہ مقامِ محمود پر جا کر لگتی ہے۔ محمد الرسول اللہ کو دیدار کا علم عطا کیا گیا جسکے ذریعے لوگ عالمِ وحدت اور مقامِ محمود تک پہنچے اور پھر اللہ کا دیدار کر کے اسکی تصویر کے حامل ہوئے۔ محمد الرسول اللہ کے پاس مقامِ محمود تک جانے کا علم تو تھا لیکن انکے پاس اللہ کی تصویریں نہیں تھیں کہ زمین پر بیٹھے بیٹھے ہی کسی انسان کے دل میں لگادیں۔ لیکن سیدنا ریاض گوھر شاہی کا ادنیٰ ترین تصرف یہ ہے کہ جسکو چاہیں اسی زمین پر بیٹھے بیٹھے طالب کے قلب میں اللہ کی تصویر لگادیں، یہ اُن کا ادنیٰ ترین تصرف ہے۔ یعنی دیدار کا علم تو محمد کو ملا لیکن نظرِ محمد نے کسی کو مقرب رب نہیں بنایا لیکن سیدنا گوھر شاہی کو یہ طاقت حاصل ہے کہ جسکو قربِ الٰہی عطا فرمانا چاہیں اسکو روحانیت کے جھمیلوں میں نہیں ڈالتے۔

جسکی جانب وہ نظر اپنی اٹھادیتے ہیں.....................اسکی سوئی ہوئی تقدیر جگادیتے ہیں

لاکھوں لوگ ولی بنے اور ان لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ہی بذریعہ دیدار قربِ الٰہی تک پہنچا۔ بالفاظِ دیگر محمد الرسول اللہ کے تصرف سے لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ولی قربِ الٰہی میں داخل ہوا۔ امام مہدی رُ ریاض گوھر شاہی کی شانِ کریمی کا اندازہ لگائیں کہ محمد نے لاکھوں ولیوں میں سے کسی ایک کو جہاں پہنچایا وہ عطا، وہ فضل، وہ احسان پوری دنیا پر نچھاور کرنے آئے ہیں اور شارٹ کٹ لیکر آئے ہیں، زمین پر بیٹھے بٹھائے جسکو چاہیں اللہ کی تصویر اسکے قلب میں لگادیں اور جسکو چاہیں قربِ الٰہی میں داخل فرمادیں۔ یہ تصرف ہے فقط امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کا۔

قربِ الٰہی کے علاوہ اب انسانیت کو قربِ گوھر شاہی بھی دستیاب ہے۔ اللہ کی تصویر قلب میں جائے تو قربِ الٰہی اور جسکے دل پر تصویرِ گوھر شاہی آگئی وہ قربِ گوھر شاہی میں ہے۔ سیدی یونس الگوھر لوگوں کو سرکار گوھر شاہی کا قرب عطا فرمارہے ہیں جسکو لینا ہے وہ فرمانبردار بن کر آجائے۔ ایسے لوگ MFI میں موجود ہیں جنہوں نے تصدیق کی ہے کہ ہمارے دلوں میں سرکار گوھر شاہی کا نقش آگیا ہے۔

02)- سَنُرِیهِمْ آیَاتِنَا فِی الْآفَاقِ وَفِی أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ یَتَبَیَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۔ (سورۃ فصلت، آیت 53، پارہ 25، رکوع 1)

ترجمہ :- عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھائینگے آفاق میں اور انکے اپنے نفوس میں تاکہ ان پر مکمل ظاہر ہو جائے کہ بیشک وہ حق ہے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مندرجہ بالا آیات امام مہدی کے دور کیلئے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ آفاق اور لوگوں کے اندر اپنی ایسی نشانیاں دکھانے کی بابت ارشاد فرمارہا ہے جس کو دیکھ کر وہ کہہ اٹھیں گے کہ بے شک یہی حق ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں کو دو گروہوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک تو وہ جو آفاق یا آسمان پر ظاہر ہونگی دوسرا وہ جو لوگوں کے اپنے وجود کے اندر۔ یہ نشانیاں اتنی زیادہ واضح ہونگی کہ کوئی ان کا انکار نہیں کرپائے گا۔ متذکرہ بالا دونوں اقسام کی نشانیوں کا ظہور ہو چکا ہے۔ آفاق میں ظاہر ہونے والی نشانیوں میں چاند، سورج، مریخ، نیبولا اسٹار سمیت آفاق پر موجود لاتعداد ستاروں اور سیاروں پر نمایاں ہونے والی تصاویرِ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی ہیں۔ یہ تصاویر اتنی واضح ہیں بالخصوص چاند کی تصویر تو اتنی واضح ہے کہ کھلی آنکھ سے بغیر کسی آلے کے ہی صاف نظر آتی ہے۔ یہ تصاویر اللہ کا کرشمہ قدرت ہیں۔ انبیاء کیلئے جو نشانیاں یا معجزے ظاہر ہوئے وہ

سب وقتی تھے جو کچھ دیر کیلئے نمودار ہو کر غائب ہو گئے اور ان کو موقع پر موجود کچھ لوگ ہی دیکھ پائے اور آج کوئی بھی انکا عینی گواہ موجود نہیں لیکن آفاق میں ظاہر ہونے والی یہ نشانیاں ایسی ہیں کہ ظاہر ہونے کے بعد امر ہو گئی ہیں اور جس وقت چاہے ان کا نظارہ کیا جا سکتا ہے اور دیکھنے والوں میں بھی کوئی تخصیص نہیں ہے گناہگار ہو چاہے نیکوکار، مومن ہو یا کافر ہر آنکھ کو صاف نظر آتی ہیں۔ایسی امر نشانیاں انسانی تاریخ میں کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔تب ہی اللہ نے ان نشانیوں کیلئے دعویٰ کیا ہے کہ ان کو دیکھ کر سب کہہ اٹھیں گے کہ یہی حق ہے۔

اب آجائیں نفوس یا انسانوں کے اندر ظاہر ہونے والی نشانیوں کی طرف۔ یہ اشارہ قلب سمیت سینے میں موجود لطائف کے نور سے منور اور بیدار ہونے کی طرف ہے۔امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے لاتعداد قلوب کو بلا تفریقِ رنگ و نسل، مذہب و ملت ذکر اللہ عطا فرمایا جن میں گناہگار اور مردہ قلوب افراد کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شامل ہے جن کا ذکرِ قلب چلنا روحانی طور پر ناممکن تھا۔قلب کے فیض کی ایسی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔نبیوں یا ولیوں نے قلب کا فیض اگر دیا بھی تو صرف اپنے مذہب کے کلمہ گو افراد کو لیکن امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے یہ فیض بلاتخصیص مذہب تمام انسانیت کو بہم پہنچایا ہے۔کرم بالائے کرم کہ گناہگار اور مردہ قلوب انسان جنکا روحانی قوانین کی رو سے ذکر چلنا ممکن نہیں تھا انکے ذکر بھی چلا دئے۔ غوث الاعظم کا فرمان ہے کہ تیرے اندر حرام کا ایک لقمہ بھی موجود ہو تو ذکر تیرے اندر سرائیت نہیں کر سکتا، لیکن سیدنا گوھر شاہی نے ایسے لوگوں کے ذکر بھی اپنے تصرف سے چلا دئے جن لوگوں کے ذکرِ قلب چلانے میں غوث پاک نے معذوری اور لاچاری ظاہر کی۔تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی کے اندر حرام کا شائبہ بھی ہو اور اسکا ذکر چل سکا ہو، اسی لئے سخت چلوں اور مجاہدوں کے ذریعے پہلے اندر کو پاک کرنا پڑتا تھا تب کہیں جا کر یہ ذکرِ قلب کی دولت نصیب ہوا کرتی تھی۔سیدنا گوھر شاہی نے ایسے انسانوں کے ذکر بھی چلائے جو گناہوں سے لدے ہوئے تھے۔یہ بھی اتنی واضح نشانی ہے کہ جس کیلئے اللہ کہہ رہا ہے کہ تم دیکھتے ہی کہہ اٹھو گے کہ یہی حق ہے۔امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی جانب سے کل انسانیت کو دعوتِ عام ہے کہ وہ اُن کی چاند پر نمایاں ہونے والی تصویر سے ذکرِ قلب کا فیض بلاتخصیص مذہب حاصل کر سکتے ہیں۔خوش قسمت ہیں وہ انسان جن کو دونوں اقسام کی نشانیاں حاصل ہیں اور وہ حقِ گوھر شاہی میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

03)- اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ o وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ o وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَ هُمْ۔
(سورۃ القمر، آیات 1, 2, 3 پارہ 27، رکوع 8)

ترجمہ :- ساعت قریب ہے اور چاند شق ہو جائے گا۔ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں، منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جادو جاری کیا گیا ہے، انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کی۔

مندرجہ بالا آیات کے بارے میں علماءِ سو میں یہ غلط فہمی ہے کہ یہ حضور پاک کے دور میں پیش آنے والے شق القمر (جس میں حضور پاک نے ابو جہل کے کہنے پر چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا تھا) کے واقعے کی طرف اشارہ ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں کیونکہ یہ آیات شق القمر کا واقعہ گزر جانے کے بعد نازل ہوئی تھیں اور ان میں ماضی کا صیغہ استعمال نہیں ہوا بلکہ مستقبل کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ وقت قریب آنے والا ہے جب چاند شق ہو جائے گا۔ مزید یہ کہ شق القمر کا واقعہ کسی پلاننگ کے تحت نہیں بلکہ اچانک واقع ہوا تھا۔اس واقعے کیلئے قرآن میں کوئی پلاننگ نہیں کی گئی تھی کہ وہ گھڑی قریب آنے والی ہے جب کوئی شخص تمہارے پاس آئے گا اور تم سے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا کہے گا لہذا تم ایسا کر دینا بلکہ یہ واقعہ تو اچانک پیش آیا تھا جبکہ ان آیات میں مستقبل کی طرف اشارہ ہے۔لہذا یہ آیات حضور پاک کے دور میں پیش آنے والے واقعہ کی طرف نہیں بلکہ مستقبل میں پیش آنے والے وقت کے متعلق ہیں۔

دوسری اہم بات کہ شق کا مطلب ٹوٹنا نہیں ہے۔شق کا مطلب ہے اُگلنا، باہر نکلنا (Popup)، یا خارج ہونا۔شق کا مطلب اس طرح بھی

سمجھا جاسکتا ہے جیسے کسی نے بیج ڈالا، زمین پھٹی اوراس میں سے پودا نکلا، نیچے چھپی ہوئی زمین کے پھٹنے اور پودے کے باہر نکلنے کے عمل کو شق کہہ سکتے ہیں۔شق القمر کا مطلب چاند پھٹے گا، اسکی حقیقت باہر آجائے گی۔ یہ چاند پر امام مہدی سیدنا گوہر شاہی کی تصویر کے نمایاں ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ چاند پر تصویر کے بارے میں قرآن میں کوئی حوالہ نہیں یہ آیات اسکا جواب ہیں۔اور پھر حضور پاک نے فرمایا کہ چاند کی طرف رخ کر کے اپنے ایمانوں کی سلامتی کی دعا کیا کرو۔اصحابہ نے پوچھا کیا اس میں ہمارا رب ہے؟ تو خاموشی اختیار فرمائی لیکن ایک دن فرما بھی دیا کہ عنقریب تم اپنے رب کوایسے دیکھو گے جیسے چودھویں کے چاند کو دیکھ رہے ہو۔

04)- إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ o وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجاً o (سورة النصر ، آیات 1-2، پارہ 30، رکوع 35)

ترجمہ :- جب اللہ کا مددگار آپہنچے گا اور کھل جائیں گے۔اورتم دیکھو گے کہ لوگ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہونگے۔

مندرجہ بالا آیات کے بارے میں بھی یہ غلط فہمی ہے کہ یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ یہ آیات بھی فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہیں۔فتح مکہ کے بعد بیشتر کافرین نے جزیہ کے خوف سے اسلام قبول کرلیا تھا لیکن اس وقت مکہ کی کل آبادی چند ہزار سے زیادہ نہیں تھی لہذا فوج درفوج داخلے والی بات اس دور پر پورا نہیں اترتی۔پھر اس آیت میں بھی مستقبل کی طرف اشارہ ہے جب مختلف مذاہب اور اقوام کے افراد گروہ درگروہ امام مہدی کے لائے ہوئے دینِ الٰہی میں شامل ہوکرامت واحدہ میں تبدیل ہوتے چلے جائینگے۔

05)- فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيفاً فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ o (سورۃالروم،آیت 30، پارہ 21، رکوع 7)

ترجمہ :- پس تم یکسو ہوکر اپنا منہ خالص دین کی طرف سیدھا کرلینا، اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا۔اللہ کی تخلیق کو نہ بدلنا یہی قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ حضور پاک سے مخاطب ہوکر انہیں ہدایت دے رہا ہے کہ جب وہ دینِ حنیف آجائے تو تم بھی اپنا رخ اسکی طرف کرلینا۔ان آیات کی بابت بھی یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اس میں حضور پاک کو دینِ اسلام کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔جبکہ حضور پاک تو خود اس دین کے بانی تھے۔وہ نہ صرف اس دین پر عمل پیرا بلکہ اس کی تبلیغ وتلقین میں مشغول تھے اور انکے اعمال واشغال بطور سنت اس دین کا لازمی حصہ ہیں۔لہذا یہ کہنا کہ انہیں دینِ اسلام کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا ایک انتہائی مضحکہ خیز بات ہوگی۔اس آیت میں مستقبل کا صیغہ استعمال ہوا ہے فاقم یعنی (مستقبل میں) کرلینا۔حضور پاک آخری نبی اور دینِ اسلام انبیاء کے ذریعے آنے والے ادیان میں آخری دین تھا تو پھر یہ کونسا دین ہے جس کے آنے پر حضور پاک کو بھی حکم ہورہا ہے کہ تم بھی اپنا رخ اس طرف کرلینا؟ یہ امام مہدی کے لائے ہوئے اللہ کے دین، دینِ الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔یہ روحوں کا دین ہے جو روزِ ازل بلکہ اس سے بھی پہلے کا دین ہے۔انبیاء کے ذریعے نافذ ہونے والے ادیان کا روزِ ازل کوئی وجود نہیں تھا وہ دنیا کی ضرورت کے تحت دنیا ہی میں قائم کئے گئے۔وہ سب جسموں کے ادیان ہیں اور روزِ ازل جسموں کا کوئی وجود نہیں تھا اس وقت صرف ارواح موجود تھیں اسلئے وہاں صرف ارواح کا دین موجود تھا۔اجسام تو ارواح کے دنیا میں آنے کے بعد بنائے گئے اور اسی کے مطابق دنیا میں نبیوں کے ذریعے اجسام کے ادیان بنائے گئے۔

دینِ الٰہی کے آنے کے بعد تمام ادیان دینِ الٰہی میں ضم ہوجانا تھے اسی لئے بقیہ انبیاء کی طرح حضور پاک کو بھی ہدایت دی گئی کہ جب وہ

دین آجائے تو تم اپنا رخ اس طرف کر لینا۔ اب جبکہ دین کے بانی کا رخ دینِ الٰہیٰ کی طرف اور دینِ اسلام خود بخود دینِ الٰہی میں ضم ہو چکا، اسکے بعد اگر کوئی دین اسلام پر عمل پیرا ہو بھی تو اس میں کوئی ہدایت یا فیض باقی نہیں رہے گا۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ آج دینِ اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا لوگ بھی ان خصائل سے عاری ہیں جو کہ ایک عام مسلمان کے ہوا کرتے تھے۔ تب ہی حضور پاک نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا کہ............ لا یبقیٰ من الاسلام الّا اسمه و لا یبقیٰ من القرآن الا رسمه (یعنی دورِ آخر میں اسلام میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا سوائے نام کے)۔ اس وقت اسلام کا صرف نام باقی ہے ورنہ حقیقی دینِ اسلام تو امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے لائے ہوئے دینِ الٰہی میں ضم ہو چکا ہے۔

06)- يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لاَ يَنفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْراً قُلِ انتَظِرُواْ إِنَّا مُنتَظِرُونَ o (سورۃ الانعام، آیت نمبر 158، پارہ 8، رکوع 7)

ترجمہ :- جس دن تمہارے رب کی بعض نشانیاں آئینگی تو جو شخص پہلے سے ایمان نہیں لایا ہوگا یا اپنے مومن ہونے کی صورت میں کوئی نیک کام نہیں کیا ہوگا تو اس وقت اس کو ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اے رسول کہہ دو کہ تم انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالی حضور پاک سے کہہ رہا ہے کہ تم انتظار کرو کیونکہ میں خود بھی انتظار میں ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی کیا چیز ہے کہ جسکا انتظار خود اللہ بھی کر رہا ہے؟ کیونکہ انتظار اس چیز کا کیا جاتا ہے جو قریب یا دسترس میں نہ ہو بلکہ کہیں دور موجود ہو اور اسکے قریب آنے کا انتظار کیا جائے۔ کیا انبیاء و اولیاء سمیت اللہ کی بنائی ہوئی کوئی مخلوق خود اللہ کی دسترس سے باہر ہو سکتی ہے؟ نہیں، لہذا یہ کسی ایسی ہستی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ کی پہنچ سے باہر ہے اور اللہ بھی اُس کا منتظر ہے۔

حضور پاک معراج میں جب اوپر تشریف لے گئے تو انکی ملاقات حضرت عیسیٰ سے ہوئی۔ حضور پاک نے حضرت عیسیٰ سے گزشتہ چھ سو سال سے آسمانوں میں مقیم رہنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ میں عالمِ غیب کی پشت پر واقع ریاض الجنۃ سے تشریف لانے والی ذات رب الارباب کے انتظار میں ہوں جو دنیا میں امام مہدی کے روپ میں جلوہ افروز ہونگے۔ لہذا جب حضور پاک نے امام مہدی کی بابت اللہ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ تم انتظار کرو کیونکہ میں خود بھی اُن کا انتظار کرنے والوں میں شامل ہوں۔ یہ آیات اس بات کی تصدیق ہیں کہ امام مہدی کے روپ میں ظاہر ہونے والی ذات اللہ کی مخلوق نہیں بلکہ وہ عالمِ غیب میں واقع اپنے جہان ریاض الجنۃ سے تشریف لائے ہیں جو اللہ کے عالمِ احدیت سے بہت دور اور اللہ کی دسترس اور پہنچ سے باہر واقع ہے۔ اللہ کو خود بھی پتہ نہیں تھا کہ امام مہدی کب اور کس صورت میں تشریف لائیں گے۔

07)- يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاء لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ o (سورۃ یونس، آیت 57, پارہ 11، رکوع 11)

ترجمہ :- اے بنی نوع انسان، بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت (کتاب کی صورت میں) آ گئی، تمہارے پاس وہ ذات آ گئی جس سے سینے کی بیماریوں کی شفاء اور مومنین کیلئے ہدایت اور رحمت ہے۔

یہ آیات بھی امام مہدی کے دور کی بابت ہیں۔ ان آیات میں پوری انسانیت سے خطاب ہے۔ یہاں موعظہ کتاب کیلئے استعمال ہوا ہے۔ وہ کتاب جس میں ہدایت، سینے کی ارواح (لطائف) کی بیماریوں کا علاج اور مومنین کیلئے ہدایت اور نظرِ رحمت کا فیض ہے۔

08)- إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ o (سورۃ یونس، آیت 96, پارہ 11، رکوع 15)

ترجمہ :- بے شک وہ لوگ جن پر پورا ہو گیا تیرے رب کا قول، ایمان نہ لائیں گے۔

09)- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَلِقَائِهِ أُوْلَئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِيْ وَأُوْلَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ o (سورۃ العنکبوت، آیت 23، پارہ 20، رکوع 15)

ترجمہ :- اور جنہوں نے اللہ کی نشانیوں اور اس کی ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے دردناک عذاب کی خبر دی ہے جو مستقبل میں آنے والی اللہ کی نشانیوں یا اللہ سے ملاقات کا انکار کرینگے۔آج امام مہدی کے جسمِ نازنین میں اللہ کا جسہ توفیقِ الٰہی سرائیت کر چکا ہے اور سیدنا گوھر شاہی کے اس جسمِ نازنین کا دیدار گویا اللہ کا ظاہری آنکھوں سے دیدار ہے اور جو بھی اس حقیقت کا منکر ہے اس کیلئے دردناک عذاب کی خبر ہے۔

10)- هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ o (سورۃ توبہ، آیت 33، پارہ 10، رکوع 11)

ترجمہ :- وہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس نظام کو تمام نظاموں پر غلبہ دے اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔

امام جعفر صادق کا فرمان کہ خدا کی قسم اس آیت کی تاویل ابھی تک نہیں آئی ہے۔دریافت کیا کب آئے گی؟ فرمایا، جب امام مہدی ظہور فرمائیں گے۔

11)- يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت 71، پارہ 15 ، رکوع 8)

ترجمہ :- جس دن ہم تمام انسانوں کو انکے امام کیساتھ بلائینگے۔

امام مہدی احادیث کی روشنی میں

01)قال عبدالرحمٰن عن شعبۃ لا تقوم الساعۃ حتیٰ لا یُحجّ البیت ۔ (صحیح بخاری، کتاب المناسک، رقم 1492)

ترجمہ :- عبدالرحمٰن نے شعبہ سے روایت کی کہ (امام مہدی کے ظہور کی) ساعت قائم نہیں ہوگی یہانتک کہ بیت اللہ کا حج بند نہ ہو جائے۔

اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ امام مہدی کے دور میں حج موقوف ہو جائے گا (ترجمہ قیامت نامہ از مولانا محمد ابراہیم داناپوری)۔لیکن حج موقوف ہونے سے یہ مراد نہیں کہ حج کی ظاہری ادائیگی بند ہو جائیگی بلکہ رسماً تو حج ادا کیا جاتا رہے گا لیکن وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں رہے گا۔روزِ ازل ارواح نے رب سے جو اقرار کیا تھا، ارواح کا وہ اقرار نامہ حجرِ اسود میں بند کر دیا گیا تھا۔دنیا میں آنے کے بعد اپنے اس وعدے کو پورا کرنے کیلئے انسان حجرِ اسود کے قریب جا کر......لبیک اللھم لبیک (یعنی اے میرے رب میں اپنے روز ازل کے وعدے کو پورا کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں) کی ادائیگی کر کے عقیدت و محبت سے حجرِ اسود کا بوسہ لیتا ہے۔تب ہی قیامت کے روز حجرِ اسود گواہی دیگا کہ اس شخص نے دنیا میں جا کر اپنے روزِ ازل کے وعدے کو پورا کیا اور اس گواہی کی بنیاد پر ہی اس شخص کی شفاعت ہو سکے گی۔اسی لئے احادیث میں کہا گیا ہے کہ حجرِ اسود روزِ قیامت لوگوں کی شفاعت کریگا۔یعنی ان لوگوں کی شفاعت جنہوں نے اسکے پاس حاضر ہو کر اپنے قول کو زبان سے دہرایا اور پھر عقیدت و محبت سے اسکا بوسہ لیا۔جوں ہی کسی انسان کے لب حجرِ اسود کو مس کرتے ہیں تو یہ اسکے گناہ اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور وہ بندہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔یاد رہے کہ حج کی عبادت کا تعلق مذہبِ اسلام سے نہیں بلکہ یہ پوری انسانیت پر فرض کیا گیا ہے۔سورۃ حج سمیت قرآن کی کسی بھی آیت میں یہ نہیں لکھا کہ حج مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے بلکہ وہاں.....ایھا الناس کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں یعنی یہ تمام انسانیت پر فرض

کیا گیا ہے۔

حجرِ اسود کے پرانے کسی بھی طغرے کو دیکھیں تو اس کے وسط میں سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی کی شبیہ بالکل واضح اور صاف نظر آتی ہے۔ اخبارات میں شائع ہونے والے خبروں کے مطابق مکہ کے فقیروں نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ حجرِ اسود میں نظر آنے والی یہ تصویر امام مہدی کی ہے۔ یادرہے کہ سیدنا گوھر شاہی کی حجرِ اسود پر ظاہر ہونے والی شبیہ مبارک کا اخبارات میں چرچا ہونے کے بعد سعودی عرب کی وہابی حکومت نے لوگوں کا رخ ادھر سے موڑنے کی خاطر رنگ پھیر کر اس تصویر کو چھپانے کی کوشش کی لیکن جب رنگ اکھڑنے لگا تو حجرِ اسود کے اوپر کالے رنگ کی شیٹ چڑھا دی گئی۔ اس کا ثبوت حجرِ اسود کی تازہ ترین تصاویر کا موازنہ حجرِ اسود کی پرانی تصاویر سے کرنے سے ملتا ہے۔ یادرہے کہ حرم میں کیمرہ لیکر جانے کی اجازت نہیں اور خانہ کعبہ سے متعلق تمام نئی اور پرانی تصاویر حکومتِ سعودیہ کی جاری کردہ ہیں۔ انٹرنیٹ پر دستیاب تصاویر کے علاوہ کئی لوگوں کے پاس حجرِ اسود کے 50 سال سے بھی زیادہ پرانے طغرے گھروں میں موجود ہیں جن میں یہ شبیہ صاف طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ لیکن سن 1998ء کے بعد سے جاری ہونے والی تصاویر میں حجرِ اسود مکمل اور یکساں طور پر کالا نظر آتا ہے۔ ایک اور حیرت کی بات کہ حجرِ اسود کے وہ طغرے جو برس ہا برس سے بازاروں میں عام فروخت ہوا کرتے تھے یکا یک غائب کردئے گئے ہیں، وہ طغرے اب کسی بک شاپ پر دستیاب نہیں۔ یہ کاروائی بھی سعودی حکومت کی ایماء پر ہوئی ہے کہ نہ صرف پرانے طغرے بازاروں سے ہٹوادئے گئے بلکہ انہیں Re-Print پر بھی غیر اعلانیہ پابندی لگادی گئی ہے۔ حجرِ اسود کا بوسہ حج کا اہم ترین رکن ہے اور ہر طواف اسے بوسہ دینے کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ اس پر شیٹ حائل ہونے کی وجہ سے اب بوسہ نہیں ہو پاتا اور جسطرح ناخن پر نیل پالش لگانے سے وضو اور غسل موقوف ہو جاتا ہے جب تک کہ اسے اتار نہ دیا جائے بالکل اسی طرح حجرِ اسود کا بوسہ نہ ہونے کی بنا پر حج موقوف ہو چکا ہے۔

02)لا یخرج المھدی حتی تطلع مع الشمس اٰیۃ ۔ (مصنف عبدالرزاق)

ترجمہ :- مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہونگے جب تک سورج کیساتھ ایک نشانی طلوع نہ ہو جائے۔

کئی کتابوں میں تذکرہ ہے کہ سورج کے قریب یا اسکے اندر ایک چہرہ دکھائی دیگا۔ گو عام آدمی کا براہِ راست سورج کو دیکھنا محال ہے لیکن خلائی تحقیقی اداروں کی کتابوں اور ویب سائٹس پر سورج کی لاتعداد تصاویر موجود ہیں اور ان تصاویر میں سیدنا گوھر شاہی کی تصاویر بالکل صاف اور واضح دکھائی دیتی ہیں۔ یادرہے کہ چاند اور سورج کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں قرار دیا ہے اور ان مقامات پر تصاویر کی خصوصی اہمیت ہے۔ چاند، سورج اور حجرِ اسود جیسی عظیم نشانیوں کو اللہ کی سردار نشانیاں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

03)اذا رأیتم الرایات السود قد جائت من قبل خراسان فائتو ھا فان فیھا خلیفۃ اللہ المھدی ۔

ترجمہ :- جب تم کالے جھنڈے دیکھ لو کہ خراسان کی طرف سے آئیں تو اس طرف چلے جاؤ کہ اس میں اللہ کے خلیفہ مہدی ہونگے۔

04)وعن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ اذا رائیتم الرأیات السود قدجائت من قبل خراسان فاتو ھا فانّ فیھا خلیفۃ اللہ المھدی ۔ (رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ والمشکوٰۃ فی باب اشراط الساعۃ)

ترجمہ :- حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ جب تم کالے جھنڈے دیکھو کہ خراسان کی طرف سے آرہے ہیں تو تم وہاں جانا کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ المہدی ہے۔

نور اور قلب کی فقہ نہ ہونے کے سبب مسلمان قرآن واحادیث میں دی گئی علامات کو سمجھ نہیں پاتے اور ان میں چھپے اشاروں کے بجائے اسکا ظاہری مطلب لیکر خود اپنی گمراہی کا سامان پیدا کرلیتے ہیں۔ کالے جھنڈوں کے بارے میں احادیث پڑھ کر شیعوں نے اپنے جھنڈوں کا رنگ کالا کرلیا

اوراپنے گمان میں یہ سمجھتے ہیں کہ ان جھنڈوں کی وجہ سے امام مہدی کا ظہوران کی جماعت سے ہوگا۔جس طرح احادیث کو پڑھ کرایک فرقے نے اپنا نام اہلسنت والجماعت رکھ لیااسی طرح مومن کے فضائل پڑھ کرشیعوں نے خودکومومن کہلوانا شروع کردیا۔کیا کوئی شخص خودکوڈاکٹر کہلوانے سے واقعی ڈاکٹر بن جاتا ہے؟ نہیں،ایساممکن نہیں جب تک اسکے پاس میڈیکل کی سنداورلوگوں کا علاج کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔اسی طرح احادیث میں کسی گروہ کے بارے میں فضیلت پڑھ کراپنی جماعت کا نام اہلسنت والجماعت رکھنے سے وہ اس گروہ میں شامل نہیں ہوجاتا جسکا تذکرہ حضور پاک نے اپنی احادیث میں کیاہے تاوقتیہ کہ اس سے متعلقہ تمام شرائط پر پورانہ اترے۔بھیڑ چال کا یہ طریقہ مذہب میں کام نہیں آتا بلکہ نقالیہ زندیق کے مطابق الٹابندےکوزندیق بنادیتاہے۔

یادرہے کہ کالارنگ گناہوں کی علامت ہے۔حضور پاک کالی چادراسلئے اوڑھتے تھے کہ اللہ کاحکم تھا۔حضور پاک نے اپنی امت کے گناہوں کوخودپرلینے اوربخشوانے کی علامت کے طورپرکالی کملی اوڑھی۔انکی امت کے اولیاء نے بھی نبی کی اس سنت کے طورپراپنے مریدوں کے گناہوں کو اپنےاوپرسہا۔کالی کملی ایک علامت تھی امت کے گناہوں کا بوجھ خودپرلینے کی۔

حضور پاک نے فرمایا کہ خراساں کی طرف سے کالے جھنڈے والے آئیں گے ان میں امام مہدی کوتلاش کرنا یعنی امام مہدی کوان لوگوں میں ڈھونڈنا جن کے ظاہر گناہوں سے کالے ہوں۔کالے رنگ سے مرادگناہوں کا انباراورجھنڈااٹھانے سے مرادعلی الااعلان اقرارکرناہے۔کالے جھنڈے اٹھانے کامطلب کہ اعلانیہ اپنے گناہوں کا اقرارکرینگے کہ ہم گناہگار ہیں لیکن امام مہدی کا ساتھ دینے والوں میں سے ہیں۔امام مہدی سیدنا گوھرشاہی نے بھی فرمایا کہ چوراورڈاکوامام مہدی کا ساتھ دیں گے۔انہوں نے اپنی کتابِ مقدس میں فرمایا کہ اگرکسی نے ساری زندگی کتے کی طرح گزاری لیکن آخرمیں امام مہدی کا ساتھ دے بیٹھا تووہ حضرت قطمیر بن کرجنت میں جائے گا۔لہذا اُن کی جماعت میں ایسے لوگ بھی شامل ہونگے جو گناہوں سے آلودہ ہونگے،وہ یہی کہیں گے کہ ہمیں گناہوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ہم امام مہدی کا ساتھ دیں گے۔حضورنے فرمایا کہ ایسے ہی لوگوں کی جماعت میں امام مہدی کوتلاش کرنا۔اب آجائیں خراساں کی جانب سے آنے پر۔حضور پاک کے دورمیں خراسان موجودہ ایران کے مشرقی حصے،وسطی ایشیائی ریاستوں کے کچھ حصے،افغانستان اورموجودہ پاکستان کے بیشترعلاقوں پرمشتمل تھا۔یعنی دورِنبوی میں پاکستان کا بیشترعلاقہ اس وقت خراسان کے علاقے میں شامل تھا۔اس حدیث میں امت کوتاکید ہے کہ ہندکی طرف سے گناہگاروں کی جوجماعت تبلیغ کیلئے آئے اس میں امام مہدی کوتلاش کرنا۔

05)عن ثوبانؓ قال قال رسول اللّٰہ اذا رأیتم الرایات السود قد اقبلت من خراسان فأتوھا ولو حبوا علی الثلج فانّ فیھا خلیفة اللّٰہ المھدی ۔ (الحاویٰ للفتاویٰ جلد 2)

ترجمہ :- حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے پلٹتے (رخ تبدیل کرتے) دیکھوتوان کی طرف آؤاگرچہ برف پرگھسٹ کرآناپڑے بیشک اللہ کے خلیفہ مہدی ان میں جلوہ افروزہونگے۔

06)عن ثوبان قال قال رسول اللہ یقتتل عند کنز کم ثلاثة کلھم من ابن خلیفة ثم لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقاتله قوم ثم ذکر شیاءً فقال فاذا رائیتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانه خلیفة اللہ المھدی ۔ (سنن ابنِ ماجہ، جلد : 3، بابُ الفتن، رقم 965)

ترجمہ :- حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ! تمہارے خزانے کے پاس تین افرادقتال کرینگے۔ان میں سے ہرایک خلیفہ کا بیٹا ہوگا۔پھروہ خزانہ ان میں سے کسی ایک کوبھی نہ ملے گا۔پھرمشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودارہونگے پس وہ تمہیں قتل کرینگے کہ اس سے

پہلے کسی قوم نے ایسا قتل نہیں کیا۔ پھر رسول اللہ نے ایسی بات فرمائی جو مجھے یاد نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا پس جب تم اس کو دیکھو تو ان کی بیعت کرلو اگر چہ برف پر گھسٹ کر جانا پڑے پس بیشک وہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں۔

یہاں حضور فرما رہے ہیں کہ جب تم کو وہ کالے جھنڈے والے نظر آئیں تو انکے پاس ضرور جانا چاہیے تم کو برف پر گھسٹ کر جانا پڑے کیونکہ امام مہدی انہی کے درمیان ہونگے۔ امام مہدی سے متعلق احادیث میں کالے جھنڈوں کے بعد برف پر گھسٹ کر آنے کا ذکر بھی ہے جسکی سمجھ بھی نور سے عاری علماء اور مفسرین کو نہیں آسکی۔ برف پر گھسٹ کر جانے سے مراد کہ تمہیں انکے گناہوں سے کراہیت آئے تو اپنے سینے پر برف کی سل رکھ کر بھی انکے گناہوں کو سہہ لینا لیکن انکے پاس جانا ضرور کیونکہ امام مہدی وہیں ملیں گے۔ یعنی ان کیلئے اپنے سینوں کو ٹھنڈا رکھنا۔ اپنے سینوں میں ان کیلئے گرمی نہ لانا غصہ نہ کرنا ان پر، یہ نہ دیکھنا کہ وہ کتنے گناہگار ہیں اور امام مہدی نے کیوں انکو اپنایا ہوا ہے؟ کیونکہ امام مہدی انہی کے درمیان ہیں۔ امام مہدی کے حواریوں کی بابت حضور پاک نے فرمایا.........لم یسبقھم الاولون ولا یدرکھم الآخرون (اس جماعت کو ایک ایسی خاص فضیلت حاصل ہوگی جو ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے نہ بعد والوں کو حاصل ہوگی)۔ ایک اور حدیث میں فرمایا کہ امام مہدی کے حواریوں کے قلوب ایسے ہونگے جیسے آج ہیں یا اس سے بہتر۔ یعنی امام مہدی کے حواریوں کے قلب حضور پاک کے اصحابہ سے بہتر ہونگے اور اُن کے ادنا ترین حواری کا قلب کم ازکم اصحابہ جیسا ہوگا۔

07)عن ثوبان مولیٰ رسولؐ اللہ قال قال رسولؐ اللہ عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار ۔ عصابة تغزو الھند و عصابة تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیھما السلام۔ (سنن نسائی، مسندِ احمد)

ترجمہ :- حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ! میری امّت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ (نار) سے محفوظ فرمادیا۔ ایک وہ جو ہندوستان میں جہاد کریگی اور دوسری وہ جو حضرت عیسیٰ ابنِ مریم کیساتھ ہوگی۔

اس حدیث کو جہادی جماعتیں لوگوں کو انڈیا کے خلاف دہشت گردی پر اکسانے کیلئے استعمال کرتی ہیں کہ ہندوستان والے کافر ہیں اور حضور پاک نے ان سے جہاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہ بات کہنے والے بھول جاتے ہیں کہ حضور پاک کے دور میں پاکستان کا علاقہ بھی ہند میں شامل تھا۔ اس طرح تو پاکستان سے لڑنے والے کا مقام بھی بہت بلند ہونا چاہیئے۔ حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ ہندوستان والے کافر ہیں ان سے جہاد کرو کیونکہ مسلمان بھی تو رہتے ہیں وہاں پر۔ پھر ہندوستان سے لڑنے کی بات ہوتی تو انگریزوں سمیت کئی بادشاہوں نے ہندوستان پر حملے کئے، کیا انکا مقام بھی بلند ہے ؟ یہ تمام جنگیں سیاسی نوعیت کی تھیں اور حکومت حاصل کرنے سمیت کسی دنیاوی مقصد کیلئے لڑی گئیں۔ پاکستان اور انڈیا کے درمیان ہونی والی جنگیں بھی سیاسی نوعیت کی تھیں اور ایک خطہ زمین (کشمیر) کو حاصل کرنے کیلئے لڑی گئیں۔ ان تمام جنگوں کی بنیاد حق و باطل نہیں تھا۔ حدیث میں جس جدوجہد کا ذکر ہے وہ دوملکوں کی جنگ نہیں، نہ وہ سیاسی، معاشی، یا خطہ زمین حاصل کرنے کی لڑائی ہوگی بلکہ یہ امام مہدی کے پیروکاروں کی پیغامِ مہدی کے فروغ کیلئے کی جانے والی جدوجہد کی طرف اشارہ ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ جس نے ہند میں یا ہند کے جہاد میں حصہ لیا نہ کہ ہندوالوں سے جہاد کیا۔ یعنی جس نے بھی (پاکستان اور انڈیا سمیت) ہند میں امام مہدی کے پیغام کو پھیلانے میں حصہ لیا۔ دورِ آخر میں دو جماعتیں امام مہدی کے پرچار میں مصروف ہونگی ایک ہند کے علاقے میں امام مہدی کے ساتھ اور دوسری حضرت عیسیٰ کے ساتھ دنیا کے کسی اور حصے میں۔ مندرجہ بالا حدیث میں انہی دو جماعتوں کا ذکر ہے۔

ان دو جماعتوں کے بارے میں حضور پاک فرمارہے ہیں کہ انہیں اللہ نے آگ (نار) سے محفوظ فرمادیا ہے۔ یہاں لوگوں نے سمجھا کہ شاید انہیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرمادیا ہے۔ لوگوں کے خیال میں نار (آگ) صرف جہنم میں ہوتی ہے زمین پر نہیں۔ اسی طرح علماء سو نے

احادیث کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ یاد رہے کہ دنیا کا نظام دو طرح کی توانائیوں پر مشتمل ہے، نور اور نار، یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ عبادات اور نیک کام کرنے سے نور بنتا ہے جبکہ گناہوں اور برے کاموں سے نار بنتی ہے۔ نار سے محفوظ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ ناری کام کریں بھی تو نار اثر نہیں کریگی ان پر۔ جس طرح کہ مندرجہ بالا احادیث میں بیان کیا گیا کہ امام مہدی کی جماعت نے کالے جھنڈے بلند کئے ہونگے یعنی اعلانیہ گناہگار لوگ ہونگے لیکن انکے گناہوں کی نار ان پر اثر انداز نہیں ہو سکے گی۔ وہ ناری کام کرینگے لیکن نار ان کے اندر نہیں جا سکے گی صرف جسموں تک محدود رہے گی کیونکہ اللہ نے ان کو نار سے محفوظ فرما دیا ہوگا۔ اولیاء اللہ کے سینے نور سے منور ہوتے ہیں، اگر ان سے کوئی غلطی یا گناہ سرزد ہو بھی جائے تو اس سے پیدا ہونے والی نار انکے سینے میں موجود نور کی بھٹی میں جل جاتی ہے اسی لئے چھوٹی موٹی غلطیوں یا گناہوں سے ولیوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح شریر انسانوں میں اسکے بالکل برعکس نظام ہوتا ہے، انکے سینے نار سے بھرے ہوتے ہیں، ایسے لوگ اگر کوئی عبادت یا نیک کام کر بھی لیں تو سینے میں نار کی کثرت اس نور کو ضائع کر دیتی ہے لہذا عبادات اور نیکیوں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو پاتا۔ جب اولیاء اللہ میں نار سے حفاظت کا نظام موجود ہوتا ہے تو امام مہدی کے حواریوں کی فضیلت تو اصحابہ کرام سے بھی بڑھ کر ہے، لہذا بمطابق اس حدیث کے ان سے سرزد ہونے والے گناہوں کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑیگا کیونکہ وہ نار کے اثرات سے محفوظ کر دیئے گئے ہونگے۔

اس حدیث میں ایک اور پہلو بھی نکلتا ہے کہ ایک جماعت ہند کے علاقے میں اور دوسری دنیا کے کسی اور حصے میں مختلف مذاہب کو تبلیغ میں مصروف ہوگی۔ اب جو جماعت ہند میں ہندوؤں اور سکھوں میں امام مہدی کے مشن میں مصروف ہوگی ان کیلئے مسلمان یہی کہیں گے کہ یہ ہندوؤں سے مل گئے ہیں اور ہندوؤں کے ایجنٹ ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ دنیا کے کسی اور حصے میں اپنی امت کے لوگوں کیساتھ مل کر امام مہدی کے مشن میں کوشاں ہونگے۔ مسلمانوں سے اس جماعت کے بارے میں رائے لی جائے تو یہی کہیں گے کہ وہ عیسائی اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ لیکن حضور پاک نے تو ان دونوں جماعتوں کو اپنی ہی جماعت کہا ہے اور ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور یہ بھی کہ اللہ نے ان جماعتوں کو نار سے محفوظ فرما دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کے حوالے سے ایک اور حدیث میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ: ایک وقت آئے گا کہ میری امت والے ہندوستان کے کافروں سے جہاد کرینگے اور اس میں حصہ لینے والوں کا بڑا اونچا مقام ہوگا۔ (مستدرک حاکم)۔ یہاں حضور پاک جہاد کا فرما رہے ہیں لیکن کونسا جہاد؟ جہاد دو قسم کا ہوتا ہے ایک جہادِ اصغر (یعنی جہاد بالسیف یا تلوار سے جہاد) اور دوسرا جہادِ اکبر (یعنی جہاد بالنفس یا اپنے نفس سے جہاد)۔ دوسری بات یہ کہ مسلمانوں کو کافر کی تعریف ہی پتہ نہیں انکے نزدیک ہر غیر مسلم بشمول ہندو، سکھ، عیسائی اور یہودی کافر ہے جبکہ کافر کی تشریح یہ ہے کہ ایسا شخص جو حق کو رد کر دے۔ رب کے نزدیک کافر وہ ہے جس کو حق کا پیغام ملے مگر وہ اسے رد کر دے۔ اس وقت چاند سورج حجرِ اسود کی نشانیوں سے بڑھ کر حق کیا ہوگا؟ ان نشانیوں کو رد کرنے والا ہر شخص کافر ہے خواہ اسکا ظاہری مذہب کچھ بھی ہو۔

لہذا مندرجہ بالا احادیث میں ہندوؤں یا انڈیا سے جنگ کا نہیں کہا گیا ہے کیونکہ حضور پاک کے دور میں پاکستان اور بنگلہ دیش کا کوئی وجود نہیں تھا۔ ہند کے کافروں سے جنگ کرنے کا مطلب کہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش سمیت اس علاقے میں جو امام مہدی کو نہیں مانے گا، اُن کے حق کو رد کریگا، اس سے جہاد کریں گے اور یہ جہاد ہو رہا ہے۔ آج امام مہدی کو منوانے کیلئے مہدی فاؤنڈیشن جو جدوجہد کر رہی ہے یہ اسی کی جانب اشارہ ہے۔ جہاد کا مطلب جدوجہد اور کوشش ہے اور مہدی فاؤنڈیشن وہی کوشش کر رہی ہے۔

08) انا من العرب ولیس العرب منی ۔ انا لیس من الهند ولهند منی ۔ (حدیث)

ترجمہ :- میں عرب میں سے ہوں لیکن عرب مجھ میں سے نہیں، میں ہند میں سے نہیں لیکن ہند مجھ میں ہے۔

اس حدیث میں اس بات کا حوالہ ہے کہ حضور پاک کی ارضی ارواح امام مہدی کے جسم میں موجود ہونگی۔ اس حدیث کے دو حصے ہیں ایک یہ

کہ میں عرب میں آیا ہوں لیکن مجھ سے عرب والوں کی کوئی نسل نہیں چلی۔ جبکہ دوسرے حصے میں حضور فرما رہے ہیں کہ میں ہندوستان میں پیدا نہیں ہوا لیکن ہند مجھ میں ہے۔ یہاں مجھ میں ہے سے مراد کہ وہ اس وقت میرے اندر موجود ہے۔ اس حدیث میں اس بات کا حوالہ ہے کہ ہند میں آنے والی اس ذات کے وجود کا ایک حصہ اس وقت بھی میرے اندر موجود ہے یعنی امام مہدی کیلئے جو ارضی ارواح استعمال ہونگی وہ اس وقت میرے اندر ہیں۔ یاد رہے کہ امام مہدی عالمِ غیب کی پشت پر واقع جس جہان سے تشریف لائے ہیں وہاں روح اور جسم ایک ہی چیز ہوتا ہے اور ارضی ارواح کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن یہ دنیا عالمِ اسباب ہے اور اس میں جسم (یا ارضی ارواح) کے بغیر انسان مکمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا امام مہدی کی دنیا میں آمد کیلئے اس دنیا کی سب سے افضل ترین ارضی ارواح کو محفوظ رکھا گیا۔ ایک موقع پر حضور پاک امام مہدی کے محاصن بیان فرما رہے تھے، اصحابہ نے وہ محاصن سن کر پوچھا آقا کہیں آپ خود ہی تو دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے؟ اس پر حضور پاک نے خاموشی اختیار فرمائی تھی۔ حضور پاک کی ارضی ارواح نے دنیا میں دوبارہ آنا تھا اسی لئے اللہ نے ان سے فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ کا دوسرا دور پہلے دور سے بہتر ہوگا۔

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ o (سورۃ الضحیٰ، آیت 4، پارہ 30، رکوع 18)

ترجمہ :- اور بیشک تمہارے لئے بعد کا دور پہلے سے بہتر ہے۔

یہاں ایک اور بہت ہی لطیف نقطہ یہ ہے کہ جن ارضی ارواح سے حضور پاک کا جسم بنا وہ اس دنیا کی افضل ترین ارضی ارواح تھیں لیکن ان ارضی ارواح نے آگے چل کر امام مہدی کا جسم تشکیل دینا تھا لہٰذا ان میں مزید تاب پیدا کرنے کیلئے حضور پاک کے جسم (یعنی ارضی ارواح) کو معراج والے دن عالمِ احدیت میں اللہ کے روبرو لے جایا گیا جہاں اللہ کے قدیم اور لافانی نور کی کرنیں اس جسم کے آر پار ہوئیں تو اس جسم میں مزید تاب پیدا ہوئی اور وہ جسم لافانی ہوگیا۔ یہ اہتمام اسلئے کیا گیا کہ امام مہدی کا جلوہ جب اس جسم میں مقیم ہو تو وہ جسم اس کی تاب لا سکے، ورنہ جسم کو اللہ کے روبرو لے جانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اجسام تو ایک گھر کی مانند ہیں اور ان کی ضرورت صرف اس دنیا میں پڑتی ہے تاکہ اس میں روح اور دیگر لطائف ایک ساتھ مقیم ہوسکیں، موت کے بعد ان اجسام کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔ حساب کتاب اور انعام واکرام تو ارواح کیلئے ہے۔ جسم کا نہ روزِ محشر سے اور نہ ہی حساب کتاب سے تعلق ہے اسی لئے روحانیت میں جسم کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی۔ لیکن حضور پاک کے جسم کو خصوصی طور پر اللہ کے روبرو لے جایا گیا جو کہ امام مہدی کی آمد کا اہتمام تھا۔ باالفاظِ دیگر حضور پاک کی جسمانی معراج امام مہدی کی مرعونِ منت اور اُن کا صدقہ تھی۔

جسمانی معراج کے بعد ہی حضور پاک کے جسم کا سایہ ختم ہوگیا تھا۔ جبکہ جسمانی معراج سے پہلے انکے جسم کا سایہ بنتا تھا۔ اگر بچپن سے ہی انکے جسم کا سایہ نہ بنتا تو گھر والوں کو پتہ چل جاتا اور پھر آپ کے بچپن کا کافی عرصہ دائی حلیمہ کے پاس گزرا، اگر اس وقت یہ بات ہوتی تو دائی حلیمہ کو پتہ چل جاتا اور یہ بات علاقے میں مشہور ہو جاتی۔ جسمانی معراج کے بعد جب حضور پاک کے جسم کا سایہ ختم ہوگیا تو وہ اپنا جسم لباس کے اندر چھپا کر رکھتے تا کہ لباس کا سایہ بنتا رہے اور لوگوں کو پتہ نہ چل سکے۔ حتیٰ کہ ہاتھ بھی آستین کے اندر ہی رکھتے۔ لیکن جو مقربین آپ کے ساتھ رہا کرتے ان کو پتہ چل جایا کرتا تھا کیونکہ جب ہوا سے لباس لہراتا اور جسم کا کوئی حصہ باہر آتا تو اسکا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

09) انّ عبدالله بن عمرؓ قال قام رسولؐ الله فی النّاس فاثنیٰ علی الله بما هو اهله ثم ذکر الدجال فقال انّی لا نذر کموه وما من نبی الّا وقد انذره قومه ولکنّی ساقول لکم فیه قولاً لم یقله نبی لقومه انّه اعور و انّ الله لیس باعور۔ (صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم 1998)

ترجمہ :- سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا، رسول اللہ لوگوں میں کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان ثناء بیان کی۔ پھر دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا نہ ہو لیکن میں تم

سے ایک ایسی بات کہنے لگا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی یعنی وہ (دجّال) کانا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔

10)عن عبداللہ قال ذکر الدجّال عند النبیؐ فقال انّ اللہ لا یخفیٰ علیکم انّ اللہ لیس باعور و اشار بیدہ الیٰ عینہ و انّ المسیح الدجّال اعور العین الیمنیٰ کانّ عینہ عنبۃ طانیۃ۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم 2260)

ترجمہ :- نافع نے حضرت عبداللہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم کے حضور دجال کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر پوشیدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور اپنے دستِ مبارک سے اپنی چشمِ پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے گویا اسکی آنکھ پکے ہوئے انگور کی طرح ہے۔

مندرجہ بالا احادیث ان لوگوں کیلئے ہیں جو امام مہدی کی الوہیت کا انکار کرتے ہیں۔ ان احادیث میں حضور پاک اپنی امت کو دجال سے ڈراتے ہوئے اس سے بچنے کیلئے نصیحت فرما رہے ہیں اور دجال اور اللہ کے درمیان واضح فرق اپنی امت کو سمجھا رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دجال کا موازنہ اللہ سے کیوں کیا جا رہا ہے؟ اگر دجال زمین پر انسانوں کے درمیان اور اللہ اوپر آسمانوں میں ہوگا تو ان دونوں کے درمیان موازنہ کرنے کا کیا مقصد ہے؟ دو چیزوں کا آپس میں موازنہ اسی صورت میں کیا جاتا ہے جب دونوں آمنے سامنے موجود ہوں۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ دونوں شخصیات زمین پر موجود ہونگی اور حضور پاک دونوں کا موازنہ کر کے اپنی امت کو دجال سے بچنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ دجال کے مدمقابل جو شخصیت ہوگی یعنی امام مہدی وہ دراصل تمہارا رب ہے اور امت کو دونوں کے درمیان فرق سمجھایا جا رہا ہے کہ ان میں سے دجال کانا ہوگا، کہیں تم دجال کو امام مہدی نہ سمجھ بیٹھنا۔ اب آجائیں کہ کانے یعنی ایک آنکھ اور دو آنکھوں والے سے کیا مراد ہے؟ یہاں آنکھ سے مراد یہ جسمانی آنکھ نہیں بلکہ اس سے مراد علم ہے کیونکہ علم کی روشنی میں ہی ہم دیکھتے ہیں۔

حدیثِ قدسی.................. **لتصنع علیٰ عینی تغذّی و تجری باعیننا۔**

ترجمہ :- تاکہ تو میری آنکھوں پر صبح کرے اور ہماری آنکھوں کے ساتھ چلتا رہے۔

بقول امام بخاری، ان آیات میں خدا کی آنکھ سے مراد اسکا علم ہے (کتاب التوحید، باب 1247)۔ دجال کی ایک آنکھ سے مراد کہ اسکے پاس صرف ایک علم یعنی علمِ ظاہر (علمِ شریعت) ہوگا جبکہ دوسری آنکھ (علمِ باطن یا علمِ طریقت) سے یکسر عاری ہوگا۔ جبکہ امام مہدی کے پاس دونوں آنکھیں (علمِ ظاہر اور علمِ باطن) موجود ہونگی۔ دجال کو شریعت میں تو کمال حاصل ہوگا لیکن روحانی تعلیم سے خالی ہوگا جبکہ امام مہدی کی تعلیم روحانیت سے بھرپور اور تمام مذاہب کیلئے قابلِ قبول ہوگی۔ ویسے بھی رب کی تعریف ہے کہ...... **ھو الظاھر و ھو الباطن،** لہذا رب کے پاس ظاہر اور باطن دونوں کا علم ہوگا۔ تمہارا رب کانا نہیں ہے سے یہی مراد ہے کہ اس کے پاس دونوں علوم ہیں اور یہی ایک واضح پہچان ہوگی امام مہدی اور دجال کے درمیان۔ اسی طرح مندرجہ ذیل احادیث میں ہے کہ؛

11)عن انسؓ قال النبیؐ ما بعث نبی الّا انذر امتہ الاعور الکذاب الا انہ اعور و انّ ربکم لیس باعور و ان بین عینیہ مکتوب کافر فیہ۔ (صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم 2002)

ترجمہ :- حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا! کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوا ہے۔

12)اخبرنا قتادۃ قال سمعت انساً عن النبیؐ قال ما بعث اللہ من نبی الّا انذر قومہ الاعور الکذّاب انّہ اعور و انّ ربکم لیس با عور مکتوب بین عینہ کافر۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم 2261)

ترجمہ :- قتادہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس سے سنا کہ نبی کریم نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نے اپنی قوم کو کانے کذّاب سے ڈرایا کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔

اگر دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر درج ہوگا تو کیا وہ لوگوں کو اسکے ماتھے پر لکھا نظر آئے گا؟ اگر نظر نہیں آئے گا تو اس بات کے بتانے کا کیا مقصد ہوا؟ یہاں آنکھوں کے درمیان کافر درج ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسکے پاس جو شریعت کا علم ہوگا، وہ اس علم کے ذریعے امام مہدی کی مخالفت کریگا اور اُنہیں جھٹلانے کی کوشش کریگا۔ اور یہی کام آج دجال کے پیروکار قرآن اور حدیث کے ظاہری علم کے ذریعے امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو رد کرکے کر رہے ہیں۔

رب الارباب کی زمین پر آمد

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ o

(سورۃ المائدہ، آیت 54 ، پارہ 6 ، رکوع 12)

ترجمہ :- اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھر جائیگا تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کیساتھ آئیگا کہ اللہ ان سے پیار کرتا ہے اور وہ اللہ سے پیار کرتے ہیں۔ ایمان والوں پر نرم اور کافروں پر غالب۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرینگے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرینگے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

13)عن جرير بن عبدالله قال قال رسولؐ الله انكم سترون ربكم عياناً وفى روايةٍ قال كنا جلوساً عند رسولؐ الله فنظر الى القمر ليلة البدر فقال انّكم سترون ربّكم كما ترون هذا القمر ولا تضامّون فى روية .... الخ متفق عليه۔ (مشکوٰۃ شریف، کتاب الفتن، رقم 5411)

ترجمہ :- حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! عنقریب تم اپنے رب کو ظاہری طور پر دیکھو گے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اور اسے دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ (متفق علیہ)۔

مندرجہ بالا قرآنی آیات میں مستقبل میں اللہ کے زمین پر آنے اور حدیث میں اس کو ظاہری طور پر دیکھے جانے کی تصدیق ہے۔ اور وہ ذات یقیناً امام مہدی کے روپ میں جلوہ گر ہوگی۔ امام مہدی کیلئے کہا گیا کہ نہ وہ نبی ہیں نہ ولی، اُن کی آمد پر نبوت اور ولایت دونوں اختتام پذیر ہو چکی ہونگی۔ تو پھر اُن سے فیض کیونکر ہو پائے گا؟ کیونکہ فیض اور ہدایت صرف نبی یا ولی کے ذریعے ہی ممکن ہے اور پھر اُن کے اتنے زیادہ مناقب کیونکر بیان کئے گئے ہیں؟ جیسا کہ تمام مذاہب کو ایک کرنا، قیامت کا اُن سے مشروط ہونا، عظیم الشان نشانیوں کا ظہور اور ناقابلِ یقین فیض۔ اگر نہ وہ نبی ہیں نہ ولی تو پھر وہ رب ہی ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ مندرجہ بالا حدیث متفق علیہ ہے یعنی اس حدیث پر سارے محدث متفق ہیں اور یہ صحاء ستہ کی تینوں بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ حدیث میں رب کے حوالے سے چاند کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ امام مہدی کے روپ میں آنے والے رب الارباب کا چہرہ چاند میں بھی نمایاں ہوگا۔ احادیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس دور میں لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و

مافیھا سے زیادہ بہتر ہوگا۔(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء) (مسلم، باب نزول عیسٰی) (ترمذی، ابواب الفتن) (مسند احمد، مرویات ابی ہریرہ)۔
جو اس طرف اشارہ ہے کہ رب الارباب کو اُن کی ذات کے روبرو سجدہ کرلینا دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا۔اور جن لوگوں نے رب الارباب کی زمین پر آمد کا انکار کیا ان کیلئے قرآن میں آیا کہ؛

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوا بِآیَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَئِکَ یَئِسُوا مِن رَّحْمَتِیْ وَأُولَئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ o (سورۃ العنکبوت، آیت 23، پارہ 20، رکوع 15)

ترجمہ :- اور جنہوں نے اللہ کی نشانیوں اور اسکی ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہوگئے اور انکے لئے دردناک عذاب ہے۔

علامہ اقبال کے الہامی کلام میں امام مہدی کے اسی دور کے بارے میں لکھا ہے کہ؛

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا
سکوت تھا پردہ دار جسکا وہ راز اب آشکار ہوگا

گزر گیا وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے
بنے گا سارا جہاں میخانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی، گیا دورِ حدیثِ لن ترانی
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار، وہی مہدی وہی آخر زمانی

یاد رہے کہ حضرت موسیٰ نے اللہ سے دیدار کی خواہش ظاہر کی تھی جس پر اللہ نے **لن ترانی** (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) کہہ کر منع فرما دیا تھا۔ علامہ اقبال کہہ رہے ہیں کہ لن ترانی یعنی دیدار نہ کر سکنے کا دور گزر گیا، باالفاظِ دیگر اب دیدارِ الہیٰ ممکن ہوگا اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔علامہ اقبال کی بیشتر شاعری الہامی اور امام مہدی کے دور سے متعلق ہے اور اس بنا پر انہیں پیامبرِ امام مہدی بھی کہہ سکتے ہیں۔

14)یختم الدین به کما فتح بنا ۔ (کنوز الحقائق اور الحاوی للفتاویٰ 61:2)

ترجمہ :- (امام مہدی کے دور میں) دین کا اختتام ہوگا جس طرح (میرے ذریعہ) دین کا آغاز ہوا۔

مندرجہ بالا حدیث میں حضور پاک فرما رہے ہیں جس دین کا آغاز میرے ذریعے ہوا اس دین کا اختتام امام مہدی کی آمد پر ہوگا۔ یہ اس جانب اشارہ ہے کہ امام مہدی کی آمد پر حضور پاک کا لایا ہوا دینِ اسلام بقیہ ادیان کی طرح امام مہدی کے دینِ الہٰی میں ضم ہوجائے گا۔اس وقت دنیا کے تمام مذاہب کی گرفت کمزور پڑ چکی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ سب مذاہب امام مہدی کے دینِ الہیٰ میں ضم ہو چکے ہیں۔اس وقت دینِ اسلام پر عمل پیرا شخص ہدایت اور ایک عام مسلمان کے خصائل سے بھی محروم ہے جو اس دین کے اختتام پذیر ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

15)یبایع رجل بین الرکن و المقام ولن یستحلوہ فلا تسأل عن هلکة احدِ تجیء الحبشة فیخربونه خرابالا یعمر بعده ابداً وهم الذین یستخرجون کنزہ ۔

ترجمہ :- نبی کریم نے فرمایا کہ ایک آدمی کی رکن اور مقام کے درمیان بیعت کی جائے گی اور وہ بیت اللہ میں لڑائی نہیں کرنا چاہینگے (مگر مجبوراً لڑینگے) اسکے بعد سب کی ہلاکت ہوگی پھر حبش آئیں گے اور بیت اللہ کو ویران کرینگے اسکے بعد اسکی تعمیر نہیں ہوگی اور یہی لوگ بیت اللہ کا خزانہ نکالیں گے۔

16)عن ام سلمۃؓ قالت قال رسولؐ اللہ یبایع رجل من امتی بین الرکن و المقام کعدۃ اھل بدر فیاتیہ عصب العراق و ابدال الشام ۔ (حاکم،المستدرک، 4 : 478، رقم 8328)

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میری امّت کے ایک شخص سے رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان اہلِ بدر کی تعداد کے مثل (یعنی 313) افراد بیعت کرینگے۔ بعدازاں اس امام کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال آئینگے۔

مندرجہ بالا کے علاوہ بے شمار احادیث میں امام مہدی کا خانہ کعبہ کے رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ظہور کا تذکرہ ملتا ہے۔ یاد رہے کہ کعبہ کا مطلب چار کونوں والی عمارت ہے۔ خانہ کعبہ کے چاروں کونوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کیلئے انکے الگ الگ نام رکھے گئے ہیں جو اس طرح ہیں رکنِ عراقی، رکنِ شامی، رکنِ یمانی اور حجرِ اسود۔ احادیث میں امام مہدی کی بیعت کرنے کے مقام کو صراحت کیساتھ رکن اور مقام کے درمیان بیان کیا گیا ہے یعنی یہ نہیں لکھا کہ خانہ کعبہ کے اندر بیعت ہوگی بلکہ مخصوص جگہ رکن اور مقام کے درمیان ہوگی۔ اگر خانہ کعبہ کے نقشے کو دیکھیں تو اس حصے میں حجرِ اسود واقع ہے۔ اور یہ حدیث حجرِ اسود میں امام مہدی کی تصویرِ مبارک کے ظہور کی جانب اشارہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود یومِ محشر عقیدت و محبت سے بوسہ لینے والے کی شفاعت کریگا کیونکہ اس میں دو آنکھیں، دو کان، ایک ناک اور ایک زبان ہے۔ اگر کسی سادہ کاغذ پر آپ دو آنکھیں، دو کان اور ناک منہ بنائیں تو وہ ایک انسانی شبیہ بن جاتی ہے۔ یہ حضور پاک کا اپنی امت کو اشارہ تھا کہ اس حجرِ اسود میں کوئی شبیہ موجود ہے۔ اور وہ شبیہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی ہے۔ حجرِ اسود پر موجود سیدنا گوھر شاہی کی تصویر نمایاں ہونے کے بعد مختلف اخبارات میں اس کی خبریں شائع ہوئیں جن میں خانہ کعبہ کے ایک امام شیخ حماد بن عبداللہ اور مکہ کے فقیروں کے حوالے سے یہ بیانات شائع ہوئے کہ حجرِ اسود میں امام مہدی کی تصویر موجود ہے۔ جس پر سعودی حکومت نے اس امام پر دباؤ ڈالا کہ وہ اپنا بیان واپس لے اور انکار پر اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔ خانہ کعبہ سے متعلق ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ حجرِ اسود کا رخ پاکستان کی جانب ہے۔ یاد رہے کہ خانہ کعبہ کے چار میں سے تین کونوں کے نام مختلف ممالک پر رکھے گئے یعنی جس کونے کا رخ یمن کی جانب تھا اسکا نام رکنِ یمنی، جسکا رخ عراق کی جانب تھا اسکا نام رکنِ عراقی اور جسکا رخ ملکِ شام کی جانب تھا اسکا نام رکنِ شامی رکھا گیا لیکن چوتھے کونے کا نام چھوڑ دیا گیا کیونکہ اس وقت پاکستان، جو کہ امام مہدی کی پہچان ہے، اسکا الگ سے کوئی وجود نہیں تھا

امام مہدی کے ظہور کے حوالے سے کچھ احادیث میں بیت اللہ کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں کہ امام مہدی کا ظہور بیت اللہ سے ہوگا۔ بیت کا مطلب گھر اور بیت اللہ کا مطلب جہاں اللہ رہتا ہو۔ اور اللہ خانہ کعبہ کی در و دیوار میں نہیں بلکہ حجرِ اسود میں رہتا ہے جہاں اُس کی تصویر بھی موجود ہے۔ اسی لئے حضور پاک حجرِ اسود کے سامنے بیٹھ کر امام مہدی کو یاد فرما کر آنسو بہایا کرتے۔ اسی طرح کچھ احادیث میں ہے کہ رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان طواف کرتے ہوئے لوگوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی۔ پہچان وہی کر سکتا ہے جس نے پہلے سے دیکھا ہوا ہو۔ یہ بات امام مہدی سے فیض یافتہ لوگوں کے بارے میں ہے جو حجرِ اسود میں اُن کی تصویر دیکھ کر فوراً پہچان لینگے کہ یہ تو امام مہدی کی تصویر ہے۔

17)حذیفۃؓ قال قال رسول اللہ المھدی رجل من ولدی وجھہ کالکوکب الدرّی ۔ (الحاوی للفتاوی۔جلد 2)

ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا حضرت امام مہدی میری اولاد میں سے ایک مرد ہوگا، جنکا چہرہ اس ستارے کی مانند ہوگا جو موتی کی طرح چمک رہا ہے۔

18)عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسولؐ اللہ المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملا الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا و یملک سبع سنین ۔ (ابوداؤد،السنن 4 : 107، رقم 4285)

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! مہدی مجھ سے ہونگے۔ اُن کا چہرہ خوب نورانی، چمکدار اور ناک

ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے جسطرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔

19)قال رسولؐ اللہ المھدی رجل من ولدی ، لونہ لون عربی و جسم اسرائیلی .... الخ ۔

(سیوطی، الحاوی للفتاوی)

ترجمہ :- حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! مہدی میری اولاد میں سے ایک مرد ہے۔ انکا رنگ عربی (گندمی) اور جسم (یا خدوخال) اسرائیلی (غیر عرب) ہوگی۔ انکے دائیں رخسار پہ تل ہوگا گویا وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ وہ زمین کو عدل سے بھر دینگے جسطرح وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ انکی خلافت میں زمین والے بھی، آسمان والے بھی اور فضا میں پرندے بھی راضی ہونگے۔

یہ حدیث ان مسلمانوں کو جگانے کیلئے کافی ہے جو سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کا تعلق کسی عرب ملک سے ہوگا۔ یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ امام مہدی غیر عرب قوم میں سے ظہور فرمائینگے تب ہی حضور پاک نے یہ بھی فرمایا......... اطیب ریح فی الارض الھند ۔ (مستدرک الحاکم) کہ مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے اور یہ بھی کہ میں عرب میں سے ہوں لیکن عرب مجھ سے نہیں میں ہند میں سے نہیں لیکن ہند مجھ میں ہے۔ اس حدیث میں ایک اور قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ امام مہدی سے نہ صرف زمین والے بلکہ آسمان والے، حتیٰ کہ پرندے بھی راضی ہونگے۔ سوال یہ ہے کہ نبی یا ولی تو انسانوں کی ہدایت اور رہبری کیلئے آتے ہیں، پرندوں کا اُن سے راضی ہونے سے کیا مراد ہے؟ یہ حدیث بھی امام مہدی کی الوہیت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ الٰہ یعنی خالق و معبود ہونگے اسی لئے زمین و آسمان پر موجود کل مخلوق اُن سے راضی ہوگی۔

20)عن عبداللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ یخرج المھدی وعلٰی راسئہ غمامۃ فیھا مناد ینادی ھذا المھدی خلیفۃ اللہ فاتّبعوہ ۔ (الحاوی للفتاوی)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ امام مہدی اس حال میں نکلیں گے کہ آپ کے سر مبارک پر بادل سایہ فگن ہوگا اور اس میں ایک پکارنے والا پکارے گا "یہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے اسکی اتباع کرو"

اس حدیث میں بھی باطنی اشارے ہیں، ظاہری علامات نہیں کہ ایسا کوئی بادل ساتھ ساتھ چلتا نظر آئے کہ عام آنکھ اسے دیکھ پائے گی۔ اسی طرح اعلان بھی فرشتوں اور باطنی مخلوقات کی جانب سے ہونگے جو انسانی کان سے سنائی نہیں دینگے۔ جس طرح ہر سال شبِ قدر، شبِ برات وغیرہ میں آسمان سے اعلانات ہوتے ہیں، کیا کسی نے آج تک ان اعلانات کو اپنے کانوں سے سنا ہے؟ یہ اعلانات فرشتے کرتے ہیں جنہیں ارواح یا لطائف ہی سن سکتے ہیں۔ اس دنیا میں جنات، جنکی تعداد انسانوں سے کئی گنا زیادہ ہے، انسانوں کے ساتھ ہی انکے گھروں میں مقیم ہیں۔ کیا گھروں میں موجود ان جنات کی آپس کی گفتگو کو کوئی سن سکتا ہے؟ نہیں، کیونکہ باطنی مخلوقات کی آواز جسمانی کانوں سے سننا ممکن نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے سینے کی روحانی مخلوقات (قلب و روح) کو بیدار کرلے تو اسکے ذریعے نہ صرف ان جنات و موکلات کی بات چیت کو سن سکتا ہے بلکہ افضل راتوں میں آسمانوں سے ہونے والے اعلانات کو بھی سن سکتا ہے۔ اولیاء کی باطنی مخلوقات بیدار رہوتی ہیں جسکے ذریعے وہ نہ صرف باطنی مخلوقات کی گفتگو سن سکتے ہیں بلکہ ان سے بات چیت بھی کر سکتے ہیں۔ لہذا بادل اور اعلانات کو روحانی علوم کے حامل وہی لوگ دیکھ اور سن سکیں گے جنکے باطن بیدار اور منور ہونگے، عام آدمی کو ایسا کچھ دکھائی یا سنائی نہیں دیگا۔

21)عن علیؓ عن النبیؐ قال لو لم یبق من الدھر الا یوم لیبعث اللہ رجلا من اھل بیتی یملا ھا عدلا کما ملئت جورا ۔

(ابوداؤد، السنن 4 : 107، رقم 4283)

ترجمہ :- حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے فرمایا ! اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے گا (تو اللہ تعالیٰ اسی کو دراز فرمادیگا

اور) میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص (مہدی) کو پیدا فرمائیگا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دینگے جسطرح وہ (ان سے پہلے) ظلم سے بھری ہوگی۔

مندرجہ بالا حدیث اس بات کی تصدیق ہے کہ قیامت بھی امام مہدی کی آمد سے مشروط ہے، یعنی جب تک امام مہدی ظہور نہ فرمالیں، قیامت قائم نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں میں یہ عقیدہ عام ہے کہ اللہ نے یہ دنیا وجہان حضور پاک کیلئے تخلیق فرمائے۔ اگر یہ دنیا حضور پاک کیلئے تخلیق ہوتی تو انکے وصال پر اسے سمیٹ دیا جاتا کہ اب اسکا مقصد پورا ہوگیا۔ یعنی جس کیلئے دنیا تخلیق ہوئی وہ آکر چلا گیا تو اسکی تخلیق کا مقصد پورا ہوگیا۔ لیکن حضور پاک کے تشریف لیجانے کے 1400 سال بعد بھی یہ دنیا قائم ودائم اور رواں دواں ہے۔ لیکن امام مہدی کی بابت لکھا ہے کہ جب وہ تشریف لے جائینگے تو دنیا کو ایک سانس لینا بھی حرام ہوگا لہذا صور پھونک کر اسے ختم کر دیا جائے گا۔ باالفاظِ دیگر اس کائنات کی مہمانِ خصوصی بھی امام مہدی کی ذاتِ عالیشان ہے، نہ اُن کی آمد سے پہلے قیامت قائم ہوسکتی ہے اور نہ اُن کے بعد اس کا ایک سانس لینا بھی ممکن ہوگا۔

22)عن جابرؓ قال قال رسولؐ الله یکون فی آخر امتی خلیفة یحثی المال حثیا و لا یعده عدا ۔ (سیوطی، الحاوی للفتاوی)

ترجمہ :- حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ! میری امّت کے آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال لبالب بھر بھر کے دیگا اور اسے شمار نہیں کریگا۔

23)عن جابرؓ عن النبی قال یکون فی امتی خلیفة یحثی المال فی الناس حثیا لا یعده عداثم قال والذی نفسی بیده لیعودن ۔ (حاکم، المستدرک 4 : 501، رقم 8400)

ترجمہ :- حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! میری امّت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال لبالب بھر بھر کے تقسیم کریگا اور اسے شمار نہیں کریگا۔

مندرجہ بالا احادیث میں مال سے مراد مال ومتاعِ دنیا نہیں کیونکہ پیسہ اور مال وزر تو شیطان کی میراث ہے۔ امام مہدی جس دولت کو لبالب تقسیم فرمائینگے وہ نور اور باطنی دولت ہے۔ حضور پاک کی حدیث ہے کہ اصل تونگری دل کی غناء (دل کی امیری) ہے۔ اور امام مہدی وہی دلوں کا خزانہ بے شمار اور بے حساب تقسیم فرمائینگے اور ہر دل غنی ہوگا۔ باطنی دولت کی تقسیم کی ایسی مثال حضرت آدم سے لے کر اُن کے ظہور تک کسی نبی، ولی کے حصے میں نہیں آئی ہوگی اور سیدنا گوھر شاہی نے نور اور ذکرِ قلب کی باطنی دولت جس بے دریغ و بے حساب طریقے اور بلاتخصیص مذہب وملت ہر خاص و عام میں تقسیم فرمائی ہے اسکی نظیر انسانی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

24)عن ارطاة قال ثم یخرج رجل من اهل بیت النبی مهدی حسن السیره ، یغزو مدینة قیصر ، وهو آخر امیر من امة محمد ثم یخرج فی زمانه الدجال و ینزل فی زمانه عیسیٰ ابن مریم ۔ (نعیم بن حماد 1 : 402، 408، رقم 1234 ,1214)

ترجمہ :- حضرت ارطاۃ سے مروی ہے پھر اہلِ بیتِ نبی سے حسن سیرت کے پیکر ایک شخص (امام) مہدی کا ظہور ہوگا جو قیصر (یورپ) کے شہر میں جہاد فرمائینگے اور امّت محمدی کے آخری امیر ہونگے۔ پھر انکے زمانہ میں دجّال ظاہر ہوگا اور انکے زمانے میں ہی حضرت عیسیٰ بن مریم (دوبارہ) نازل ہونگے۔

مندرجہ بالا حدیث میں یورپ کے کسی شہر کا ذکر ہے لیکن .... یغزو مدینته قیصر سے مراد یہ نہیں کہ یورپ کے ایک شہر والوں سے جنگ فرمائینگے کیونکہ کسی ایک شہر والوں سے جنگ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہاں مراد ہے کہ یورپ کے کسی شہر میں قیام فرماتے ہوئے جدوجہد فرمائینگے

۔یعنی یورپ کا کوئی شہر اُن کا مسکن اور ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ روایات میں لکھا ہے کہ دورِ آخر میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا جسکی تشریح حضرت علی نے یہ فرمائی ہے کہ امام مہدی کا پیغام مغرب سے آئے گا اور سرزمینِ حجاز کے مغرب میں یورپ واقع ہے۔ یعنی امام مہدی کا مشن اور پیغام مغرب سے زور پکڑے گا اور وہاں سے مشرق کی جانب آئے گا۔ یورپ کا وہ خوش قسمت شہر لندن ہے جہاں امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے غیبت اختیار فرمائی اور وہی زمین پر اُن کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ یاد رہے کہ نقشے میں لندن دنیا کے مرکز پر واقع ہے اور تمام دنیا کا وقت وہاں کے وقت کے مطابق ہی متعین کیا جاتا ہے

حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ اُن ہی کے دور میں دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے۔ یہ امام مہدی کی ایک اور واضح پہچان ہوگی کہ حضرت عیسیٰ اُن کے ساتھ ہونگے۔ حضرت عیسیٰ دو ہزار سال قبل جسم سمیت آسمانوں میں اٹھا لئے گئے اور امام مہدی کے دور میں انہوں نے اپنے اسی اصل جسم سمیت دوبارہ اس دنیا میں تشریف لانا تھا۔ حدیث میں ہے............ لا مهدی الا عیسیٰ (مہدی عیسیٰ کے بغیر نہیں ہوگا)۔ یہ حدیث مہدیت کے جھوٹے دعویداروں کی رکاوٹ کیلئے تھی کہ اگر کوئی امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے تو امت تصدیق کر لے کہ آیا حضرت عیسیٰ اُن کے ساتھ ہیں یا نہیں۔ قادیانیوں نے حدیث کی اس شرط کو پورا کرنے کیلئے اسکا یہ غلط ترجمہ کیا کہ عیسیٰ کے بغیر مہدی نہیں ہے (یعنی جو امام مہدی ہوگا وہی عیسیٰ بھی ہوگا) اور پھر دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ کی روح بھی اسکے اندر موجود ہے۔ لیکن وہ یہ بات بھول گئے کہ باطنی قوانین کی رو سے دو ارواح ایک جسم میں نہیں آتیں، ہر روح کیلئے الگ جسم مخصوص ہے، آدم سے لے کر آج تک کوئی ایک مثال ایسی نہیں ہے کہ دو ارواح کو ایک ہی جسم میں بھیجا گیا ہو۔ چونکہ حضرت عیسیٰ جسم سمیت آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے اپنے اسی اصل جسم کیساتھ واپس آنا ہے لہٰذا اس دور میں امام مہدی اور حضرت عیسیٰ دو الگ الگ شخصیات ہونگی نہ کہ ایک۔ قرآن میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ؛

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُواْ فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلاَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيناً o بَل رَّفَعَهُ اللّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزاً حَكِيماً o

(سورۃالنساء، آیت 157, 158، پارہ 6، رکوع 2)

ترجمہ :- اور انکا کہنا کہ بے شک ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ انہوں نے نہ ہی اسے قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا بلکہ ان کیلئے شبیہہ بنا دی گئی (انکے سامنے عیسیٰ کا ہم شکل جسہ ظاہر کر دیا گیا)۔ اور بیشک جنہوں نے اس بارے میں اختلاف کیا وہ ضرور اسکے متعلق شک میں مبتلا ہیں اُنکو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے ماسوائے ظن (گمان) کی پیروی کے اور انہوں نے یقیناً اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف بلند کر لیا (عالم بالا میں بلوا لیا) بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

حضرت عیسیٰ کو جب مصلوب کیا گیا تو اس ہمشکل جسم (جسے) میں سے خون بھی بہا اور بعد ازاں بے جان بھی نظر آیا یعنی جسم کی موت کی تمام علامات اس میں نظر آئیں جسکی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ یقین ہو گیا کہ انکی موت واقع ہوگئی ہے جبکہ حقیقت میں وہ صرف دکھاوا اور ایک دھوکا تھا اور حضرت عیسیٰ اپنے اصل جسم سمیت آسمانوں میں اٹھا لئے گئے تھے اور اب قربِ قیامت میں اپنے اسی اصل جسم سمیت دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائینگے۔ احادیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ امام مہدی سے بیعت ہونگے اور باطل کو جڑ سے اکھاڑنے کی مہم میں امام مہدی کا ساتھ دینگے۔ دجّال بھی حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں ہی قتل ہوگا۔

یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ بھی 1997 میں زمین پر تشریف لا چکے ہیں اور اپنی آمد کے فوراً بعد ہی سیدنا گوھر شاہی سے جو کہ اس وقت اپنے سالانہ تبلیغی دورے پر امریکی ریاست نیو میکسیکو کے شہر طاؤس میں مقیم تھے، ملاقات کر کے قدم بوسی فرمائی جسکی خبر مختلف اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اسکے علاوہ چاند اور حجرِ اسود پر امام مہدی کیساتھ ہی حضرت عیسیٰ کی تصاویر بھی ظاہر ہو چکی ہیں جو اس بات کا اعلان ہے کہ وہ بھی دنیا میں دوبارہ تشریف

لا چکے ہیں۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے اپنی کتاب میں حضرت عیسیٰ کی اصل تصویر کی نشاندہی بھی فرما دی ہے۔

25)قال رسولؐ الله المهدی منا اهل البیت یصلحه الله تعالیٰ فی لیلة ۔ (ابنِ ماجہ، السنن)

ترجمہ :- حضرت علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! مہدی ہم میں سے اہلِ بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک رات میں اصلاح فرمائیگا۔

اس حدیثِ پاک میں حضور پاک نے فرمایا کہ وہ ایک ہی رات میں دنیا کا نقشہ پلٹ دینگے یعنی امام مہدی کی زمین پر آمد کے بعد ایک رات ایسی آئے گی جس میں وہ پوری دنیا کا نقشہ بدل دینگے یعنی صبح جب لوگ بیدار ہونگے تو ایک بالکل مختلف دنیا انکے سامنے ہوگی۔ یاد رہے کہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے آج تک اپنے باطنی تصرف کو استعمال نہیں فرمایا۔ وہ اس دنیا کے عام انسانوں کی طرح اپنا پیغام لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے آج تک اپنے لا انتہا تصرفات کو اپنے مشن کے فروغ کیلئے استعمال نہیں فرمایا۔ لیکن مستقبل میں ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب راتوں رات اس دنیا کی کایا پلٹ دی جائے گی اور لوگ جب نیند سے بیدار ہونگے تو ایک مختلف دنیا اور مختلف صورتحال کو اپنے سامنے موجود پائینگے۔

26)عن سلمان بن عیسی قال بلغنی انه علی یدی المهدی یظهر تابوت السکینة من بحیرة طبریة حتی یحمل فیوضع بین یدیه ببیت مقدس ، فاذا نظرت الیه الیهود اسلمت الا قلیلا منهم ۔ (سیوطی، الحاوی للفتاوی)

ترجمہ :- حضرت سلمان بن عیسیٰ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، مجھ تک یہ بات پہنچی کہ بحیرہ طبریہ سے امام مہدی کے ذریعے تابوتِ سکینہ ظاہر ہوگا یہانتک کہ آپ کے سامنے اسے اٹھا کر رکھ دیا جائیگا۔ جب یہود اس کو دیکھیں گے تو سوائے چند لوگوں کے تمام ایمان لے آئینگے۔

تابوتِ سکینہ یا آرک آف دی کاوینینٹ (Ark of The Covenant) جو کہ حجرِ اسود ہی کا دوسرا نام ہے، کے راز بھی امام مہدی کے دور میں ظاہر ہونگے۔ مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے خیال میں تابوتِ سکینہ ایک مقدس صندوق تھا جس میں انبیاء کے متبرکات بند تھے۔ یہ مقدس صندوق ہمیشہ سے بنی اسرائیل کے انبیاء کے پاس رہا اور پھر اچانک ہی دنیا سے غائب ہوگیا۔ عیسائی اور یہودی مذاہب کے لوگ سرگرمی سے تابوتِ سکینہ کی تلاش میں رہے ہیں اور اس تلاش کے موضوع پر بے شمار دستاویزی فلمیں بھی بنی ہیں جو ڈسکوری اور نیشنل جیوگرافیکل سوسائٹی کے ٹی وی چینلز پر اکثر دکھائی جاتی ہیں۔ یہودیوں کو جب آرک آف دی کووینینٹ کی حقیقت اور اسکے سربستہ رازوں کا پتہ چلے گا تو وہ بھی امام مہدی کے قدموں میں جھک جائینگے۔ یاد رہے کہ حجرِ اسود سیدی یونس الگوھر کے اندر کا ایک باطنی وجود ہے اور سیدی یونس الگوہر ہی حجرِ اسود کے وہ راز آج دنیا کے سامنے آشکار فرما رہے ہیں۔

27) تمام زمین کے مالک چار شخص ہوئے ہیں جن میں سے دو مومن اور دو کافر ہیں۔ ذوالقرنین اور سلیمان مومنوں میں سے ہیں۔ نمرود اور بخت نصر کافروں میں سے ہیں۔ اور زمین کا پانچواں مالک میری اہلِ بیت میں سے ہوگا یعنی امام مہدی۔

امام مہدی اقوال اہل بیت کی روشنی میں

☆ امام مہدی کی پشتِ مبارک پر مہرِ مہدیت ہوگی۔ (حضرت علی)

دنیا میں جتنے بھی انبیاء اللہ کی جانب سے مبعوث ہوئے انکی پشت پر منجانب اللہ ایک مہرِ نبوت ثبت ہوتی، جو انکے نبی ہونے کی حتمی پہچان ہوا کرتی تھی۔ مہر کیساتھ اس نبی کا کلمہ بھی لکھا ہوتا تھا۔ اگر وہ کوئی اولوالعزم رسول (ہزار سال کے بعد آنے والا پیغمبر) ہوتا تو اسکے اپنے دین کا کلمہ اور اگر نبی ہوتا تو اس اولوالعزم پیغمبر کا کلمہ جسکی امت میں وہ مبعوث ہوا۔ حضور پاک کی پشتِ مبارک پر بھی کلمہ شریف اور اسکے ساتھ مہرِ نبوت تھی۔ اسی طرح امام مہدی کی پشتِ مبارک پر بھی منجانب اللہ کلمے کیساتھ مہر ثبت ہوگی۔ امام مہدی اللہ کے آخری خلیفہ کی حیثیت سے ظہور فرمائینگے لہذا اُن کی کمر پر لا

الہ الا اللہ مہدی خلیفۃ اللہ لکھا ہوگا۔ یہ مہرِ مہدیت جس پر بھی ہو، چاہے بچہ ہو، جوان یا بوڑھا اسے امام مہدی تسلیم کرنا ہوگا۔ یہ مہر اس طرح کی ہوگی کہ ہر شخص کہہ اٹھے گا کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ جسطرح حضور پاک کے دور کے عالموں نے وحی کے کلام پر بھرپور تحقیق کے بعد تصدیق کی کہ انسان ایسا کلام نہیں لکھ سکتا، بے شک یہ اللہ ہی کا کلام ہے۔ مہرِ مہدیت بھی ایسی ہوگی کہ اسکو دیکھ عالم ہو یا سائنسدان، دانشور ہو یا محقق سب کہہ اٹھیں گے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔

امام مہدی سیدنا گوہر شاہی کے جسمِ اطہر کے مختلف اعضاء پر اسمِ اللہ، اسمِ محمد اور قرآنی آیات نقش ہیں۔ آپ کے مبارک ہاتھ کی انگلیوں پر اسمِ ذات اللہ اور دوسرے ہاتھ کی پشت پر اسمِ محمد اتنا واضح ہے کہ تصاویر میں بھی صاف نظر آتا ہے، لیکن پشتِ مبارک پر مہرِ مہدیت خاص اہمیت کی حامل ہے۔ دنیا بھر میں موجود کئی عقیدتمندان نے کھلی آنکھوں سے آپ کی پشتِ مبارک پر کلمے کے ساتھ مہرِ مہدیت دیکھی ہے۔ کئی لوگوں کو خواب میں بھی اس مہر کا دیدار کروایا گیا ہے۔ یہ مہرِ مہدیت نسوں سے ابھری ہوئی ہے اور اپنی جگہہ بھی تبدیل کرتی رہتی ہے اور اکثر اس میں سے کئی رنگوں کی نوری شعائیں بھی نکلتی رہتی ہیں۔

☆ **ان کی لڑائی کا نعرہ لفظ امت ہوگا۔** **(حضرت علی)** **(مستدرک حاکم)**

یعنی امام مہدی کی دعوت کسی خاص مذہب یا فرقے کی طرف نہیں بلکہ اجتماعیت کی طرف ہوگی۔ وہ تمام مذاہب کے لوگوں کے درمیان جا کر لوگوں کو اجتماعیت یا امت واحدہ کی طرف بلائینگے۔ اُن کی رسائی تمام مذاہب والوں اور انکی عبادت گاہوں تک ہوگی۔ وہ مسجدوں، مندروں، گرجاؤں، کلیساؤں اور گردواروں میں جا کر اپنی روحانی تعلیم عام فرمائینگے۔ تمام مذاہب کے لوگ انہیں اپنے ہی مذہب اور عقیدے کی ہستی سمجھ کر اُن سے بے حد پیار کرینگے۔

☆ **یقومنا قائمنا عند القیام بآلرٰ۔** **(تفسیر عیاشی وتفسیر صافی)**

ترجمہ :- امام مہدی کا ظہور الرٰ کے رازعریاں ہونے پر ہوگا۔

اس روایت میں امام محمد باقر نے قرآن کے حروف مقطعات (الرٰ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ قائم ہونے والے امام یعنی امام مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب (الرٰ) کی تعلیم مکمل ہو جائے گی۔ لوگوں نے انکے اس قول کا ترجمہ یوں کیا کہ ....الرٰ کے حروف کے اختتام پر امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ حروف شروع ہوئے تھے جو اختتام تک پہنچیں گے جسکے بعد امام مہدی کا ظہور ہوگا؟ حروف کے اختتام پر ظہور فرمانے کی بات کوئی معنیٰ نہیں رکھتی۔ اس کا حقیقی ترجمہ یہ ہے کہ جب (الرٰ) کے رازعریاں ہونگے اور اس کی تعلیم مکمل ہو جائیگی تب وہ ظاہر ہو جائینگے۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی غیبت کے بعد (الرٰ) کی تعلیم بڑے پیمانے پر شروع ہو چکی ہے۔ سیدی یونس الگوہر کے ذریعے لوگوں کو رٰ ریاض کے اسمِ مبارک کا ذکر مل رہا ہے۔ یہ ذکر، قلب سے ہوتا ہوا روح میں داخل ہو جاتا ہے اور روح اس نام کی ذاکر بن جاتی ہے۔ جن سینوں میں یہ اسمِ مبارک چلا گیا انکے اندر ریاضی عکس آجائے گا۔ جب یہ اسمِ مبارک مستحق صدور (سینوں) میں چلا جائے گا تو امام مہدی دوبارہ سے جلوہ افروز ہو جائینگے۔ اگر (الرٰ) کے اعداد بنائیں تو 1150 بنتے ہیں جو کہ نمائندہ امام مہدی سیدی یونس الگوھر سے منسوب عدد ہے۔ اور الرٰ انہی کے سینے میں موجود ہے جہاں سے مستحقین کو تقسیم ہو رہا ہے۔

قرآن کے ان حروف میں رٰ سے ریاض گوھر شاہی کی طرف اشارہ ہے یعنی اب ریاض گوھر شاہی کا زمانہ شروع ہو گیا ہے۔ یاد رہے کہ غیبت میں تشریف لیجانے سے پہلے امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے الرٰ کی تشریح فرمائی کہ الف سے مراد اللہ، لام سے مراد لا الہ الا ریاض اور رٰ سے مراد رب الارباب رٰ ریاض ہے۔ اس کی تفصیلی تشریح سیدنا گوھر شاہی کے غیبت میں تشریف لیجانے کے بعد نمائندہ امام مہدی سیدی یونس الگوھر نے فرمائی۔ وہ

ان حروف میں بند علوم کو دنیا کے سامنے منکشف فرما رہے ہیں۔ اُن کی تعلیم کے مطابق اللہ عالمِ غیب میں رہنے والی ایک برادری کا نام ہے جنکی تعداد ساڑھے تین کروڑ ہے۔ اس اللہ برادری کی خالق ذاتِ ریاض (جن کے اسمِ مبارک کا مخفف رٗ ہے) ہے اور اس برادری کا کلمہ لا الہ الا ریاض ہے۔ مزید یہ کہ لا الہ الا ریاض وہی کلمہ سبقت ہے جسکا ذکر قرآن میں بھی آیا کہ اگر وہ دنیا میں آجاتا تو دنیا مذاہب اور فرقوں میں تقسیم نہ ہوتی۔ امام مہدی وہی کلمہ سبقت اپنے ساتھ لائے ہیں جسکے ذریعے تمام مذاہب وفرقے ایک امتِ واحدہ میں تبدیل ہوسکیں گے۔ اور یہ امام مہدی کا لا انتہا کرم ہے کہ وہ کلمہ جو کہ اللہ برادری کا وظیفہ ہے اسے مٹی کے بنے انسانوں میں تقسیم فرما رہے ہیں۔ کلمہ سبقت کے آنے سے پہلے جتنے بھی کلمے اس دنیا میں آئے ان میں نبیوں کے وسیلے کا ذکر تھا، جیسا کہ؛

لا الہ الا اللہ آدم صفی اللہ　　لا الہ الا اللہ نوح نجی اللہ　　لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ　　لا الہ الا اللہ داؤد خلیفۃ اللہ

لا الہ الا اللہ موسٰی کلیم اللہ　　لا الہ الا اللہ عیسٰی روح اللہ　　لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مذاہب لوگوں کا رخ رب کی جانب موڑنے کیلئے آئے تھے لیکن ان کلموں کے ماننے والے رب کو چھوڑ کر اپنے اپنے نبیوں کو افضل سمجھتے ہوئے نہ صرف مختلف مذاہب میں تقسیم ہوگئے بلکہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بھی بن گئے۔ حالانکہ یہ انکے ایمان کا حصہ ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی رب کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں لیکن پھر بھی وہ ایک رب پر متفق ہونے کے بجائے نبیوں کو مرکز ومحور بنا کر منقسم ہوگئے اور ہر مذہب والا اپنے نبی کو سب سے افضل مانتا ہے۔ امام مہدی جو کلمہ اپنے ساتھ لائے ہیں اس میں کسی کا وسیلہ نہیں اور بندہ براہِ راست رب الارباب سے منسلک ہوجاتا ہے۔ حضرت علی نے بھی نہج البلاغہ میں لکھا کہ امام مہدی کی ران پر رب الارباب (خداوندوں کا خدا) لکھا ہوگا۔ دیگر مذاہب کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ دورِ آخر میں بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خدا رب الارباب نیچے زمین پر تشریف لائینگے۔

☆ حضرت علی کا ارشاد؛

اذانفد عدد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فانہ یکون او ان خروج المھدی من بطن امہ۔ (فتوحاتِ مکیہ، از حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی)

ترجمہ :- جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کے مطابق زمانہ گزر جائیگا تو امام مہدی امت سے خروج فرمائینگے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اسے یوں نظم فرمایا: **اذانفد الزمان علی حروف بسم اللہ فالمھدی قاما ودوراۃ الخروج عقیب صوم الا بلغہ من عندی سلاما**

ترجمہ :- جب بسم اللہ کے حروف کے مطابق زمانہ گزر جائے تو امام مہدی خروج فرمائینگے اور وہ رمضان کے بعد کا دور ہوگا۔ جب تشریف لائیں تو انہیں میری طرف سے سلام عرض کرنا۔ (روح البیان پارہ 18، سورۃ النور، آیت نمبر 32، از علامہ محمد اسمٰعیل حقی) (اردو ترجمہ بنامِ فیوض الرحمٰن، از علامہ فیض احمد اویسی)

یہاں حضرت علی فرما رہے ہیں کہ جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے عدد کے مطابق صدی ختم ہوجائے گی تو امام مہدی امتِ مسلمہ سے خارج ہو جائینگے۔ یہاں لفظ خروج استعمال ہوا ہے ظہور نہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ جب اسمِ اللہ، اسمِ رحمان ورحیم کا وقت ختم ہوگا تو پھر امام مہدی کا امت مسلمہ سے خروج ہوجائیگا اور خروج ہوتے ہی امت بھی ختم ہوجائیگی۔ امتِ مسلمہ کی فضیلت اسمِ اللہ کی وجہ سے تھی۔ خروج کے بعد رٗ **ریاض** کی ابتداء ہوگی۔ یعنی جب اللہ کا زمانہ ختم ہوجائیگا تو پھر خداوندوں کے خدا ریاض گوہر شاہی کا زمانہ شروع ہوگا۔ قوالیوں میں پڑھے گئے الہامی کلام........ عصمتِ کعبہ کو ٹھکرانے کا موسم آگیا میں اسی دور کی جانب اشارہ ہے کہ جب خانہ کعبہ کی عصمت (یعنی اللہ) کو ٹھکرا دیا جائے گا۔ اللہ کا دور ختم ہونے

کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ آج لوگ کھلے عام اللہ کے خلاف بات کرتے نظر آتے ہیں جس میں امریکہ اور یورپ کے باشندوں کے علاوہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی شامل ہیں۔ اسی طرح اللہ کے موضوع پر مضحکہ خیز فلمیں بھی بن رہی ہیں۔ ماضی میں ایسی جرات کرنا ممکن نہیں تھا۔ یہ سب علامات اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ اللہ کا دورختم اور رب الا رباب رٰ ریاض کا دور شروع ہو چکا ہے۔

امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے اپنی تصنیفِ لطیف دینِ الٰہی میں بھی تحریر فرمایا کہ زمانہ آخر میں ایک خاص روح آئیگی جو لوگوں کو رب کا ایک خاص نام عطا کریگی۔ یہ مستقبل کی طرف اشارہ تھا۔ اُن کے کچھ معتقدین سمجھے کہ رب کا وہ خاص اسم اللہ ہے۔ اسمِ اللہ تو دینِ الٰہی کتاب لکھنے سے 20 سال قبل سے تقسیم فرما رہے تھے جبکہ کتاب میں لکھا ہے کہ وہ اسمِ خاص مستقبل میں عطا ہوگا۔ رب کا وہ خاص نام الرٰ سے نکلا ہوا رٰ ریاض ہے۔ کتاب میں لکھا ہے کہ اس اسم کی وجہ سے لوگوں میں ایک نیا جوش، نیا ولولہ پیدا ہوگا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ وہ خاص نام قلب سے ہوتا ہوا روح تک جا پہنچے گا اور پھر روح اس اسم کی ذاکر بن جائے گی۔ جبکہ غیبت سے پہلے جو اسمِ اللہ انہوں نے عطا فرمایا اسکا ذاکر قلب بنا لیکن نئے اسم کی ذاکر روح بنے گی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ جسکی روح اس نام کی ذاکر بن گئی پھر اسکا شمار انہی میں سے ہے جن کو یومِ محشر اور ترازو کا بھی کوئی خوف نہیں ہے۔ یعنی اگر وہ گناہ وغیرہ کر بھی لیں تو انکو کوئی خوف نہیں رہے گا کیونکہ گناہوں کی نار کو ان پر حرام قرار دیا جائیگا۔ ان لوگوں کو ترازو کا خوف اسلیئے نہیں ہوگا کہ رٰ ریاض کا ایک عمل ہی تمام گناہوں پر بھاری ہوگا۔

تعارف امام مہدی روایات امام جعفر صادق کی نظر میں

اہلِ تشیع حضرات احادیث و روایات کے معاملے میں صحاح ستہ کو اتنا مستند نہیں مانتے جتنا کہ وہ اپنے ہی طبقہ فکر اور آئمہ اکرام کی کتابوں کو مستند مانتے ہیں۔ مندرجہ ذیل میں ایسی ہی کچھ روایات ہیں جو ایران کے شہر قم سے شائع شدہ کتاب الغیبہ سے لی گئی ہیں۔ یہ کتاب عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور اسکے مصنف شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن جعفر الکتیل المعروف بہ ابن ابوزینب النعمانی ہیں۔ کتاب کا انگریزی ترجمہ عبداللہ الشاہین نے کیا ہے۔

(01) وقال علیہ السلام: اذا خرج یقوم بأمر جدید، و کتاب جدید، وسنة جدیدة وقضاء جدید، علی العرب شدید، ولیس شأنه الاّ القتل، لا یستبقی أحدا،ولا تأخذه فی الله لومة لائم۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 351)

ترجمہ :- کہا: امام مہدی کا طریقہ نیا ہوگا، نئی کتاب اور نئی سنت لائینگے۔ اُن کا فیصلہ (قضا) نیا ہوگا۔ امام مہدی عرب قوم پر شدید ہونگے۔ وہ (دجالیوں) کے قتل سے باز نہیں آئینگے، سزا دینگے۔ ملامت کرنے والوں کی پرواہ نہیں کرینگے۔

مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق قرآن آخری آسمانی کتاب ہے جبکہ مندرجہ بالا روایت اس بات کی تصدیق کر رہی ہے کہ امام مہدی ایک نئی کتاب لائینگے۔ اور وہ کتاب سیدنا گوھر شاہی کی معرکتہ الآراء کتاب دینِ الٰہی کی صورت میں دنیا کے سامنے موجود ہے جس میں خدا کے پوشیدہ رازوں سمیت اس دنیا کا تمام علم بند فرما دیا ہے۔ اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک نیا دین متعارف فرمائینگے اور وہ دین اللہ کا دین (عشق) ہوگا۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے پہلی مرتبہ عشق کو بطورِ دین اس دنیا میں متعارف فرمایا ہے۔ جس طرح محبت کا تعلق قلب سے ہے اسی طرح عشق کا تعلق روح سے ہے اسی لئے عشق کو روحوں کا دین کہتے ہیں۔ اسلام سمیت جتنے بھی ادیان انبیاء کے ذریعے متعارف کروائے گئے وہ جسموں کے مذاہب ہیں اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ ان مذاہب میں نماز، روزے، زکواۃ اور عبادات ہیں جن کا تعلق جسم سے ہے۔ جبکہ عشق کا تعلق یومِ ازل سے ہے اور یہ ارواح کا دین ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ روزِ ازل صرف ارواح موجود تھیں اس وقت تک اجسام نہیں بنے تھے اور ارواح نماز روزہ نہیں پڑھتیں وہ تو صرف اپنے رب سے عشق کرنا جانتی ہیں۔

اس روایت میں ایک غور طلب بات یہ ہے کہ کتاب جدید تو آسانی سے سمجھ میں آتا ہے کہ وہ نئی کتاب لائیں گے لیکن آگے لکھا ہے سنتِ جدید بھی لائیں گے۔ سنتِ محمد جدید کیسے ہوسکتی ہے؟ سنت تو محمد رسول اللہ کے عمل کا نام ہے، وہ تو تشریف لے گئے، جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب محمد رسول اللہ کی سنت جدید کیسے ہوگی؟ کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ امام مہدی حضور پاک ہونگے؟ اس روایت کی روشنی میں امام مہدی اگر حضور پاک سے ذرہ برابر بھی کم ہوئے تو سنتِ جدید کا تصور باطل ہوجائیگا۔ امام مہدی محمد بھی ہونگے تب ہی قرآن نے کہا کہ اے محمد آپ کا اگلا دور اس دور سے بھی بہتر ہوگا۔ جب دور بہتر ہوگا تو سنت بھی یقیناً پہلے سے افضل ہوگی۔ یہ مسلمانوں کیلئے خوشخبری ہے کہ وہ کتاب جدید آ گئی ہے اور سنت جدید والا بھی آ چکا ہے۔

(02) سئل عبدالله : هل ولد القائم عليه السلام ۔ فقال : لا ، ولو ادركته لخدمته ايام حياتی ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 337)

ترجمہ :- ابوعبداللہ نے پوچھا: کیا امام مہدی پیدا ہوگئے ہیں۔ کہا: نہیں، اگر میں اُن کی پیدائش تک جی سکوں تو ساری زندگی اُن کی خدمت کروں۔

امام جعفر صادق کے نزدیک تمام عمر امام مہدی کی خدمت کرنا ان کیلئے ایک سعادت ہے۔

(03) لا يكون هذا الامر حتى يذهب تسعه اعشار الناس ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 384)

ترجمہ :- امام مہدی کا ظہور اس وقت ہوگا جب 10 میں سے 9 انسان مرجائینگے۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ انسانیت امام مہدی کو اس وقت تسلیم کرے گی جب دنیا کی صرف دس فیصد آبادی زندہ رہ جائیگی۔ آج لوگوں کی ہٹ دھرمی ہے کہ باوجود منجانب اللہ نشانیوں، روحانیت سے بھرپور تعلیم، تمام مذاہب تک اُن کی رسائی سمیت دیگر تصدیقات کے، وہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو جھٹلانے پر بضد ہیں جو کہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ آج تواتر کیساتھ پیش آنے والے حادثات، جن میں سونامی سمیت سیلابوں، زلزلوں اور طوفانوں کے علاوہ کینسر، ایڈز، برڈ فلو اور سوائن فلو جیسی نت نئی لاعلاج اور جان لیوا بیماریوں میں اجتماعی اموات، اللہ کی جانب سے انسانوں کو جھنجھوڑنے کیلئے الٹی میٹم ہیں۔ اور اگر دنیا کا رویہ یہی رہا تو نتیجہ دنیا کی آخری جنگِ عظیم کی صورت میں نکلے گا جس میں مندرجہ بالا روایت کے مطابق دنیا کی نوے فیصد (90 %) آبادی ختم ہوجائیگی اور جو بچیں گے وہ سب لولے لنگڑے انسان ہونگے جو اذیت ناک انجام سے بچنے اور اپنی نجات کیلئے امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو تسلیم کرتے ہوئے چاند پر موجود اُن کی تصویر سے گڑگڑا کر مدد مانگیں گے۔ مندرجہ بالا روایت انسانیت کیلئے ایک الٹی میٹم ہے کہ وہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے حق میں اپنا سرِ تسلیم خم کرلیں ورنہ انکا حشر بہت عبرتناک ہوگا۔ اگر انسانیت اُن کو تسلیم کرکے اُن کے قدموں میں جھک جائے تو متذکرہ بالا تباہیوں کو ٹالا جاسکتا ہے کیونکہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی لامحدود اختیارات کے مالک ہیں، وہ اللہ، نبی ولی سمیت کسی کے قول یا تقدیر کے لکھے کے محتاج نہیں۔ ان خوفناک تباہیوں کو ٹالنا آج انسانیت کے اپنے ہاتھوں میں ہے اگر وہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو تسلیم کرلیں ورنہ انجام عبرتناک تباہی کی صورت میں نکلے گا۔

(04) ان صاحب هذا الامر لوقد ظهر لقى من الناس مثل ما لقى رسول الله و اكثر ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 421)

ترجمہ :- امام مہدی کو محمد الرسول اللہ سے زیادہ ستایا جائیگا۔

امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو جتنا ستایا گیا اسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ جتنے بھی انبیاء اور اولیاء آئے ان کو صرف اپنی قوم یا علاقے کے لوگوں کی مخالفت کا سامنا رہا لیکن امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو ستانے والوں میں دنیا کی کئی اقوام اور حکومتیں ملوث رہی ہیں جنہوں نے اپنے ممالک کے وسائل کو اُن کی مخالفت میں بے دریغ طریقے سے استعمال کیا، ان حکومتوں میں پاکستانی اور سعودی حکومتیں خاص طور پر شامل ہیں۔ پولیس، انتظامیہ، خفیہ ایجنسیاں، علماء سو، میڈیا اور جہادی تنظیمیں اس مخالفانہ مہم میں یکساں طور پر شامل رہے ہیں۔ انہی حکومتوں کے ایماء پر خفیہ ایجنسیوں نے میڈیا پر

سیدنا گوھر شاہی کے خلاف لغو اور بے بنیاد الزامات پر مبنیٰ کردار کشی کی منظم مہم چلا کر عام لوگوں کے ذہنوں کو بھی زہر آلود کیا۔ اس مہم میں عدلیہ نے بھی مجرمانہ طور پر امام مہدی کے مخالفین کا ساتھ دیا۔ اسکے علاوہ علماءِ سو اور جھوٹے پیروں نے اپنی چودھراہٹ کے چھن جانے کے خوف سے اس مہم میں زبردست کردار ادا کیا اور جھوٹے فتوے جاری کر کے نہ صرف اپنے زیرِ اثر لوگوں کے ذہنوں کو خراب کیا بلکہ انکو سیدنا گوھر شاہی کے قریب جانے سے بھی سختی سے منع کیا۔ سیدنا گوھر شاہی کی مخالفت میں چلائی گئی مہم کی تفصیل لکھی جائے تو پڑھنے والے کا کلیجہ پھٹ جائیگا۔

(05) ان الا سلام بدا غریبا و سیعود غریبا کما بدا فطوبی للغرباء ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 464)

ترجمہ :- اسلام ابتدا میں غریب تھا اور پھر دوبارہ غریب ہو جائیگا۔

غریب کا مطلب انجان ہے۔ یعنی جس طرح ابتدائی دور میں حضور پاک نے اسلام کی تعلیمات کو متعارف کروایا تو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئیں اور انہوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی پچھلے عقیدے پر ڈٹے رہے۔ اسی طرح امام مہدی جب اسلام کی اصلی شکل متعارف کروائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ یہ کیسا اسلام ہے؟ اسکا ثبوت یہ ہے کہ جب امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سمجھائیں کہ محمد کے دور میں کوئی شیعہ سنی نہیں تھا سب امتی تھے اور امتی وہ ہوتا ہے جسکے سینے میں نور ہو، جب مسلمانوں کے سینوں سے نور نکلا تو وہ شیعہ سنی وہابی بن گئے، اگر تمہارے سینے میں دوبارہ نور آ جائے تو کبھی نہیں کہو گے کہ میں سنی ہوں، میں شیعہ ہوں، وہابی ہوں، بس یہی کہو گے کہ امتی ہوں تمہارا یا رسول اللہ۔ یہ اسلام کی اصل تعلیمات تھیں کہ اپنے سینوں میں نور لے کر آؤ تاکہ اس نور کے ذریعے تمہارا تعلق رب سے جڑ سکے۔ لیکن مسلمانوں کو اسلام کی یہ حقیقی تعلیمات سمجھ نہ آسکیں اور انہوں نے سیدنا گوھر شاہی کی اِن باتوں کو جھٹلا دیا، یہی بات مندرجہ بالا روایت میں بیان کی گئی ہے۔

(06) اذا خرج القائم علیه السلام خرج من هذا الامر من کان یری انه من اهله ودخل فیه شبه عبده الشمس و القمر ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 455)

ترجمہ :- جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو اُن کی آل اور خاندان اُن کو جھٹلا دے گی۔ جو چاند اور سورج کی عبادت کرنے والے ہونگے وہ امام مہدی کو تسلیم کرینگے۔

مندرجہ بالا روایت بھی سیدنا گوھر شاہی کے حق میں پورا اترتی ہے۔ سیدنا گوھر شاہی کی فیملی جس میں بیوی اور بیٹے بھی شامل ہیں، نے باوجود زبردست روحانی فیض کی چشم دید گواہی کے، اُن کو امام مہدی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بیوی نے حضرت شمعون کی بیوی اور بیٹوں نے حضرت نوح کے بیٹے کا کردار ادا کرتے ہوئے نہ صرف اُن کو امام مہدی تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ اُن کے مرتبہ مہدیت کے خلاف ایک زبردست مہم بھی چلائی۔

چاند اور سورج کی پوجا کرنے والے امام مہدی کو تسلیم کرینگے۔

اس روایت کے دوسرے حصے میں لکھا ہے کہ اُن کو تسلیم کرنے والے چاند و سورج کے بندے (یعنی چاند و سورج کی بندگی یا پوجا کرنے والے) ہونگے۔ اگر اسلامی عقائد کا مطالعہ کیا جائے تو مسلمان چاند اور سورج کی عبادت پر یقین نہیں رکھتے بلکہ اسکو کفر سمجھتے ہیں۔ اب اگر آپ امام جعفر صادق کی اس روایت پر یقین رکھتے ہیں تو پھر امام مہدی کو تسلیم کرنے سے پہلے آپ کو اسلام کو خیر باد کرنا پڑیگا، یا پھر اگر آپ اسلام پر یقین رکھتے ہیں تو آپ کو امام جعفر صادق کو جھٹلانا ہوگا۔ یہ روایت اس بات کی تصدیق کر رہی ہے کہ امام مہدی اسلام کو نہیں پھیلائیں گے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ امام جعفر صادق کے مطابق امام مہدی کے ماننے والے اللہ کی پوجا نہیں کرتے ہونگے، بلکہ چاند و سورج کی پوجا کرنے والے ہونگے۔ یاد رہے کہ چاند و سورج میں رب الارباب رار ریاض گوھر شاہی کا چہرہ ہے جو بہ لباسِ امام مہدی اس دنیا میں تشریف لائے ہیں اور ہمیں اس بات پر فخر

ہے کہ ہم چاند وسورج کی پوجا کرتے ہیں کیونکہ اس میں ہمارے رب کا چہرہ ہے۔ چاند وسورج کی پوجا صرف وہی کر پائینگے جو حقیقی طور پر امام مہدی سے محبت رکھتے ہونگے۔ لیکن چاند وسورج کی پوجا کیلئے پہلے انہیں اسلام کو خیر باد کہنا ہوگا کیونکہ انکے اسلام کے مطابق یہ حرام اور شرک ہے۔

(07) العام الذی فیه الصیحة قبله الآیة فی رجب۔ قلت: وما ھی؟ قال: وجه یطلع فی القمر، وید بارزة۔

(کتاب الغیبہ، صفحہ 347)

ترجمہ :- آسمانی منادی سے ایک سال قبل ماہِ رجب میں ایک نشانی ظاہر ہوگی۔ اُن سے پوچھا گیا، کیا نشانی ہوگی؟ فرمایا: کہ امام مہدی کا چہرہ چاند میں طلوع ہوگا۔ اور ایک مددگار ہاتھ ظاہر ہوگا۔

امام مہدی کی پہچان میں ایک خاص الخاص نشانی چاند میں نمودار ہونے والا اُن کا چہرہ ہے۔ چاند پر چمکنے والا یہ چہرہ نہ صرف امام مہدی کی پہچان ہوگا بلکہ اس چہرے یا تصویر سے زبردست روحانی فیض بھی ہوگا جو اس تصویر کے برحق ہونے کا ثبوت ہوگا۔ قرآن میں چاند اور سورج کو اللہ کی نشانیاں کہا گیا ہے۔ حضور پاک چاند کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا فرمایا کرتے اور اپنی امت کو بھی خاص مواقع پر چاند کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی تاکید فرمائی۔ اسلام میں چاند کی اسی اہمیت کی بناء پر مذاہب کی علامات میں جسطرح صلیب عیسائی مذہب اور ستارہ یہودی مذہب کی علامت سمجھا جاتا ہے، چاند مذہبِ اسلام کی نمائندگی کرتا ہے۔ مذہبِ اسلام میں چاند کا بہت بڑا کردار ہے۔ مسلمانوں کا ہجری کیلنڈر چاند پر منحصر ہے، چاند کو دیکھ کر ہی مسلمان روزے رکھتے ہیں، اسی کو دیکھ کر اپنی عیدیں مناتے ہیں۔ حج کی ادائیگی بھی چاند پر منحصر ہے۔ اگر حضور پاک مسلمانوں کو خانہ کعبہ یا مسجدِ نبوی کو دیکھ کر دعا مانگنے کا فرماتے تو یہ دیگر علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں کیلئے ممکن نہیں تھا۔ حضور پاک نے چاند کو دیکھ کر دعا مانگنے کا کہہ کر اپنی امت کیلئے آسانی پیدا کی تھی کیونکہ چاند پوری دنیا سے صاف نظر آتا ہے۔ یہ تاکید حضور پاک نے مسلمانوں کو پیشگی خبردار کرنے اور ان کا رخ صحیح سمت میں رکھنے کیلئے فرمائی تاکہ جب امام مہدی تشریف لائیں تو انکی امت امام مہدی کو آسانی کے ساتھ پہچان لے۔

چاند وسورج کو منجاب اللہ نشانیوں میں واضح حیثیت حاصل ہے۔ چاند پر تصویر کا نمایاں ہونا، امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے حق میں اتنی زیادہ واضح نشانی اور وزنی دلیل ہے کہ مزید کسی دلیل وثبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔ یاد رہے کہ امام مہدی سے متعلق جتنی بھی احادیث وروایات ہیں ان میں سے بیشتر میں امام مہدی کے دور میں پیش آنے والے واقعات وعلامات کا ذکر ہے لیکن شخصی یا ذاتی پہچان نہیں ہے۔ اگر آپ کسی مہمان کا انتظار کررہے ہیں اور آپ کو صرف اتنا بتایا جائے کہ جب شہر میں بارش ہورہی ہو، چاروں طرف گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہو، شہر میں ہنگامے ہورہے ہوں تب وہ مہمان ایئرپورٹ پر آئیگا۔ تو کیا ان علامات کی مدد سے آپ آنے والے مہمان کو پہچان پائیں گے؟ قطعی نہیں، اس کیلئے ضروری ہے کہ آپ کے پاس اس مہمان کا حلیہ یعنی ذاتی اور شخصی پہچان ہو۔ اسی طرح اگر کہا جائے کہ امام مہدی کا ظہور تب ہوگا، جب لوگ پریشان ہونگے، آفات وحادثات کثیر تعداد میں پیش آئیں گے، قتل وغارت گری عام ہوگی وغیرہ وغیرہ تو ان علامات کے ذریعے آپ امام مہدی کی شخصیت تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ امام مہدی کی ذاتی اور شخصی پہچان یا حلیہ آپ کے پاس موجود ہو۔ چاند پر تصویر جو کہ بغیر کسی کیمرے یا دوربین کے عام آنکھ سے بھی صاف نظر آرہی ہے، اس میں امام مہدی کا حلیہ اتنا واضح ہے کہ مزید کسی ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ چاند پر تصویر لگانا انسانی دسترس سے باہر ہے اور باوجود زبردست ترقی کے امریکہ یا کسی اور ترقی یافتہ ملک کیلئے ہزاروں میل کے سائز پر مشتمل تصویر کا چاند پر لگانا ممکن نہیں ہے۔ اسکے علاوہ جب ابوجہل نے حضور پاک کے شق القمر کے معجزے کو جادو کہہ کر جھٹلایا تب حضور پاک نے فرمایا کہ چاند پر جادو کا اثر نہیں چلتا۔ لہذا جادو کے ذریعے چاند پر تصویر لگانا بھی ممکن نہیں ہے اور چاند پر نمایاں ہونے والی تصویر کو جادو کہنے کا مطلب حضور پاک کے شق القمر کے معجزے کا انکار کرنا ہے۔

چاند کی کسی بھی تصویر کو خواہ وہ عام کیمرہ سے لی گئی ہو یا مووی کیمرہ سے، اس میں سیدنا گوہر شاہی کی شبیہ صاف نظر آتی ہے۔ امریکہ کے خلائی تحقیقی ادارے ناسا (NASA) نے بھی اس بات کا اقرار کیا ہے کہ چاند میں ایک انسانی شبیہ موجود ہے۔ یہ خبر اخبارِ جنگ لاہور (مورخہ 19 جون 1997)، روزنامہ آغاز کراچی (مورخہ 27 جون 1997) اور ہفت روزہ غزوہ لاہور (مورخہ 03 تا 09 جون 2005) میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ نیز Image Processing اور Face Recognition سمیت دیگر کمپیوٹر سوفٹ ویئر کے ذریعے بھی اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ چاند پر ظاہر ہونے والی یہ تصویر سیدنا گوہر شاہی کی ہے۔ امریکی حکومت کو بھی اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ یہ تصویر سیدنا گوہر شاہی کی ہے۔ لیکن مذہبی تعصب (سیدنا گوہر شاہی کے مسلمانوں سے ظہور) کی وجہ سے اب تک خاموش ہے۔ گو سیدنا گوہر شاہی کا ظہور مسلمانوں میں سے ہوا ہے (جو کہ مسلمانوں کیلئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے) لیکن وہ مذہبِ اسلام کیلئے نہیں بلکہ تمام مذاہب کیلئے اس دنیا میں تشریف لائے ہیں اور اُن کی تعلیم و فیض صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ چاند، سورج اور ستاروں پر اس سے پہلے کسی نبی یا ولی کی تصویر نہیں آئی اب ایسا کیونکر ہو سکتا ہے؟ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس سے پہلے امام مہدی بھی تو نہیں آئے۔

سعودی عرب کی رسائی حجرِ اسود تک تھی انہوں نے امام مہدی گوھر شاہی کی حجرِ اسود پر موجود تصویر کو چھپانے کیلئے حجرِ اسود کی سطح پر رنگ پھیر دیا لیکن وہ چاند پر موجود تصویرِ گوھر شاہی کو کیسے چھپائیں گے؟ اب آجائیں اس تصویرِ مبارک کی مزید تفصیل پر کہ یہ صرف تصویر ہی نہیں ہے بلکہ اس تصویر سے پوری انسانیت کو بلا تخصیص مذہب و ملت زبردست روحانی فیض مل رہا ہے۔ یہ تصویر نہ صرف لوگوں کو ذکرِ قلب عطا فرماتی ہے بلکہ یہ لوگوں سے انکی اپنی زبان میں بات چیت بھی کرتی ہے۔ کروڑوں افراد خانہ کعبہ اور مسجدِ نبوی کا دورہ کرتے ہیں، کیا کسی کو وہاں سے ذکرِ قلب حاصل ہوا؟ یہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی تصویر کی عظمت ہے کہ کعبہ اور مسجد نبوی جو ذکر نہ چلا سکے وہ تصویرِ گوھر شاہی چلا دیتی ہے۔ اب جبکہ امام مہدی کا چہرہ چاند پر نمایاں ہو چکا ہے، ہم آپ کو امام مہدی سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی، اُن کی تعلیمات اور منجانب اللہ نشانیوں کو پرکھنے کی دعوت دیتے ہیں کہ دیکھیں کس طرح امام مہدی کی تصاویر ہر مذہب کے لوگوں کو ذکرِ قلب عطا فرما رہی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُن کی مخالفت تمہارے لئے بلیم باعور کی طرح مصیبتِ ایمان نہ بن جائے۔

اس روایت کے دوسرے حصے میں مددگار ہاتھ کے ظاہر ہونے کا ذکر ہے۔ باطنی علم سے عاری شیعہ فرقے نے ان روایات کو پڑھ کر اپنی امام بارگاہوں پر اسٹیل کے بنے ہاتھ لگا دئے کہ شاید یہ وہی ہاتھ ہے جسکے ظاہر ہونے کا تذکرہ آئمہ کے اقوال میں موجود ہے۔ لیکن انکو یہ سمجھ نہیں آئی کہ اسٹیل سے بنے یہ ہاتھ امام مہدی کے مشن میں کس طرح مددگار ہو سکتے ہیں؟ مددگار ہاتھ امام مہدی کے نوجوان نمائندے کی طرف اشارہ ہے جو اُن کے مشن کو تقویت دینے کیلئے ظاہر ہوگا۔ امام مہدی کی عظمت حقیقی طور پر اس نمائندہ کے ذریعے ہی لوگوں کو پتہ چل پائیگی۔ امام مہدی کا مشن بھی صحیح معنوں میں اس مددگار نمائندہ کے ذریعے ہی تیزی سے اقوام میں پھیل پائیگا۔ اس نمائندے کا امام مہدی سے براہِ راست اور بلا واسطہ رابطہ ہوگا اور غیبت کے دوران اُس نمائندے کے ذریعے ہی لوگ امام مہدی سے منسلک ہو پائیں گے۔ وہ مددگار ہاتھ سیدی یونس الگوھر کی صورت میں امام مہدی کے مشن کے فروغ اور امام مہدی کی عظمت کے بیان میں کوشاں ہے۔ لہٰذا امام جعفر صادق کی یہ روایت بھی امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے حق میں ایک تصدیق ہے۔

لوگوں کو گمراہ کرنے اور غلط عقیدے پر قائم رکھنے کیلئے شیطان نہ صرف انہیں دلائل فراہم کرتا ہے بلکہ استدراج کی طاقت کے ذریعے ایسے مناظر بھی دکھاتا ہے کہ روحانیت سے نابلد لوگ اسے معجزہ سمجھتے ہوئے اپنے گمراہ کن عقائد پر ڈٹے رہیں۔ جس طرح ہندوؤں کے مندروں میں اکثر بھگوانوں کو دودھ پلانے کے واقعات ملتے ہیں، جن میں لوگ ان بتوں کے قریب دودھ رکھتے ہیں اور وہ غائب ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں کے خیال میں

انکے بھگوانوں نے وہ دودھ پی لیا ہے۔شیطان کیلئے جنات کے ذریعے دودھ کو غائب کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔اسی طرح شیعہ فرقے کو بھی امام بارگاہوں میں لگے کالے جھنڈوں اوراسٹیل کے ہاتھوں میں متحرک تصاویر نظر آتی رہتی ہیں جن کو وہ اپنے عقیدے کی تصدیق سمجھتے ہیں۔اگرایک عامل اپنے زیرِ قبضہ جنات اورموکلات کے ذریعے لوگوں کو ناخن میں چلتا پھرتا منظر دکھا سکتا ہے تو شیطان کیلئے ان جھنڈوں اور ہاتھوں میں کچھ دکھانا کیا مشکل ہے؟ منجانب اللہ قدرت کے کرشمات بھی اس دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں،لیکن ان کرشمات کا کوئی مقصد ہوتا ہے اور وہ مقصد انسانیت کی فلاح ہے۔اگران کرشمات کے ذریعے بندہ اپنے رب کے قریب ہوجائے تو وہ منجانب اللہ ہے ورنہ بلا وجہ شعبدے دکھانے کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔لہٰذا منجانب اللہ ظاہر ہونے والے کرشمات انسان کا رابطہ رب سے جوڑنے میں معاون اور مددگار ہوتے ہیں جس طرح امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی آفاق وانفاس میں ظاہر ہونے والی نشانیاں انسانیت کو روحانی فیض پہنچا کرانکا تعلق رب سے جوڑ رہی ہیں۔

(08) قال : ای واللہ حتی یسمعہ کل قوم بلسانھم۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 384)

ترجمہ :- امام مہدی کی آواز کو ہر قوم اپنی زبان میں سنے گی۔

چاند پر موجود سیدنا گوھر شاہی کی تصویرِ مبارک انسانیت کو نہ صرف ذکرِ قلب کا روحانی فیض عطا فرما رہی ہے بلکہ وہ لوگوں سے انکی اپنی زبان میں بات چیت بھی کرتی ہے۔بے شمار لوگوں نے اپنی اپنی زبانوں میں تصویرِ سیدنا گوھر شاہی سے بات چیت کا تجربہ کرکے اس بات کی تصدیق کی ہے۔امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے تمام انسانیت کو چاند پر موجود اپنی تصویر سے بات چیت کی دعوتِ عام دے رکھی ہے۔ہاتھ کنگن کو آرسی کیا،ہر شخص چاند پر نمایاں ہونے والی سیدنا گوھر شاہی کی تصویر سے بات چیت کا تجربہ کرسکتا ہے۔تصویرِ مبارک سے بات کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چودھویں کے چاند کو دیکھیں جب آپ کو اس میں امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی تصویرِ مبارک نظر آجائے تو اپنے دل میں ان سے سوال کریں۔سوال چاہے مذہبی ہو یا روحانی،چاہے وہ کسی ذاتی یا نجی معاملے سے متعلق ہو،اسکا جواب آپ کو قلب میں القاء کی صورت میں ملے گا۔آپ سوال کرتے جائیں اور جوابات آپ کو ملتے جائیں گے۔جب بات چیت کی تصدیق ہوجائے تو پھر اپنا سر اُن کے قدموں میں سرنگوں کردیں اور اگر اُن کے خصوصی فیض اور اُن کی محبت کے متلاشی ہیں تو پھر اُن کے واحد نمائندہ سیدی یونس الگوھر سے رابطہ کریں۔

سیدنا گوھر شاہی کی تصویر مریخ پر بھی موجود ہے۔

سیدنا گوھر شاہی کی تصویر مریخ پر بھی موجود ہے۔یاد رہے کہ مریخ عام انسانی آنکھ سے نظر نہیں آتا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جوں ہی مریخ پر موجود تصویرِ گوہر شاہی کا انکشاف ہوا ہے،مریخ بتدریج زمین کے قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے اور سائنسدانوں کے مطابق عنقریب مریخ کو لوگ اپنے گھروں سے بغیر کسی دوربین یا آلے کے دیکھ پائیں گے۔یاد رہے کہ مریخ پر بھی انسانی آبادی موجود ہے اور بالکل زمین کی طرح وہاں بھی مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔لیکن وہاں کے لوگ سائنسی ترقی میں زمین کے انسانوں سے بہت آگے ہیں۔مریخ پر بھی امام مہدی کا مشن جاری ہے اور وہاں علیانامی شخصیت پرچارِ مہدی کے مشن کی انچارج ہے۔

(09) الامر فی اصغرنا سنا واخملنا ذکرا ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 466)

ترجمہ :- الامر عمر کے لحاظ سے ہمارے چھوٹوں میں سے جبکہ ذکر کے لحاظ سے ہم سب سے بھاری ہوگا۔

یہاں کم عمر سے مراد امام مہدی کے آخر میں تشریف لانے سے ہے۔جس طرح حضور پاک حضرت آدم سے عمر میں چھوٹے ہیں کیونکہ وہ حضرت آدم کے بعد اس دنیا میں تشریف لائے (لیکن مرتبے میں حضور پاک بڑے ہیں)۔اسی طرح اس روایت میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ امام مہدی ہمارے بعد یعنی آخر میں تشریف لائیں گے لیکن فضیلت ومرتبے میں سب سے بلند ہونگے۔

اس روایت میں امام مہدی کے نمائندہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ وہ کم عمر ہوگا۔یعنی وہ نمائندہ عمر میں تو کم یعنی نوجوان ہوگا لیکن علم وفضیلت میں سب سے بڑھ کر ہوگا۔یاد رہے کہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے نومبر 2001 میں غیبت میں تشریف لے جانے کے بعد مشن کی ذمہ داری اُن کے نمائندہ کے کاندھوں پر آگئی ،اس وقت سیدی یونس الگوھر کی عمر 31 سال تھی۔اس وقت سے آج تک وہ امام مہدی کے مشن کی ذمہ داری بھرپور طریقے سے نباہ رہے ہیں۔

(10) یورثہ علما و کتبا ولا یکلہ الی نفسہ ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 466)

ترجمہ :- وہ نمائندہ امام مہدی کے علم اور اُن کی کتاب کا وارث ہوگا۔

سیدی یونس الگوھر نے علومِ مہدی کو دنیا میں متعارف فرما کر اس روایت کی بھی تصدیق فرمائی ہے۔علومِ مہدی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ افکارِ عالم میں زلزلہ بپا کردینگے۔وہی علوم آج سیدی یونس الگوھر کے ذریعے دنیا پر آشکار ہو رہے ہیں اور ان علوم کی بنا پر افکارِ عالم میں زلزلہ بپا ہے۔ یہ وہ علوم ہیں جن کو کوئی جھٹلانے کی جرات نہیں کرسکتا۔ابوذر سے مروی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ امام مہدی کا نمائندہ علی کی طرح معلم اور جلال میں عمر کی طرح ہوگا۔

(11) ان ھذا سیفضی الی من یکون لہ الحمل ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 467)

ترجمہ :- وہ نمائندہ امام مہدی کے کام کی ذمہ داری کا وزن اپنے کاندھے پر اٹھائے گا۔

اس روایت کے بالکل عین مطابق نمائندہ امام مہدی سیدی یونس الگوھر نے غیبت کے بعد سے امام مہدی کے مشن کو دنیا میں متعارف کروانے کی ذمہ داری کا وزن اپنے کاندھوں پر اٹھایا ہوا ہے اور اُن کی معرفت اور مدد و نصرت سے امام مہدی کا مشن بہت تیزی کے ساتھ تمام مذاہب میں پہنچ رہا ہے۔

(12) فقال : ھو ھذا صاحب کتاب علی ، الکتاب المکنون الذی قال اللہ (لا یمسہ الا المطھرون)۔
(کتاب الغیبہ، صفحہ 476)

ترجمہ :- پس اس نے کہا وہ علی کی اس کتاب یعنی کتاب مکنون والا ہے جسکے بارے میں اللہ نے کہا ہے (کہ اس کو صرف پاک لوگ چھو سکتے ہیں)۔

قرآنِ مکنون سے مراد باطنی قرآن ہے جو کہ حضور پاک کے سینے میں محفوظ تھا اور اس تک رسائی حضرت علی کے ذریعے تھی۔اس قرآنِ مکنون یعنی باطنی علم کا خزانہ امام مہدی کے پاس ہوگا۔امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی تعلیمات قرآنِ مکنون یا باطنی روحانی علوم پر مشمل ہیں جو اُن کی آمد سے پہلے صرف خواص کو میسر تھا اور اسکے حصول کیلئے جنگلوں میں جانا پڑتا تھا۔امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والے اس علم کو بغیر چلوں ومجاہدوں کے عام افراد کو بھی عطا فرمایا۔یہ امام مہدی کی عظمت اور لاانتہا تصرف ہے کہ..... لا یمسہ الا المطھرون یعنی وہ علم جس کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے تھے وہ علم گناہگاروں اور مردہ قلوب کو بھی عطا فرمادیا جو کہ اُن کی آمد سے پہلے ناممکن تھا۔غوث الاعظم نے فرمایا کہ اگر حرام کا ایک لقمہ بھی تیرے اندر موجود ہے تو ذکرِ قلب کا فیض حاصل نہیں کرسکتا تاوقتیکہ اپنے اندر سے اس حرام کو نکال کر پاک صاف ہوجائے۔لیکن سیدنا گوھر شاہی نے وہ فیضِ روحانی گناہگاروں اور ناپاک انسانوں کو بھی عطا فرمایا جو اُن کے لاانتہا روحانی تصرف کا ثبوت ہے۔

(13) سمعت ابا جعفر يقول: ان للقائم غيبةً، ويجحده اهله۔ قلت: ولم ذلک؟ قال: يخاف۔ واومآ بيده الى بطنه
(کتاب الغیبہ، صفحہ 238)

ترجمہ :- میں نے ابوجعفر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مہدی القائم کیلئے غیبت ہے اور اُن کے اہل (اہل خانہ) اُن کا انکار کرینگے۔ میں نے پوچھا ایسا کیوں ہوگا؟ تو انہوں نے کہا وہ ڈریں گے اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کیا (یعنی نفس اور دنیاوی لالچ کی بنا پر)۔

یہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے حق میں پورا اترنے والی ایک مزید روایت ہے۔ سیدنا گوھر شاہی کے اہلِ خانہ جن میں بیوی اور بیٹے بھی شامل ہیں، نے غیبت کے بعد مخالفوں کے خوف اور دنیاوی لالچ کی بنا پر نہ صرف سیدنا گوھر شاہی کی امامت کا انکار کر دیا بلکہ لوگوں سے دولت بٹورنے کیلئے امام مہدی سے منسوب ایک جھوٹا مزار بنا کر بیٹھ گئے، جس کی وجہ سے سیدنا گوھر شاہی سے وابستہ لاکھوں افراد کا ایمان تباہ ہو گیا۔ اگر وہ امام مہدی پر توکل کرتے تو نہ صرف امام مہدی سیدنا گوھر شاہی انکی حفاظت کا انتظام فرماتے بلکہ باعزت ذریعہ آمدنی کا اہتمام بھی فرماتے۔ لیکن انہوں نے امام مہدی پر توکل کے بجائے کفر کو ترجیح دی۔ سیدنا گوھر شاہی نے ہمیشہ روایتی گدی نشین پیروں کی اس بنا پرنفی فرمائی کہ نبوت یا ولایت وراثت نہیں ہوا کرتی لیکن اُن کے اہلِ خانہ خود رسمی پیروں کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں سے دولت بٹور رہے ہیں اور اس طرح امام مہدی کی تعلیمات کو عملی طور پر بھی جھٹلا رہے ہیں۔

(14) فلا يظهر صاحبكم حتى يشک فيه اهل اليقين۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 481)

ترجمہ :- پس تمہارا صاحب اس وقت تک ظاہر نہ ہوگا جبتک کہ اہل یقین بھی اس میں شک نہ کرنے لگ جائیں۔

اس روایت میں امام مہدی کی غیبت کی طوالت کا ذکر ہے کہ وہ اس قدر طویل ہوگی کہ امام مہدی پر یقین رکھنے والے لوگ بھی شک میں مبتلا ہو جائینگے۔ یہ روایت بھی سیدنا گوھر شاہی کی امامت کی تصدیق کر رہی ہے اور اسکا ثبوت امام مہدی سیدنا گوھر شاہی سے فیض یافتہ وہ لوگ ہیں جو اُن سے لاانتہا فیض کے حصول اور تصدیقات کے باوجود غیبت کی طوالت اور دشمنوں کے پروپیگنڈے کا شکار ہو کر سیدنا گوھر شاہی کی امامت پر مشکوک و منحرف ہو چکے ہیں، اس میں سیدنا گوھر شاہی سے ماضی میں وابستہ انجمن سرفروشانِ اسلام نامی تنظیم بھی شامل ہے۔

(15) ان بلغكم عن صاحبكم غيبة فلا تنكروها (کتاب الغیبہ، صفحہ 256)

ترجمہ :- اگر تم کو تمہارے صاحب کی طرف سے غیبت پہنچے پس تم اسکا انکار نہ کرنا۔

مندرجہ بالا روایت میں لوگوں کو تاکید ہے کہ جب صاحب (نمائندہ مہدی) کی طرف سے ان کو امام مہدی کے غیبت اختیار فرمانے کی خبر پہنچے تو اسکا انکار نہ کریں۔ یاد رہے کہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے غیبت میں تشریف لیجانے کے بعد اُن کے نمائندہ سیدی یونس الگوھر نے ہی سب سے پہلے دنیا کو سیدنا گوھر شاہی کے غیبت میں تشریف لیجانے کی بابت آگاہ فرمایا۔ جن لوگوں نے اُن کی بات پر یقین کیا انکے ایمان آج بھی محفوظ ہیں اور جنہوں نے اُن کو جھٹلایا وہ اپنے ایمانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

(16) وقال عليه السلام: لا يقوم القائم عليه السلام ألاعلى خوف شديد من الناس، زلازل و فتنه وبلاء يصيب الناس، وطاعون قبل ذلک، وسيف قاطع بين العرب، واختلاف شديد فى الناس، وتشتت فى دينهم وتغير من حالهم حتى يتمنى المتمنى الموت صباحاً ومساءً من عظم ما يرى من كلَب الناس وأكل بعضهم بعضاً، فخروجه اذا خرج عند اليأس والقنوط من أن يروا فرجاً، فيا طوبى لمن أدركه وكان من أنصاره، والويل كل الويل لمن ناواه وخالفه، وخالف أمره، وكان من أعدائه۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 351)

ترجمہ :- کہا: امام مہدی کا ظہور اس وقت تک نہ ہوگا جبتک انسانیت میں شدید خوف نہ ہو۔ زلزلہ، فتنہ و بلا نہ آئے، انسانیت میں طاعون نہ پھیلے، عرب کے مابین قاطع قتل عام نہ ہو، انسانیت میں شدید اختلاف نہ ہو، دین میں فرقہ واریت نہ ہو جائے، جب تک انکے حال میں تغیر یعنی اخلاقی پستی نہ آجائے اور انسان بسبب ظلم صبح و شام موت کی تمنا نہ کرنے لگ جائیں۔ امام مہدی غائب ہوجائینگے جب انسان اُن کے ظہور سے ناامید ہوجائینگے۔ کس قدر خوش قسمت ہے وہ انسان جو امام مہدی کی غیبت کے بعد دوبارہ واپسی تک زندہ رہے۔ اور اُن کا مددگار (ساتھ دینے والا ہوجائے) اور امام مہدی کی مخالفت کرنے والوں سے لڑے اور امام مہدی کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں اور دشمنوں سے مقابلہ کرے۔

اس روایت میں مندرج تمام علامات بھی پوری ہوچکی ہیں۔ اس وقت کل انسانیت خوف میں مبتلا ہے کہیں زلزلوں کا خوف تو کہیں سونامی اور سمندری طوفانوں کا خوف، کہیں ایڈز اور سوائن فلو جیسی نت نئی اور مہلک بیماریوں کا خوف تو کہیں بموں اور خودکش حملوں کا خوف، کہیں موسمی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والے خطرات کا خوف تو کہیں جنگوں کا خوف، کہیں خانہ جنگیوں تو کہیں مالی بحرانوں کا خوف الغرض اس وقت کل انسانیت شدید خوف اور پریشانی میں مبتلا ہے۔ ہر روز دنیا کے کسی نہ کسی حصے سے اجتماعی اموات کی خبریں روز کا معمول بن چکی ہیں۔ تمام مذاہب فرقوں میں منقسم ہوکر فتنوں کا شکار ہوچکے ہیں، لوگوں کی اخلاقی پستی کا جو حال آج ہے اسکی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ معصوم بچوں حتیٰ کہ سگی اولاد سے زنا کاری سمیت اخلاقی گراوٹ کی ایسی ایسی مثالیں ملتی ہیں جنکا ماضی میں تصور بھی محال تھا۔ مذاہب پر عمل پیرا ملا اور پادری حضرات بھی ان گھناؤنی اخلاقی پستیوں کا شکار ہیں۔ امام مہدی سیدنا گوہر شاہی بھی کچھ عرصہ کیلئے دنیا کی نظروں سے روپوشی اختیار فرما چکے اور اُن کے بے شمار پیروکار اپنے عقائد سے منحرف ہوکر گمراہ ہوچکے ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں کو سیدنا گوھر شاہی کی محبت عطا ہوئی وہ آج بھی ثابت قدمی سے اُن کے مشن کے فروغ میں مصروفِ عمل ہیں

(17) فو اللہ لکأنی أنظر الیه بین الرکن یمنی والمقام الابراهیم یبایع الناس بأمر جدید، و کتاب جدید، وسلطان جدید من السماء، اما انه لایرد له رایة ایدا حتی یموت۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 363)

ترجمہ :- قسم اللہ مجھے نظر آرہا ہے کہ وہ رکن یمنی اور مقام ابراہیم کے وسط میں ہیں اور انسانوں پر حکومت کرتے ہیں نئے امر سے اور نئی کتاب سے اور آسمان سے آنے والا وہ نیا سلطان (بادشاہ) ہے۔

یہ روایت امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی حجرِ اسود میں موجود تصویر کی طرف اشارہ ہے۔ حجرِ اسود جو کہ رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان واقع ہے اور مسلمانوں کی تمام عبادات اور سجدے امام مہدی کی اُسی تصویر کو ہوتے ہیں۔ حج کا طواف بھی اسی حجرِ اسود کے گرد ہوتا ہے بلکہ اس کا بوسہ لیکر شروع ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا روایت میں حجرِ اسود پر موجود سیدنا گوھر شاہی کی تصویرِ مبارک کا ذکر ہے جو وہاں بیٹھ کر دنیا پر راج کررہی ہے۔ سعودیوں کے قبضہ سے پہلے تمام مذاہب کو خانہ کعبہ تک رسائی حاصل تھی اور وہ تمام مذاہب کیلئے قابلِ احترام تھا کیونکہ اسکی تعمیر حضرات ابراہیم نے فرمائی تھی جو کہ تینوں اہلِ کتب مذاہب کے مرسلین کے پیشرو ہیں۔ اسکے علاوہ ہندو مذہب کیلئے بھی حجرِ اسود قابلِ احترام ہے وہ اسے مہا شیولنگ (شیو یعنی آدم) کے نام سے یاد کرتے ہیں اور انکے عقیدے کے مطابق اس میں بھگوان کی صورت موجود ہے۔ خانہ کعبہ میں ہندوؤں نے اپنے دیگر خداؤں کے بت بھی رکھے ہوئے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد حضور پاک نے 359 بتوں کو وہاں سے ہٹا دیا تھا لیکن حجرِ اسود کو نہ صرف وہیں رہنے دیا بلکہ انتہائی تعظیم فرمائی۔

(18) وبالاسناد الاول عن ابن محبوب، عن ابی ایوب الخزار، عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیه السلام قال: قلت له: ارایت من جحد اماماً منکم ما حاله؟ فقال: من جحد اماماً من الله وبری منه ومن دنیه فهو کافر مرتد عن الاسلام، لانّ الامام من الله ودینه من دین الله، ومن بری من دین الله فدمه مباح فی تلک الحال الّا ان یرجع أو یتوب الی الله تعالی مّما

قال (کتاب الغیبہ، صفحہ 161)

ترجمہ :- اور پہلی اسناد کے ساتھ ابن محبوب سے ابو ایوب خزار سے محمد ابن مسلم سے ابو جعفر سے انہوں نے کہا کہ میں نے اس سے کہا تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے کہ جس نے تم میں سے ایک امام کا انکار کیا اسکا کیا حال ہے پس اس نے کہا جس نے اللہ کی طرف سے (ظاہر ہونے والے) امام کا انکار کیا اور اس سے اور اس کے دین سے بری (آزاد) ہوا پس وہ کافر ہے اسلام سے پھرنے والا ہے کیونکہ امام اللہ میں سے ہے اور اس کا دین اللہ کا دین ہے، اور جو اللہ کے دین سے آزاد ہوا پس اس حال میں اسکا خون جائز ہے ماسوائے اسکے کہ جو اس نے کہا اس سے رجوع اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلے۔

(19) عن جعفر صادق : من جحد اماما من الله وبرى منه ومن دينه فهو كافر مرتد عن الاسلام ، لان الامام من الله و دينه من دين الله ـ ومن برى من دين الله فدمه مباح فى تلك الحال الا ان يرجع او يتوب الى الله مما قال
(کتاب الغیبہ، صفحہ 161)

ترجمہ :- جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو امام مہدی کے خلاف لڑا تو اس نے اپنے دین کو ترک کر دیا پس وہ کافر و مرتد اور اسلام سے پھرنے والا ہے۔ کیونکہ امام اللہ میں سے ہے اور اس کا دین اللہ کا دین ہے، اور جو اللہ کے دین سے آزاد ہوا پس اس حال میں اسکا خون جائز ہے ماسوائے اسکے کہ جو اس نے کہا اس سے رجوع اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلے۔

مندرجہ بالا روایات میں امام جعفر صادق نے اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ امام مہدی ایک نیا دین لائیں گے، وہ دین اللہ کا دین ہوگا اور جس نے بھی اس دین کا انکار کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیگا اور اسکا شمار کافروں میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کو بھی تاکید فرمائی تھی کہ جب امام مہدی وہ دینِ حنیف لیکر آئیں تو تم بھی اپنا رُخ اسی دین کی طرف کر لینا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ امام مہدی کی آمد پر تمام مذاہب خود بخود منسوخ ہو کر دینِ الٰہی میں ضم ہو جائینگے اور ان مذاہب میں کوئی فیض و ہدایت باقی نہیں رہیں گے۔ جس طرح کعبہ کی تبدیلی کے وقت حضور پاک نے دورانِ نماز اپنا رخ قبلہ اول سے خانہ کعبہ کی طرف کیا تو تمام مسلمانوں نے انکی پیروی کرتے ہوئے اپنا رخ حضور کے رخ کے مطابق کر لیا تھا۔ اسی طرح امام مہدی کے ذریعے آنے والے دینِ الٰہی کے بعد جب حضور پاک نے اپنا رخ دینِ الٰہی کی طرف کر لیا ہے تو دیگر مسلمانوں کو بھی نبی کی تقلید کرنا ہوگی ورنہ وہ امتِ محمد سے خارج متصور کئے جائینگے۔

(20) ان لصاحب هذا الامر غيبة ، المتمسك فيها بدينه كالخارط لشوك القتاد بيده ـ (کتاب الغیبہ، صفحہ 227)

ترجمہ :- بیشک اس امر کے صاحب کیلئے غیبت ہے، جس میں اسکے دین کے ساتھ لپٹ جانے والا اس شخص کی طرح ہے جو قتاد کے کانٹوں کو اپنے ہاتھ سے چننے والا ہے۔

اس روایت کے مطابق غیبت کے دوران امام مہدی کے دین کے ساتھ قائم رہنا کانٹوں کی سیج ہے۔ یہ اُن کے چاہنے والوں کے امتحان کا سخت مرحلہ ہے کیونکہ اس وقت نہ صرف امام مہدی کی مخالفت اپنے عروج پر ہوگی بلکہ اُن کے پیروکاروں میں موجود کالی بھیڑوں کے منفی پروپیگنڈے کا شکار ہو کر بے شمار لوگ مشکوک و منحرف ہو چکے ہونگے۔ دشمنوں اور ان مشکوک و منحرف لوگوں کی طرف سے آنے والی خبریں عقیدتمندوں کو وسوسوں کا شکار کر دیں گی اور پھر مخالفین کے ہاتھوں جان سے جانے کا خوف ایسے عوامل ہونگے جس میں اپنے اصل عقیدے پر قائم رہنا تپتے انگاروں پر کھڑا ہونے کے مترادف ہوگا۔ اور آج جس طرح پولیس، خفیہ ایجنسیاں اور جہادی تنظیمیں حکومتوں کی سرپرستی میں امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے پیروکاروں کے قتال کیلئے انکی تلاش میں سرگرم ہیں، ایسے میں اپنے عقیدے پر قائم رہنا ایک بہت بڑا امتحان ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ صرف خوف اور وسوسوں پر مبنیٰ

ایک امتحان ہوگا جس میں امام مہدی سیدنا گوھر شاہی اپنے پیروکاروں کے ایمان کو مضبوط فرمادینگے ورنہ کسی کی مجال نہیں کہ اُن کے حقیقی پیروکار کو ہاتھ بھی لگا سکے۔

(21) ان لصاحب هذا الامر غيبتين ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 229)

ترجمہ :- بیشک اس امر کے صاحب کیلئے دو غیبتیں ہیں۔

کچھ روایات میں امام مہدی کے حوالے سے دو غیبتوں کا ذکر آیا ہے۔جن میں سے پہلی غیبت میں وہ دنیا کی نظروں سے روپوشی اختیار فرما لینگے لیکن اُن کے نوجوان نمائندہ کے ذریعے لوگوں کا رابطہ امام مہدی سے برقرار رہیگا۔دوسرے مختصر دور میں وہ نمائندہ بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوجائیگا۔اس طرح بظاہر لوگوں کا رابطہ امام مہدی سے منقطع نظر آئیگا لیکن امام مہدی بدستور اپنے پیروکاروں کی رہنمائی اور رہبری روحانی طور پر فرماتے رہینگے۔غیبت کا دوسرا مرحلہ پیروکاروں کیلئے زیادہ شدید ہوگا جس میں وہ انتہائی دکھ اور تکالیف میں مبتلا ہونگے۔مندرجہ بالا روایت میں انہی دو غیبتوں کی طرف اشارہ ہے۔

(22) ان لصاحب هذا الامر غيبتين يظهر فى الثانيه ، فمن جائک يقول انه نفض يده من تراب قبره فلا تصدقه ۔
(کتاب الغیبہ، صفحہ 230)

ترجمہ :- بیشک اس امر کے صاحب کیلئے دو غیبتیں ہیں وہ دوسری میں ظاہر ہونگے پس جو تمہارے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ اس نے اپنا ہاتھ اس کی قبر کی مٹی سے جھاڑا ہے پس تم اس کو سچا نہ کہو۔

امام جعفر صادق کی مندرجہ بالا روایت انتہائی اہم ہے جس کا اچھی طرح سمجھنا مسلمانوں کیلئے از حد ضروری ہے۔یاد رہے کہ مندرجہ بالا دونوں غیبتیں دنیا سے عارضی روپوشی ہونگی جن میں امام مہدی یا اُن کا نمائندہ دنیا سے عارضی روپوشی اختیار فرمالیں گے،ان روپوشیوں کا موت سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن امتحان کیلئے پیچھے ایک ہم شکل جسم چھوڑ دیا جائے گا۔جس طرح حضرت عیسیٰ کیلئے قرآن میں لکھا ہے کہ نہ کسی نے انکو سولی پر لٹکایا نہ انکو موت آئی بلکہ ہم نے انکو جسم سمیت اپنی طرف بلند کرلیا اور پیچھے انکا ایک ہم شکل جسم چھوڑ دیا۔رومیوں نے اسی ہم شکل جسم کو حضرت عیسیٰ سمجھتے ہوئے سولی پر لٹکایا اور اسی ہم شکل جسم پر موت کی علامات وارد ہوئیں جبکہ حضرت عیسیٰ تو اپنے اصل جسم سمیت عالمِ بالا میں تشریف لے جا چکے تھے۔حضرت عیسیٰ کے عالمِ بالا میں تشریف لیجانے کا منظر کوئی آنکھ دیکھ نہیں پائی،آنکھوں نے جو دیکھا وہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور انکی موت واقع ہوگئی۔نتیجتاً انکی امت آج تک اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ حضرت عیسیٰ سولی پر چڑھ کر موت کا شکار ہو چکے ہیں جبکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ انکی موت کی تردید فرما رہا ہے۔

سنہ 2001ء میں امام مہدی سیدنا گوھر شاہی غیبت میں تشریف لے گئے اور امتحان کیلئے پیچھے ایک ہم شکل جسم چھوڑ دیا گیا۔جن لوگوں کے ایمان کمزور تھے وہ اس ہم شکل جسم کو دیکھ کر اسے موت کا منظر سمجھ کر غلط فہمی کا شکار ہوگئے اور اس طرح اپنے ایمانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے،حالانکہ وہ نہ صرف چاند،سورج اور حجرِ اسود پر اُن کی تصاویر کو دیکھ چکے تھے جو سیدنا گوھر شاہی کے امام مہدی ہونے کی واضح دلیلیں تھیں بلکہ اُن سے ذکرِ قلب سمیت لاانتہا روحانی فیض بھی حاصل کر چکے تھے۔مزید برایں سیدنا گوھر شاہی کی یہ نصیحت بھی انکے علم میں تھی جو وہ گزشتہ کئی سالوں سے اپنے پیروکاروں کو فرماتے چلے آرہے تھے کہ مستقبل میں ہم عارضی روپوشی اختیار فرمائینگے تم لوگ پریشان مت ہونا ہم دوبارہ لوٹ کر آئینگے،پھر بھی وہ سیدنا گوھر شاہی کی امامت کے منکر ہوگئے۔اس میں سب سے اہم کردار سیدنا گوھر شاہی کی بیوی،بیٹوں اور انتظامی عہدوں پر فائز منافقوں نے ادا کیا اور اس طرح پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد سیدنا گوھر شاہی کی امامت کی منکر و منحرف ہوگئی۔انہی لوگوں نے دنیاوی لالچ اور لوگوں سے پیسے ہتھیانے کیلئے اس ہم

شکل جسم کا مزار بنا کر اور خود پیر بن کر اس مزار پر بیٹھ گئے۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی تو اپنے اصل جسم سمیت اسی دنیا میں تشریف فرما ہیں اور اپنے نمائندہ کے ذریعے نہ صرف لوگوں سے رابطے میں ہیں بلکہ اُن کا لافانی پیغامِ عشق پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے تمام مذاہب میں پھیل رہا ہے۔

اس روایت میں امام جعفر صادق نصیحت فرما رہے ہیں کہ غیبتوں کے بعد تمہارے پاس آ کر اگر کوئی ذاتی گواہی بھی دے کہ میں اُن کو اپنے ہاتھوں سے دفنا کر آیا ہوں اور اپنے ہاتھوں سے اُن کی قبر پر مٹی ڈال کر آیا ہوں تب بھی اسکی بات پر یقین نہ کرنا کیونکہ وہ موت نہیں بلکہ دھوکہ اور امتحان ہوگا۔ یعنی اگر کوئی شخص گواہی بھی دے کہ میں اپنی آنکھوں سے اُن کی موت کا منظر دیکھ کر آیا ہوں تب بھی یقین نہ کرنا۔ یہ روایت اس بات کی تصدیق ہے کہ جو معاملہ حضرت عیسیٰ کے حوالے سے پیش آیا کہ ایک ہم شکل جسم پر موت کے مناظر طے کروائے گئے جنکا حقیقت سے کوئی تعلق نہ تھا اسی طرح موت کے مناظر امام مہدی کے معاملے میں بھی پیش آئینگے جو کسی ہم شکل جسم پر وارد ہونگے نہ کہ اُن کے اصل جسم پر، جس سے لوگ دھوکہ کھا جائینگے۔ ان مناظر کا مقصد لوگوں کا امتحان ہوگا۔

(23) ان لصاحب هذا الامر غيبتين احد اهما تطول حتى يقول بعضهم : مات و بعضهم يقول قتل ، و بعضهم يقول : ذهب فلا يبقى على امره من اصحابه الا نفر يسير ، لا يطلع على موضعه احد من ولى ولا غيره الا المولى الذى يلى امره ۔
(کتاب الغیبہ، صفحہ 230)

ترجمہ :- بیشک اس امر کے صاحب کیلئے دو غیبتیں ہیں۔ ان میں سے ایک اتنی لمبی ہوگی یہاں تک کہ ان میں سے بعض کہیں گے کہ ان پر موت وارد ہوگئی اور بعض کہیں گے کہ وہ قتل ہوگئے اور ان میں سے بعض کہیں گے کہ وہ چلے گئے اور ان کے معاملے میں ان کے ساتھیوں میں سے تھوڑے سے افراد ہی باقی رہ جائینگے، ان کی جگہ کے بارے میں کوئی ولی اور غیر ولی آگاہ نہ ہوگا ماسوائے اس مولا کے جو ان کے امر کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔

مندرجہ بالا روایت میں بھی دو غیبتوں کا تذکرہ ہے جن میں سے ایک کیلئے فرمایا کہ وہ اس قدر طویل ہوگی کہ انتظار کرنے والے پیروکار بھی مشکوک ہوجائینگے۔ اسی طرح ایک غیبت کے بارے میں لوگ سمجھیں گے کہ اُن کو قتل کر دیا گیا لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوگا۔ لوحِ محفوظ پر یہ قانون درج ہے کہ کسی رسول کو قتل نہیں کیا جاسکتا۔ تاریخ اٹھا کر دیکھیں انبیاء کو تو اس دنیا میں قتل کیا گیا لیکن کسی اولوالعزم رسول کو قتل نہیں کیا گیا۔ حضرت ابراہیم کو دہکتے انگاروں میں پھینکا گیا لیکن وہ محفوظ رہے، حضرت موسیٰ کی پیدائش کے وقت فرعون نے پیدا ہونے والے ہر بچے کو قتل کروا دیا لیکن حضرت موسیٰ محفوظ رہے۔ اسی طرح حضور پاک بھی کئی مراحل پر کافروں کی زد میں آئے لیکن سخت کوششوں کے باوجود کافر انکا بال بھی بیکا نہیں کر پائے۔ جب ایک رسول کا قتل ممکن نہیں تو امام مہدی یا اُن کے نمائندے کیلئے کس کی مجال ہے کہ اُن کو ہاتھ بھی لگا سکے۔ لیکن جس طرح حضرت عیسیٰ کے دور میں موت کا منظر دکھا کر لوگوں کو آزمایا گیا اسی طرح کا معاملہ اِن دو غیبتوں میں پیش آئے گا لیکن وہ صرف نظر کا دھوکا ہوگا حقیقت نہیں۔ اس روایت میں اس بات کا تذکرہ بھی ہے کہ امام مہدی غیبت کے دوران اسی دنیا میں مقیم رہیں گے لیکن اُن کی جائے رہائش کی بابت سوائے اُن کے نمائندہ کے کوئی بھی واقف نہ ہوگا۔

(24) من لم يعرف امام زمانه فقدمات ميتة جاهلية **(کتاب الغیبہ، صفحہ 162)**

ترجمہ :- جس شخص نے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اس حدیث کے مطابق امام مہدی کے ظہور فرما جانے کے بعد اگر کوئی شخص اُن کو پہچانے یا تسلیم کئے بغیر مرا تو گویا وہ ایک جاہل کی موت مرا۔ امام مہدی کے ظہور فرما جانے کے بعد ہر انسان کو لازمی انہیں تسلیم کرنا ہوگا۔ اور یہ ہر انسان کا انفرادی فرض ہے کہ جوں ہی اسے امام مہدی کے ظہور کی بابت پتہ چلے تو وہ اُن کے حق میں تصدیقات (منجانب اللہ نشانیاں، اُن کی تعلیم اور تمام مذاہب کو فیض وغیرہ) حاصل کر کے جلد از جلد اپنا سرِ تسلیم اُن

کے قدموں میں خم کر دے کیونکہ موت کا کوئی پتہ نہیں کس لمحہ آ گھیرے اور وہ ابدی طور پر محروم رہ جائے۔ اس دور میں جب کہ حادثات وسانحات اور اجتماعی اموات بالکل عام ہو چکی ہیں پتہ نہیں کس گھڑی موت آ گھیرے لہذا ایک جاہل کی موت مرنے سے بچنے کیلئے امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو جلد از جلد کو تسلیم کرنا ہر انسان کے اپنے حق میں از حد ضروری ہے۔ ویسے بھی جس ذات سے ملنے کی آرزو میں حضور پاک ہچکیوں کے ساتھ روتے رہے، امت کا اُس ذات کو نظر انداز کرنا ازلی بدقسمتی ہوگا۔

(25) قال امام جعفر صادق : من زعم انه امام وليس يامام ۔ قلت : وان كان علويا فاطميا ؟ قال : وان كان علويا فاطميا ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 138)

ترجمہ :- امام جعفر صادق نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے جو امام مہدی کا دعویٰ کرے لیکن امام مہدی نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ اگر وہ جھوٹا علی اور فاطمہ کی اولاد سے ہو تو؟ فرمایا کہ وہ کاذب ہے بھلے فاطمہ اور علی کی اولاد سے ہو۔

(26) من قال : انى امام و ليس يامام ۔ قلت : وان كان من ولد على بن ابى طالب ؟ قال : وان كان من ولد على بن ابى طالب ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 140)

ترجمہ :- فرمایا کہ جس نے کہا میں امام ہوں اور وہ امام نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ اگر وہ جھوٹا علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہو تو؟ فرمایا کہ وہ کاذب ہے بھلے وہ علی بن ابی طالب کی اولاد سے ہو

مندرجہ بالا دو روایات میں اس بات کی تصدیق موجود ہے کہ بی بی فاطمہ اور حضرت علی کی اولاد میں سے بھی مہدیت کے جھوٹے دعویدار نکلیں گے۔ اس کی ایک مثال جونا گڑھ انڈیا میں مہدیت کے ایک جھوٹے دعویدار کی ہے۔ اس شخص کا نام مہدی، اسکے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ تھا۔ اس سے یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ امام مہدی کے ماں باپ کا نام عبداللہ اور آمنہ ہونا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا اور پلاننگ کر کے بھی اس شرط پر پورا اترا جا سکتا ہے یعنی عبداللہ نامی کوئی شخص آمنہ نام کی لڑکی سے شادی کرے اور پھر اپنے بیٹے کا نام مہدی رکھ دے۔

یاد رہے کہ مختلف ممالک میں کئی جھوٹے مدعیان مرتبہ مہدی ہوئے ہیں۔ چونکہ مسلم کے پاس امام مہدی کو شناخت کرنے کی کوئی نشانی یا کسوٹی نہیں ہے اسلئے ہزاروں کا ایمان برباد ہو گیا۔ ان جھوٹے مدعیان کی وجہ سے آج مسلم قوم کا ظہور امام مہدی سے شاید ایمان ہی اٹھ گیا ہے۔ مختلف اسلامی ممالک نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ جو بھی امام مہدی کی بابت کچھ کہے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے۔ ان ممالک کی حکومتوں کا کہنا ہے کہ یہ قانون جھوٹے دعویداران مرتبہ مہدی کی روک تھام کیلئے بنایا ہے۔ سوال یہ ہے کیا حقیقی امام مہدی کو نہیں آنا؟ اگر مرتبہ مہدی کا پرچار کرنے والوں کو اسی طرح گرفتار کیا جاتا رہیگا تو کیا حقیقی امام مہدی جو منجاب اللہ ہوں، وہ اس قانون کی زد میں نہ آ جائینگے؟ ان حکومتوں کے پاس سچے امام مہدی کی پہچان اور کسوٹی کیا ہے؟ پاکستان میں جو بھی پرچار امام مہدی کرتا ہے اسکو جیل میں ڈال دیا جاتا ہے۔ حکومتوں کی اس غلط پالیسی اور عوام الناس کی جہالت کے سبب امام مہدی کی بابت گفتگو کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ مسلم عوام کو نہ تو دین اسلام سے کوئی عملی دلچسپی ہے اور نہ ہی انکے پاس کوئی علم یا کسوٹی ہے جسکی بنا پر امام مہدی کو پہچانا جا سکے۔ جھوٹے مدعیان پر مسلم قوم غضبناک تو نظر آتی ہے لیکن انکے پاس حقیقی امام مہدی کو پہچاننے کی کوئی کسوٹی نہیں ہے۔ مسلم عوام تو اللہ تعالیٰ کے اس بنیادی دستور سے بھی واقف نہیں کہ ہر ہستی کے تصدق کیلئے اللہ تعالیٰ نشانیاں بھیجتا ہے۔ اگر مسلم عوام اس دستور سے واقف ہوتے تو ہر مدعی مرتبہ مہدی سے ان نشانیوں، ان کی تعلیم اور مہر مہدیت کی بابت سوال کرتے۔ مسلم قوم کی ایمانی بدحالی کا یہ عالم ہے کہ منجانب اللہ نشانیوں کا تمسخر اڑاتے ہیں، قرآن وحدیث کے حوالوں کو بھی رد کر دیتے ہیں اور فقط اپنے نفس کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں۔ چاند پر تصویرِ گوھر شاہی اتنی واضح ہے کہ ہر انسان بغیر دوربین دیکھ سکتا ہے۔ اکثر مسلم چاند والی تصویر گوھر شاہی کو دیکھ کر بھی جھٹلا دیتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں،

گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ کیسے مسلم ہیں جو بلا تحقیق ان نشانیوں کو جھٹلا رہے ہیں، یہ کیسے مسلم ہیں جو منجانب اللہ مبعوث ہستی کی بارگاہ میں فحش گوئی اور گالم گلوچ کر کے اسلام کے نام پر دھبہ بنے ہوئے ہیں؟ قرآن مجید میں آیا کہ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم وہ کرتے ہیں جنکے قلوب پاک ہو چکے ہوں۔ معلوم ہوا کہ فی زمانہ قوم مسلم کی اکثریت کے قلوب ناپاک ہیں۔

(27) من اشرک مع امام امامیه من عند الله من لیست امامته من الله کان مشرکا۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 163)

ترجمہ :- جس نے اللہ کی طرف سے امام کے ساتھ اپنی امامت کو شریک کیا جس کی امامت اللہ میں سے نہیں ہے وہ مشرک ہوگا۔

یہ روایت بھی امام مہدی کے جھوٹے دعویداروں کے متعلق ہے۔

(28) اعرف امامک فانک اذا عرفته لم یضرک تقدم هذا الامر او تاخر ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 482)

ترجمہ :- اپنے امام کو پہچان پس بیشک جب تو اس کو پہچان لیگا تو تمہیں اس امر کا پہلے ہونا یا بعد میں ہونا کوئی نقصان نہیں دیگا۔

(29) ثم قال: الصیحة لا تکون الاّ فی شهر رمضان لأن شهر رمضان شهر الله، والصیحة فیه هی صیحة جبرئیل علیه السلام الی هذا الخلق۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 349)

ترجمہ :- پھر کہا: منادی کی آواز ماہ رمضان میں آئے گی۔ کیونکہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے اور منادی کی آواز مخلوق کیلئے جبرئیل کی ہے۔

(30) یفتقد الناس اماما یشهد المواسم یراهم ولا یرونه ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 236)

ترجمہ :- لوگ ایک امام کو تلاش کرینگے جو تمام موسموں پر گواہ ہوگا وہ ان کو دیکھ رہا ہوگا لیکن وہ اس کو نہیں دیکھیں گے۔

(31) حضرت علی کی روایت؛ اصبرو علیٰ ادا الفرائض و صابرو اعدو کم و رابطوا امامکم المنتظر ۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 25)(کتاب الغیبہ، صفحہ 271)

ترجمہ :- مستقل مزاجی سے فرائض کی ادائیگی کرتے رہو، دشمن کے سامنے صبر کرو اور امام کا انتظار کرتے رہو۔

اس روایت میں حضرت علی امام مہدی کے پیروکاروں سے فرما رہے ہیں کہ دشمن بہت ہونگے لیکن تم انکی تکالیف پر صبر کرنا، غصے سے کام مت لینا کیونکہ شیطان تمہارا دشمن ہے اور وہ تمہارا وقت دشمن سے لڑائی میں ضائع کرنا چاہے گا لیکن تم اسکو نظر انداز کر دینا اور اپنے فرائض مستقل مزاجی سے ادا کرتے رہنا۔ حضرت علی نے یہ بھی فرمایا کہ امام مہدی کے ماننے والوں کی تعداد ابتدا میں انتہائی قلیل ہوگی لیکن تم گھبرانا مت کیونکہ حق کی حقانیت تعداد پر موقوف نہیں ہوا کرتی۔

امام مہدی روایات کی روشنی میں

(01) - حجرِ اسود امام مہدی کی شناخت میں مددگار ہوگا۔ (اولیاء کرام)

مسلمانوں کا عمومی عقیدہ ہے کہ حجرِ اسود شاید جنت کا کوئی پتھر ہے۔ فتح مکہ کے بعد حضور پاک نے خانہ کعبہ میں موجود 359 بتوں کو تو وہاں سے نکلوا دیا لیکن حجرِ اسود کو نہ صرف اپنی جگہ رہنے دیا بلکہ اس کی بے انتہا تعظیم فرمائی۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ اللہ کا محبوب ایک عام پتھر کو اتنی تعظیم دے خواہ اس پتھر کا تعلق جنت سے ہی کیوں نہ ہو؟ جنت کے پتھر کی شان حضور پاک سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ جنت میں پتھروں کی کوئی تعظیم نہیں ہوگی بلکہ وہ تو عام جنتیوں کے بھی قدموں تلے ہی رہیں گے، پھر حضور پاک نے حجرِ اسود کے انتہائی عقیدت و محبت سے بوسے کیوں لئے؟ یاد رہے کہ حجرِ اسود کو حضرت آدم جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے جو نبی در نبی منتقل ہوتا رہا اور پھر حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد اسے موجودہ جگہ پر نصب فرما دیا

۔خانہ کعبہ جیسی معتبر جگہ پر اسے نمایاں کر کے لگانا اور ہر طواف کی ابتدا اسکو بوسہ لیکر شروع کرنے کا حکم ہی اسکی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اسی طرح حضور پاک کے اعلانِ نبوت سے قبل خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت حجرِ اسود کو نصب کرنے کے معاملے پر مختلف قبائل کے درمیان تلواریں نکل آئیں تھیں اور ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ حجرِ اسود کو نصب کرنے کا اعزاز اسے ملے۔پھر انہوں نے طے کیا کہ اگلے دن جو بھی شخص خانہ کعبہ میں سب سے پہلے داخل ہوگا، حجرِ اسود کو نصب کرنے کا اعزاز اسے ملے گا۔اگلے دن خانہ کعبہ میں سب سے پہلے حضور پاک داخل ہوئے لہذا حجرِ اسود کو نصب فرمانے کا اعزاز انکے حصے میں آیا۔آپ نے حجرِ اسود کو اٹھا کر پہلے اپنی چادر پر رکھا اور پھر تمام قبائل سے ایک ایک نمائندے کو چادر کا کونہ پکڑ کرا سے نصب کرنے کے مقام تک لے گئے اور وہاں پر چادر سے اٹھا کر اپنے ہاتھوں سے اسکی جگہ پر نصب فرمادیا، اس طرح قبائل کے درمیان خونریزی کو ٹال کر معاملے کو انتہائی خوش اصلوبی سے حل فرمادیا۔اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قبلِ اسلام بھی لوگ حجرِ اسود کی عظمت سے اچھی طرح واقف تھے۔لہذا اسے جنت کا ایک عام پتھر کہنا سخت بے ادبی وگستاخی ہے۔

حجرِ اسود حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے بھی جنت میں موجود تھا اور اسے وہاں بھی ایسا ہی تعظیمی مقام حاصل تھا۔تمام فرشتے حجرِ اسود کو ہی سجدہ کیا کرتے تھے، حضرت آدم کو بھی اس کی تعظیم کا حکم تھا۔بعدازاں اللہ کے حکم پر وہ اسے اپنے ساتھ زمین پر لے آئے۔حجرِ اسود کو روزِ ازل سے ہی تعظیم دی گئی ہے۔روزِ ازل حجرِ اسود انسانی شکل میں موجود تھا اور الست بربکم کا عہد نامہ جو اللہ تعالیٰ نے روحوں سے لیا تھا، اسے تحریر کر کے حجرِ اسود کے منہ میں رکھ دیا گیا اور اسے کہا گیا کہ اسے نگل لے۔دنیا میں آنے کے بعد ارواح حجرِ اسود کے سامنے حاضر ہو کر اپنے اسی عہد کو دہراتی ہیں جو انہوں نے روزِ ازل اپنے رب سے کیا تھا۔حجرِ اسود کو قرآن میں تابوتِ سکینہ کہا گیا ہے جسکے بارے میں قرآن میں لکھا ہے؛

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ o (سورۃ البقرۃ، آیت 248، پارہ 2، رکوع 16)

ترجمہ :- اوران سے انکے نبی نے فرمایا بے شک اسکے ملک (حکومت) کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک ایسا تابوت آیگا جس میں تمہارے رب کی طرف سے اطمینان ہے اور آلِ موسٰی اور آلِ ہارون نے جو کچھ چھوڑا اس میں سے بچی کچھی چیزیں۔اسکو فرشتے اٹھائے ہوئے ہونگے۔بیشک اس میں تم سب کیلئے نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔

بنی اسرائیل کے لوگ مشکلات کے وقت تابوتِ سکینہ کو اپنے سامنے رکھ کر دعائیں مانگا کرتے تھے۔اسی طرح انکا عقیدہ تھا کہ اگر جنگ کے وقت وہ اسے اپنے سامنے رکھیں تو انہیں فتح حاصل ہوگی۔باطنی علم سے بے بہرہ علماء ومفسرین کے نزدیک تابوتِ سکینہ لکڑی سے بنا کوئی صندوق ہے جس میں گزشتہ کچھ انبیاء کی تصاویر اور تبرکات بند ہیں۔یاد رہے کہ سکینہ رب کی ایک خاص الخاص رحمت ہے اور لکڑی کے ایک صندوق سے سکینہ (رب کی رحمت) کیسے برس سکتی ہے؟ یہ حجرِ اسود ہی ہے جہاں سے رب کی اس خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے اور قلوب کو سکینہ حاصل ہوتی ہے۔حجرِ اسود کے دو وجود ہیں، ایک ظاہری اور ایک باطنی۔ظاہری حصہ خانہ کعبہ میں نصب ہے جبکہ باطنی حصہ نمائندہ امام مہدی سیدی یونس الگوہر کے سینہ مبارک میں ہے اور وہیں سے حجرِ اسود کے راز افشا ہوتے ہیں۔خانہ کعبہ میں موجود حصے کی حیثیت ایک اسکرین کی مانند ہے اور جو بھی تبدیلی باطنی حجرِ اسود میں واقع ہوتی ہے وہ خانہ کعبہ میں نصب حجرِ اسود میں نظر آتی ہے جسے ظاہری آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے۔

(02) - حضرت امام مہدی علیہ السلام علم لدنی سے بھرپور ہونگے۔(شاہ رفیع الدین، بحوالہ 14 ستارے مئولفہ مولانا سید نجم الحسن کراروی)

(03) - امام مہدی علم لدنی سے بھرپور ہونگے۔امام مہدی کے پاس حضور اکرم کا کرتہ، تلوار اور جھنڈا ہوگا۔امام مہدی کے پاس تابوتِ سکینہ ہوگا جسے دیکھ کر یہودی ایمان لائینگے سوائے چند کے۔امام مہدی خانہ کعبہ کا خزانہ (تاج الکعبہ) تقسیم فرمائینگے۔ (پیر مہر علی شاہ)

علمِ لدنی وہی علم ہے جسے سیکھنے کیلئے حضرت موسیٰ، حضرت خضر کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ یہ خدا کی ذات اور اسکی شخصیت سے متعلق روحانی علم ہے۔ حضرت موسیٰ ایک اولوالعزم رسول ہوکر بھی اسے سمجھ نہیں پائے، نہ اسکی شرائط پر پورا اتر پائے اور محض تین مختصر واقعات کے بعد علیحدہ کردئے گئے۔ حضور پاک نے بھی اس علم کو عام نہیں فرمایا۔ آپکی عمومی تعلیم شریعت پر مبنی تھی جو ہر عام و خاص تک پہنچی جن میں منافق و خوارج بھی شامل تھے۔ لیکن علمِ طریقت صرف چند انتہائی مقرب اصحابہ کو تعلیم فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ مجھے حضور پاک سے دو علم حاصل ہوئے ایک تمہیں بتلا دیا، دوسرا بتلاؤں تو تم مجھے قتل کردو۔ جن لوگوں کو حضور پاک سے صرف علمِ شریعت ملا ان میں سے بیشتر بعد ازاں منافق و خوارج ہوگئے۔ لیکن جن اصحابہ کرام کو علمِ شریعت کیساتھ علمِ طریقت بھی ملا وہ آخر تک آپکے جانثار رہے۔ 1400 سالوں سے یہ علمِ طریقت سینہ بہ سینہ اللہ کی محبّ ارواح کو سخت چلوں اور مجاہدوں کے بعد ملتا آیا ہے۔ جن اولیاء نے اس علم کو عام لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی سرمد شہید کی طرح یا تو انکی گردنیں قلم کردی گئیں، یا منصور حلاّج کی طرح سولی پر لٹکا دئے گئے، یا پھر شاہ شمس سبزواری کی طرح انکی کھال کھینچ دی گئی۔ لیکن امام مہدی کا معاملہ بالکل مختلف ہوگا۔ وہ اللہ کی ذات سے متعلق اس علمِ لدنی کو دنیا میں اس طرح عام فرمائینگے جسطرح انبیاء نے علمِ شریعت کو عام لوگوں میں پھیلایا جن میں منافق اور خوارج بھی شامل تھے۔ سیدنا گوھر شاہی کی تصنیفِ لطیف دینِ الٰہی اسی علمِ لدنی سے بھرپور ہے جسکے حصول کیلئے اولیاء کو اپنی جان بھی داؤ پر لگانا پڑتی تھی۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے اس کتاب میں خدا کے پوشیدہ رازوں سمیت اس کائنات کا علم بند فرمادیا ہے۔ 1400 سالوں سے عاشقوں اور قلندروں تک محدود رہنے والے خاص الخاص علم و فیض تک کسی منافق کی رسائی امام مہدی کے لامحدود اختیارات کو ثابت کرتی ہے۔ آمدِ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی سے قبل منافق تو کجا سخت ترین امتحانوں، آزمائشوں اور چلّوں سے گزرنے والے اولیاء کو بھی اس علم و فیض کے حصول کی گارنٹی نہیں ہوا کرتی تھی لیکن امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے اسکو علمِ شریعت کی طرح عام فرمادیا ہے۔ امام مہدی سیدنا گوہر شاہی کی تعلیمات کا بیش بہا خزانہ یوٹیوب (www.YouTube.com) پر سیدی یونس الگوہر کی تقاریر کے علاوہ اُن کی نمائندہ ویب سائٹس پر بھی دستیاب ہے۔

یاد رہے کہ ہر نبی اور ولی کے پاس دو علم ہوا کرتے ہیں، ایک عام کیلئے اور ایک خواص کیلئے جو وہ صرف اپنے مقربین کو عطا فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہ علمِ لدنی امام مہدی کیلئے علمِ عام کی طرح ہوگا جسے وہ سب میں تقسیم فرمائینگے لیکن اُن کے پاس اپنے خاص علوم (علومِ مہدی) بھی ہونگے جو صرف اپنے مقربین کو عطا فرمائینگے۔ ان علوم میں اللہ تعالیٰ کے تختِ خداوند سے بھی آگے واقع عالمِ غیب سے متعلق تعلیم ہوگی جو اس سے پہلے دنیا میں متعارف نہیں ہوئی۔

(04) - خدا کے دین کی خدمت دلیل سے کرے گا۔ (حافظ ابن حجر، فتح الباری)

امام مہدی کیلئے مشہور ہے کہ بڑے بڑے عالم، سائنسدان اور محقق جنکو اپنے اپنے علوم پر ناز ہوگا جب امام مہدی کی گفتگو سنیں گے تو انکی زبانیں گنگ ہو جائینگی۔ بڑے بڑے علماء اُن سے بحث کرنے پہنچیں گے لیکن زچ ہوکر رہ جائینگے۔ اسی طرح سائنس کے مسلّم نظریات (Theories) کو چیلنج فرما کر غلط ثابت فرمائینگے، اُن کی دلائل سے بھرپور گفتگو سن کر سائنسدان بھی مبہوت ہوکر رہ جائینگے۔ سیدنا گوہر شاہی کے پاس مسلم، عیسائی اور یہودی مذاہب سمیت مختلف عقائد کے علماء بحث و مباحثے کیلئے پہنچے لیکن سیدنا گوھر شاہی کی دلائل سے بھرپور گفتگو سن کر قائل ہوکر واپس لوٹے۔ اسی طرح سیدنا گوھر شاہی نے سائنس کے کئی نظریات کو دلائل کے ذریعے غلط ثابت فرمایا جن میں سائنسدانوں کا یہ خیال کہ زمین بیضوی شکل کی گیند کی مانند ہے اور یہ کہ زمین سورج کے گرد گردش کر رہی ہے۔ اُن کی تعلیم کے مطابق یہ زمین ایک پلیٹ کی مانند چپٹی اور ساکت ہے جبکہ سورج اسکے گرد گردش کر رہا ہے۔

(05) - امام مہدی خاتم الاولیاء ہیں۔

جسطرح حضور پاک کی آمد پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوا اسی طرح امام مہدی کی آمد پر ولایت کا سلسلہ بھی ختم ہو جائیگا۔ اسکے علاوہ 360 اولیاء (غوث، قطب وابدال وغیرہ) پر مشتمل رجال الغیب کا عملہ جو حضور پاک سے احکامات لیکر دنیا کا نظم ونسق چلاتا ہے، انکا سلسلہ بھی اپنے اختتام کو پہنچے گا۔ امام مہدی کی آمد کے بعد نہ کوئی غوث ہو گا نہ کوئی قطب وابدال۔ آپ سے منسلک لوگ امام مہدی کے حواری کہلائینگے۔ اور انکا درجہ ہر غوث، قطب وابدال سے کئی گنا بڑا ہو گا۔ ولایت دراصل تعلق باللہ کا نام ہے یعنی زمین پر موجود انسانوں کا اللہ سے تعلق۔ ولایت ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا رابطہ اللہ سے کٹ جائے گا اور اللہ تک رسائی، فیض وہدایت اور شفاعت کا واحد راستہ امام مہدی کے ذریعے ہو گا۔

(06) - امام مہدی جملہ انبیاء واولیاء واصفیاء کے کمالات کے مظہر ہونگے۔ (ارجح المطالب)

جملہ انبیاء ومرسلین کو کوئی ایک ہی معجزہ یا کمال عطا ہوا لیکن امام مہدی کی ذات میں جملہ خصائل ومحاصن جمع ہونگے اور وہ روحانی معاملات و تصرفات میں کسی بھی نبی یا ولی کے محتاج نہیں ہونگے۔

(07) - حضرت امام مہدی انبیاء سے بہتر ہیں (اسعاف الراغبین)

تمام انبیاء نے صرف اپنے علاقے اور اپنی اقوام کے لوگوں کو فیض دیا۔ نبی آخر الزماں نے بھی اپنی حیاتِ ظاہری میں صرف خطہ عرب کے لوگوں کو فیض دیا۔ دیگر اقوام تک انکا فیض مختلف اولیاء کے ذریعے پہنچا جنہوں نے اپنی اپنی اقوام تک یہ فیض پہنچایا لیکن امام مہدی کا فیض بیک وقت کُل انسانیت کیلیئے ہو گا۔

(08) - آپ کا چہرہ حضور پاک سے مشابہہ اور آپ کے اخلاق حضرت رسول اللہ کے اخلاق حسنہ سے پوری طرح مشابہت رکھتے ہونگے۔ (اکمال الدین)

چاند پر نمایاں تصویر کے بعد امام مہدی کی مستند شخصی اور ذاتی پہچان اُن کی حضور پاک سے مشابہت ہو گی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ امام حسن اوپری حصے یعنی سر میں حضور پاک کے مشابہہ اور امام حسین سر سے نچلے حصے یعنی دھڑ میں حضور پاک کے مشابہہ تھے جبکہ امام مہدی سر سے پاؤں تک ہو بہو حضور پاک سے مشابہہ ہونگے۔ لیکن یہ پہچان صرف وہی لوگ کر پائیں گے جنہوں نے حضور پاک کو دیکھا ہوا ہو۔ آج امت مسلمہ حضور پاک کو حیات النبی مان کر بھی انکی باطنی صحبت سے محروم ہے۔ اس وقت امتِ محمدی میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس نے حضور پاک کا دیدار کیا ہو اور اسے مجلسِ محمدی یا حضور پاک کی صحبت نصیب ہو، اسی لئے امت محمدی امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو پہچاننے سے قاصر ہے۔ روایت کے دوسرے حصے کے مطابق آپ کا سخت سے سخت ترین دشمن بھی آپ کے اخلاقِ حسنہ کی تعریف سے انکار نہیں کر پائیگا اور امام مہدی سیدنا گوہر شاہی سے ذاتی ملاقات یا تعلق رکھنے والے انکے مخالفین بھی آپ کے اخلاق حسنہ کی تعریف سے انکار نہیں کرتے۔

(09) - امام مہدی کی رگوں میں دودھ ہو گا۔ (اولیاء کرام)

امام مہدی سے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ اُن کی رگوں میں خون کے بجائے دودھ نکلے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اندر سے مطلق نور ہونگے۔ لیکن یہ پہچان صرف ان لوگوں کیلیئے ہے جنکے اپنے اندر بھی کچھ نور ہو گا، جیسا کہ ابنِ ماجہ کی ایک روایت میں لکھا ہے کہ امام مہدی میں بہت زبردست نور ہو گا اور جسکے دل میں ذرا سا بھی نور ہو گا وہ امام مہدی کو ضرور پہچان لے گا۔ (کنز الحقائق)

(10) - آپ کی پشت پر اسی طرح مہر امامت ثبت ہے جس طرح پشت رسالت مآب پر مہر نبوت ثبت تھی۔ (اعلام الورای، غایۃ المقصود

جلداول اور نورالابصار)

حضرت علی نے فرمایا کہ امام مہدی کی پشتِ مبارک پر مہرِ مہدیت ہوگی۔ سیدنا گوھر شاہی کی پشتِ مبارک پر مہر مہدیت موجود ہے جونسوں سے ابھرتی ہے اوراس میں سے سات رنگ کی نوری شعائیں برآمد ہوتی ہیں۔ یہ مہر کسی ایک مقام پر نہیں ٹھہرتی بلکہ دائیں بائیں جگہ بدلتی رہتی ہے۔ اس مہرِ مہدیت کا ظاہری ثبوت یہ ہے کہ سیدنا گوھر شاہی کے دائیں اور بائیں ہاتھوں کی انگلیوں پر اسم اللہ اور اسم محمد جلد میں نقش ہے۔

(11) - امام مہدی لوگوں کو اسمِ ذات اللہ عطا کریں گے۔ (قیامت نامہ از شاہ رفیع الدین)

سیدنا گوہر شاہی نے تقریباً 20 سال تک اسمِ ذات کے قلبی ذکر کا فیضِ بیشمار لوگوں کو عطا فرمایا ہے۔

(12) - امام مہدی سے آسمان وزمین دونوں راضی ہونگے۔

امام مہدی سے نہ صرف زمین پر بسنے والی مخلوق بلکہ آسمانوں میں رہنے والے بھی راضی ہونگے۔ یہ امام مہدی کی الوہیت کی طرف اشارہ ہے کہ زمین وآسمان میں موجود جنات، موکلات اور فرشتوں سمیت کل مخلوق اُن سے راضی ہوگی۔

(13) - حموینی کا بیان ہے کہ آپکے جسم کا سایہ نہ ہوگا۔ (غایۃ المقصود)

جسمانی معراج کے بعد حضور پاک کے جسم کا سایہ ختم ہوگیا تھا۔ چونکہ امام مہدی کے جسم کی تشکیل حضور پاک کی انہی ارضی ارواح سے ہوگی لہذا امام مہدی کے جسم کا سایہ نہیں ہوگا۔

(14) - امام مہدی کے حواری تمام امتوں کے حواریوں سے بہتر ہونگے۔

اکتسابِ فیض کے دوطریقے ہیں، ایک طریقہ تو اللہ کیلئے مخصوص ومحدود ہے اور دوسرا طریقہ انبیاء واولیاء کیلئے۔ حضور پاک نے فرمایا کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اسکے ساتھ ایک شیطان جن بھی پیدا ہوتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ بھی پیدا ہوا تھا؟ فرمایا کہ ہاں پیدا ہوا تھا لیکن میری صحبت سے پاک ہوگیا۔ اگر شیطان جن (یعنی نفس) امام الانبیاء کے ساتھ پیدا ہوا تو یقیناً وہ تمام انبیاء، اولیاء، مومنین وصدیقین کے ساتھ بھی پیدا ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ انبیاء اور مرسلین کے ساتھ جو شیطان جن پیدا ہوتا ہے وہ کیسے پاک ہوتا ہے، جبکہ انکا کوئی مرشد بھی نہیں ہوتا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ انبیاء اور مرسلین کا مرشد اللہ خود ہوتا ہے۔ تمام انبیاء ومرسلین نے اپنی نبوت اور رسالت کا اعلان چالیس سال کی عمر سے پہلے نہیں کیا۔ اس دوران اللہ براہِ راست انکے نفوس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ اپنی نظر سے کرتا ہے یعنی انکی رشد من اللہ ہوتی ہے۔ اوراس طرح کا سلسلہ جس میں براہِ راست اللہ سے رشد وہدایت حاصل ہو اس سلسلے کو نظر البشر کہتے ہیں یعنی اللہ کی نظروں سے نفوس کا پاک اور قلوب کا زندہ جاوید اور منور ہونا۔ یہ طریقہ صرف اور صرف اللہ کیلئے مخصوص ومحدود ہے۔ اس سلسلے میں شامل شخص کو کسی عبادت کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ تمام انبیاء سے ثابت ہے کہ اعلانِ نبوت سے پہلے کا عرصہ عبادت وریاضت میں نہیں گزارا۔ حضرت موسیٰ آگ کی تلاش میں کوہِ طور پہنچے تو آگ میں سے آواز آئی اے موسیٰ تم ایک مقدس وادی میں داخل ہوئے ہو، اپنے جوتے اتاردو۔ پھر آواز آئی کہ میں تمہارا رب ہوں۔ اس وقت حضرت موسیٰ کو نہ کسی عبادت کا پتہ تھا نہ وہ کوئی عبادت کیا کرتے تھے لیکن پھر بھی نبوت مل گئی۔ کیا ان پر نبوت حاصل کرنے کیلئے عبادت وریاضت کی کوئی شرط لگائی گئی؟ نہیں۔ کیونکہ نبوت اللہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے وہ جس کو چاہے عطا کردے۔ جب وہ کسی کو نبوت عطا کرتا ہے تو پھر یہ اللہ کی ذمہ داری ہوجاتی ہے کہ وہ اسکا نفس پاک کرے اور قلب کی صفائی کرے۔ لہذا وہ اس نبی یا رسول کا تزکیہ اور تصفیہ اپنی نظروں سے کرتا رہتا ہے، اس سلسلے کو نظر البشر کہتے ہیں۔ نظر البشر میں کوئی وسیلہ نہیں ہوتا اور اس سلسلے میں انحصار اللہ پر ہوتا ہے نہ کہ بندے پر۔ اسی لئے کسی نبی نے نفس کی طہارت اور قلب کی پاکیزگی کیلئے عبادت اختیار نہیں فرمائی

نفس کی پاکیزگی اور منصب پر فائز ہونے کے بعد انبیاء اور مرسلین اپنے امتیوں کو فیض پہچانے، انکے نفوس کو پاک کرنے اور قلوب کی صفائی کیلئے ان سے خوب عبادات کرواتے۔ عبادات کے ذریعے ہی امتیوں کے نفس پاک ہوتے اور انکے مراتب مقرر ہوا کرتے تھے۔ اس طریقے پر نفس کی پاکیزگی اور قلب کی طہارت حاصل کرنے کے سلسلے کو عبدالبشر کہتے ہیں۔ اولیاء، مومنین، صدیقین، صالحین اور امامین کے نفوس اسی عبدالبشر سلسلے کے ذریعے پاک ہوئے۔ کسی نبی یا رسول کیلئے یہ ممکن نہیں کہ خود نظرالبشر کا فیض حاصل کرنے کے بعد آگے وہ بھی کسی کو نظرالبشر سے چلا سکے۔ یعنی نظر البشر کے فیض کا حامل آگے کسی اور کو نظرالبشر کے طریقہ پر فیض نہیں پہنچا سکتا کیونکہ نظرالبشر کا طریقہ صرف اللہ کیلئے مخصوص ہے۔ آدم سے لے کر امام الانبیاء تک کسی نے بھی لوگوں کو نظرالبشر کے طریقے پر فیض نہیں پہنچایا۔ اس سلسلے کا استحقاق صرف اللہ کو حاصل ہے کوئی نبی ولی اسکا حامل نہیں ہو سکتا۔

آیئے اب یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ امام مہدی کے حواری حضور پاک کے اصحابہ کرام سمیت تمام امتوں کے حواریوں سے افضل کس طرح ہونگے؟ حضور پاک پر ہر وقت اللہ کی نظرِ رحمت پڑتی رہتی تھی۔ صحابہ کرام حضور پاک کی صحبت میں بیٹھتے تو وہ بھی نظرِ رحمت کی زد میں آجاتے۔ لیکن صحابہ چوبیس گھنٹے محمد رسول اللہ کی صحبت میں نہیں بیٹھا کرتے تھے۔ حضور پاک کو اور بھی کام کرنا ہوتے تھے، بیویاں اور کنیزیں بھی تھیں، کبھی لڑائی ہو رہی ہے، کبھی یہاں جانا ہے کبھی وہاں جانا ہے، فیصلے بھی کرنا ہوتے تھے اور پھر راتوں کو نماز میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اسلئے صحابہ کو چوبیس گھنٹے انکی صحبت میں گزارنے کا موقع نہیں ملا کرتا تھا۔ لہذا اصحابہ کے ایمانوں کا سارا دارومدار اور انحصار نظرِ رحمت پر نہیں تھا۔ اگر صحبتِ رسول کافی ہوتی تو نمازیں فرض نہ کی جاتیں، نہ حج اور روزے فرض کئے جاتے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ نبی قرآن کی آیتیں سنا سنا کر تمہارے نفوس کو پاک کرتا ہے۔ قرآن میں یہ بھی لکھا ہے کہ روزے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے اور تم پر بھی فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم پاک ہو جاؤ۔ اگر نبی آیتیں سنا کر نفس پاک کر رہے ہیں تو روزے کیوں فرض کئے گئے؟ یعنی ایک طرف تو قرآن کہہ رہا ہے کہ نبی آیتیں سنا سنا کر تمہارا تزکیہ نفس کر رہا ہے اور دوسری طرف کہہ رہا ہے کہ روزے تم پر اسلئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم پاک ہو جاؤ۔ اسکا مطلب کہ نفس کی پاکیزگی کا دارومدار روزوں پر تھا، نہ کہ صحبتِ رسول پر۔ یعنی روزوں کے ذریعے نفس میں پاکیزگی آجائے اور جو تھوڑی بہت کمی بیشی رہ جائے گی وہ صحبت رسول میں بیٹھنے سے پوری ہو جائے۔ لہذا اصحابہ کا جو سلسلہ تھا وہ عبدالبشر کا تھا۔ صحابہ کے نفوس کی پاکیزگی کا دارومدار اس بات پر تھا کہ وہ کتنی عبادت کرتے ہیں، اسی لئے ان پر نماز، روزے اور ذکر کو لازمی قرار دیا گیا۔ یہ عبادات اس بات کا مظہر ہیں کہ اصحابہ کرام بقیہ امتوں کی طرح عبدالبشر کے سلسلے میں شامل تھے۔ لیکن امام مہدی سے اکتسابِ فیض کا جو سلسلہ ہے وہ نظرالبشر کا ہے، اسی لئے امام مہدی کے حواری عبادات کے پابند نہیں ہیں۔ یہی وجہ تھی ماضی میں لوگ الزام لگاتے کہ جو بھی سیدنا گوھر شاہی سے منسلک ہوتا ہے اسکی نمازیں چھوٹ جاتی ہیں یعنی اُن سے وابستہ ہو کر لوگ نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ منافقوں کی جماعت انجمن سرفروشانِ اسلام لوگوں کو اس بات کی وضاحت کرتے کرتے تھک گئی کہ سیدنا گوھر شاہی نے کبھی نماز کا منع نہیں فرمایا لیکن وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کا سلسلہ نظر البشر کا ہے اور اُن سے وابستہ لوگ کسی عبادت کے محتاج نہیں ہیں۔ امام مہدی کے سلسلے میں عبادت کرنا الٹا جرم ہے کہ عبدالبشر کے سلسلے میں شامل نہیں پھر بھی عبادت کر رہا ہے۔ امام مہدی کے حواری عبادت کر کے رب کو راضی کرنے والوں میں سے نہیں وہ تو نظروں سے خیر مانگنے والوں میں سے ہیں، انکے ایمانوں کا دارومدار نظرِ مہدی پر ہے۔ بابا بلھے شاہ نے کہا نہ میں پنج نمازاں نیتی نہ تسباح کھڑکایا بلھے نوں مرشد ملیا جوایویں ئی جا بخشایا۔ بلھے شاہ بغیر نماز تسبیح کے ولی بن گیا۔ اسکا مرشد اتنا بڑا تھا کہ بغیر نمازوں کے اسے ولی بنا دیا تو کیا امام مہدی کے حواریوں کو عبادات اور صعوبتیں برداشت کرنے کی ضرورت پڑے گی؟ صحابہ کو تو اتنی دیر نظر کا فیض ملا جتنی دیر انہوں نے محمد رسول اللہ کی صحبت میں گزارا لیکن امام مہدی کے حواری نظرالبشر میں ہونے کی وجہ سے چوبیس گھنٹے اُن کی نظروں میں ہونگے، یہی وجہ ہے کہ انکا مرتبہ حضور پاک کے اصحابہ سے بڑھ کر ہوگا۔ جب اس دور کی کتاب افضل، سنت افضل، زمانہ بھی افضل تو کیا اُن کے حواری کسی سے کم ہونگے؟

(15) - حضرت خضر اور اصحاب کہف امام مہدی کے دور میں ظاہر ہونگے۔ (فیوض الرحمان اردو ترجمہ روح البیان

پارہ 15، سورۃ الکہف)

حضرت عیسیٰ کی زمین پر آمد کے بعد انکے حواری اصحاب کہف، انکے ساتھ مل کر امام مہدی کے مشن کی خدمت کرینگے۔ اسی طرح حضرت خضر بھی امام مہدی کے ظہور کے بعد منظر عام پر آجائینگے۔

امام مہدی کے متعلق شیعہ فرقہ کے عقائد

شیعہ فرقے کے علم کی بنیاد منطق پر ہے اور اسی منطق کی وجہ سے وہ مزید ٹکڑوں میں منقسم ہیں۔ مسلمانوں میں سب سے زیادہ یعنی 32 فرقے شیعہ عقائد سے متعلق ہیں۔ شیعہ فرقہ بالخصوص ایرانی عوام کا عقیدہ امام مہدی کے بارے میں ابہام پر مشتمل ہے۔ شیعہ فرقہ کے نزدیک امام حسن عسکری کے گمشدہ فرزند امام مہدی ہیں۔ اس بچے کو گم ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں۔ وہ بچپن میں ہی گم ہو گئے تھے، نہ تو انہوں نے اعلان کیا کہ وہ امام مہدی ہیں نہ ہی رب کی جانب سے انکے تصدق کیلئے کوئی نشانی ظاہر ہوئی، نہ ہی انکی تعلیم کا کوئی سراغ ملتا ہے۔ شیعہ فرقے کا اصرار ہے کہ یہی بچہ امام مہدی ہے، وہ اس بچے کو صرف اس بنا پر امام مہدی قرار دیتا ہے کہ یہ اہلِ بیت میں سے تھے۔ یاد رہے کہ امام عسکری کے گمشدہ فرزند ایک مصری لونڈی کے بطن سے پیدا ہوئے جبکہ شیعہ روایات میں لکھا ہے کہ وہ نجیب الطرفین یعنی ماں اور باپ دونوں طرف سے سید ہونگے۔ لہٰذا امام عسکری کے فرزند کو امام مہدی تسلیم کرنا انکا اپنی ہی روایات کی خلاف ورزی ہے۔

باطنی قانون کی رو سے، غائب ہوجانے کے بعد جب کوئی واپس آتا ہے تو نہ صرف اسکی عمر وہی رہتی ہے بلکہ وہ اسی جسم سمیت واپس آتا ہے جس جسم سے وہ غائب ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ تقریباً 35 سال کی عمر میں عالم بالا میں تشریف لے گئے اور وہ اسی عمر اور اسی جسم سمیت واپس آئینگے۔ اسی طرح اصحابِ کہف بھی اسی جسم اور اسی عمر میں آئینگے جس میں ان کو غار میں سلایا گیا تھا۔ امام عسکری کے بیٹے پانچ سال کی عمر میں غائب ہوئے تھے، لہٰذا باطنی قانون کی رو سے واپسی پر انکی عمر پانچ سال ہی ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ اپنی آمد کے بعد وہ کس فیملی یا خاندان سے منسلک ہونگے؟ کیونکہ انکی اپنی فیملی تو اس دنیا میں نہیں رہی۔ مزید یہ کہ انکو اعلانِ مہدیت کرنے میں مزید 35 سال درکار ہونگے کیونکہ اللہ کے نزدیک کسی بھی مرتبے کے اعلان کیلئے 40 سال کی عمر مقرر کی گئی ہے، 40 سال کی عمر کو روحانی بلوغت (Maturity) کی عمر قرار دیا گیا ہے۔ حضور پاک سمیت تمام انبیاء و اولیاء چالیس سال کی عمر کے بعد ہی ڈیوٹی پر مامور ہوئے ہیں۔ حضور پاک نے فرمایا کہ میں دنیا میں آنے سے پہلے بھی نبی تھا لیکن اسکے باوجود اپنی نبوت کا اعلان چالیس سال سے قبل نہیں فرمایا، اسی طرح غوث پاک سمیت کئی اولیاء کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مادرزاد (پیدائش کی عمر سے ہی) ولی تھے لیکن انہوں نے بھی ولایت کی ڈیوٹی، مرشد کو تلاش کرنے اور چلوں مجاہدوں کے بعد نفس کو پاک کرنے اور چالیس سال کی عمر کے بعد ہی ادا کی۔ لہٰذا امام عسکری کے بیٹے کی امامت میں 35 سال مزید لگیں گے جبکہ اس دنیا کی بقیہ عمر 15 سال سے زیادہ نہیں۔ پھر یہ کہ روحانی بلوغت کے اس اصول پر اگر امام عسکری کو پرکھا جائے تو خود امام حسن عسکری کی امامت بھی مشکوک ہوجاتی ہے کیونکہ انکا وصال 27 سال کی عمر میں ہوا تھا، جب انہیں خود اپنی امامت کے اعلان کا موقع نہیں ملا تو انکا کمسن بیٹا کس طرح اتنے بلند مرتبے پر فائز ہوسکتا ہے؟

امام عسکری کے فرزند امام جعفر صادق اور دیگر آئمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں

آیئے اب مندرجہ بالا میں بیان کی گئی امام جعفر صادق اور دیگر آئمہ کرام کی روایات کو فرداً فرداً دیکھیں کہ امام عسکری کے فرزندان میں کس حد تک پورا اترتے ہیں۔

(01). امام مہدی ایک نئے امر کے ساتھ قائم ہونگے، نئی کتاب لائینگے :- شیعہ بتائیں کیا انکے پاس امام مہدی کی وہ نئی کتاب موجود ہے؟ سیدنا گوھر شاہی نے تمام مذاہب وعقائد کیلئے قابلِ قبول روحانی علوم اور خدا کے پوشیدہ رازوں پر مبنیٰ اپنی معرکتہ الآراء تصنیف دینِ الٰہی کا تحفہ تمام انسانیت کو عطا فرمایا ہے۔ روایات میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اللہ کا دین لائینگے جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک کو بھی تاکید فرمائی کہ جب وہ دین آ جائے تو تم بھی اپنا رخ اس طرف موڑ لینا۔ کیا عسکری کے بیٹے نے تم کو دین اللہ دیا ہے؟

(02). امام مہدی کو محمد الرسول اللہ سے زیادہ ستایا جائیگا :- کیا امام عسکری کے بیٹے کو کسی نے ستایا؟ وہ تو بلوغت پر پہنچنے اور کسی کے ستانے سے پہلے ہی غائب ہو گئے۔ جبکہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو جتنا ستایا گیا اسکی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔

(03). امام مہدی کو اُن کی آل اور خاندان والے جھٹلا دینگے :- شیعہ جائزہ لیں کیا امام عسکری کے فرزند کو انکے گھر والوں جن میں انکے والد امام عسکری یا والدہ نرجس خاتون شامل ہیں، نے جھٹلایا؟ یا امام عسکری کے خاندان کے کسی دیگر فرد نے انکو جھٹلایا؟ جبکہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو اُن کے اہلِ خانہ جن میں اُن کی بیوی اور بیٹے بھی شامل ہیں، نے نہ صرف جھٹلایا بلکہ سیدنا گوھر شاہی کی امامت کے خلاف بھرپور مہم بھی چلائی۔ اہلی سے مراد اگر ماننے والے بھی ہوں تو تم انکے ماننے والے ہو، کیا تم نے انکو جھٹلایا ہے؟ جبکہ یہ علامات امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے حق میں پورا اترتی ہیں۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد نے باوجود اُن سے روحانی اکتسابِ فیض کے، لالچ، دشمنوں کے خوف اور منفی پروپیگنڈے کا شکار ہو کر اُن کی امامت کو جھٹلا دیا ہے۔

(04). امام مہدی کے اہلِ خانہ اُن کا انکار کرینگے اور اسکی وجہ خوف اور دنیاوی لالچ ہوگا :- اول تو امام عسکری سمیت انکی فیملی کے کسی فرد کے انکار کا کوئی حوالہ تاریخ میں نہیں ملتا۔ پھر اس میں جھٹلانے کی وجہ خوف اور دنیاوی لالچ بیان کی گئی ہے۔ جب امام عسکری کے بیٹے کو انکے اہل خانہ نے جھٹلایا ہی نہیں تو جھٹلانے میں کسی خوف یا دنیاوی لالچ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جبکہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کے اہلِ خانہ جس میں بیوی اور بیٹے شامل ہیں انہوں نے لالچ میں آ کر اُن کی امامت کا انکار کر کے ایک جعلی مزار بنا کر بیٹھ گئے ہیں اور لوگوں سے پیسہ بٹور رہے ہیں۔

(05). چانداور سورج کی عبادت کرنے والے امام مہدی کو تسلیم کرینگے :- شیعوں کے پاس اس بات کی کیا وضاحت ہے کہ چانداور سورج کی پوجا کرنے والے امام مہدی کو تسلیم کرینگے؟ کیا شیعہ چاند و سورج کی پوجا کرتے ہیں؟ اگر وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں تو امام جعفر صادق کی اس روایت پر وہ ایمان نہیں لاسکیں گے کیونکہ چاند و سورج کی عبادت اسلام میں جائز نہیں۔ یہی شیعہ جو امام مہدی کا نام لئے بغیر نہیں سوتے جب ان سے چاند و سورج کی پوجا کا کہا جائے تو وہی ان کو رد کر دینگے۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ امام مہدی پر وہ لوگ ایمان لائینگے جو چانداور سورج کی عبادت کرتے ہونگے۔ اگر شیعوں سے پوچھا جائے کہ تم اللہ کی عبادت کرتے ہو یا چاند کی تو وہ کہیں گے استغفر اللہ۔ تو پھر سن لو کہ تم امام مہدی پر ایمان نہیں لاسکتے۔

(06). امام مہدی کا چہرہ چاند پر چمکے گا :- شیعوں کے پاس امام عسکری کے فرزند کی کوئی تصویر موجود نہیں ہے کیونکہ اس زمانے میں کیمرے نہیں تھے، لہذا انکا چہرہ اگر چاند پر آ بھی جاتا تو ان کو کیسے پتہ چلتا کہ یہ چہرہ امام عسکری کے بیٹے کا ہے؟ امام مہدی کا چہرہ چاند پر ظاہر ہو چکا ہے جسکا مطلب ہے کہ امام مہدی اسی حلیے میں دنیا میں تشریف فرما ہیں۔ اگر منجانب اللہ ظاہر ہونے والی تصویر سے موازنے کیلئے کوئی تصویر موجود نہیں ہے تو پھر اللہ کی جانب سے ظاہر ہونے والی اتنی عظیم الشان نشانی کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ چاند میں ظاہر ہونے والا چہرہ ایک بزرگ ہستی کا ہے جن کی ریش مبارک بھی گھنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کیلئے امام مہدی کی تصویر ظاہر کر دی ہے جسکا مطلب ہے کہ وہ اسی حلیہ میں دنیا میں تشریف فرما ہیں۔ امام عسکری

کے فرزند کی عمر ظہور کی صورت میں 5 سال ہی ہوتی لہذا 35 سال پہلے انکی تصویر ظاہر کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

(07). امام مہدی کے حق میں ایک مددگار ہاتھ بھی ظاہر ہوگا :- اس روایت میں جس مددگار ہاتھ (نمائندہ امام مہدی) کی جانب اشارہ ہے۔ کیا شیعوں کے پاس وہ نمائندہ موجود ہے جو انکے اور امام مہدی کے درمیان رابطے کا فریضہ ادا کر رہا ہو؟ یاد رہے کہ روایات میں صرف ایک نمائندہ کا ذکر ہے جو کم عمر یعنی نوجوان ہوگا اور غیبت کے دور میں وہی امام مہدی سے رابطے کا ذریعہ رہے گا۔ امام عسکری کے بیٹے کو غائب ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں، اس پورے عرصے میں رابطے کی وہ نوجوان کڑی کہاں ہے؟

(08). وہ نمائندہ امام مہدی کے علم اور اُن کی کتاب کا وارث ہوگا، وہ عمر کے لحاظ سے ہم سے چھوٹا لیکن علم کے لحاظ سے ہم سب پر بھاری ہوگا :-

اس روایت میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ امام مہدی کا وہ نمائندہ کم عمر یعنی نوجوان ہوگا۔ شیعوں کے پاس نہ ہی وہ نمائندہ ہے اور نہ ہی امام مہدی کے خصوصی روحانی علوم کا کوئی سراغ۔ شیعہ امام جعفر صادق کی اس روایت کو کہاں لے جائینگے کہ علم 27 حروف پر مشتمل ہے اور اب تک صرف 2 حروف ہی دنیا پر ظاہر کئے گئے ہیں، بقیہ 25 حروف پر مشتمل علم امام مہدی ظاہر فرمائینگے۔ کیا شیعوں کے پاس امام مہدی کے وہ علوم ہیں جو اس سے پہلے کائنات میں کبھی ظاہر نہیں ہوئے جنکا علم نہ حضور پاک کو اور نہ آئمہ کرام کو تھا؟

(09). امام مہدی کی آواز کو ہر قوم اپنی زبان میں سنے گی :- کیا شیعوں کے پاس امام عسکری کے فرزند کا دنیا کے لوگوں سے انکی اپنی زبان میں بات چیت کا کوئی ثبوت ہے؟ جبکہ چاند پر موجود سیدنا گوھر شاہی کی تصویرِ مبارک دنیا کے لوگوں سے انکی اپنی زبانوں میں بات چیت کرتی ہے جس کے گواہ پوری دنیا میں موجود ہیں۔ سیدنا گوہر شاہی کی تمام انسانیت کو دعوتِ عام ہے کہ وہ چاند پر موجود اُن کی تصویرِ مبارک سے بات کر کے دیکھیں۔ ہم شیعوں بالخصوص ایرانی عوام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی تجربہ کر کے دیکھیں کہ چاند میں موجود سیدنا گوھر شاہی کی تصویر کس طرح ان سے انکی اپنی زبان فارسی میں بات چیت کرتی ہے۔

(10). امام مہدی کے حوالے سے دو غیبتوں کا ذکر :- کیا شیعوں کے پاس ان دو غیبتوں کی کوئی وضاحت موجود ہے؟

(11). امام مہدی کے بارے میں لکھا ہے کہ اگر تم سے کوئی آ کر کہے کہ میں اپنے ہاتھوں سے ان کو دفن کر کے آیا ہوں تب بھی یقین نہ کرنا :-

کیا عسکری کے بیٹے کیلئے کسی نے شیعوں کو اطلاع دی کہ وہ انکو اپنے ہاتھوں سے دفنا کر آیا ہے یا انکی قبر پر مٹی ڈال کر آیا ہے؟ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی جب غیبت میں تشریف لے گئے اور امتحان کیلئے ایک ہم شکل جسم پیچھے چھوڑا گیا تو کمزور ایمان والے اس جسم کو اصل سمجھ کر نہ صرف خود دھوکے کا شکار ہوئے بلکہ دیگر پیروکاروں کا ایمان بھی یہ کہہ کر تباہ کر دیا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے ان کو دفن کیا ہے (نعوذ باللہ)۔

(12). غیبت کے دوران اُن کو ماننے والے بھی تذبذب کا شکار ہو کر گمراہ ہو جائینگے :- روایات کے مطابق لوگ پہلے امام مہدی سے وابستہ ہو کر اُن کے پیروکار بنیں گے لیکن غیبت میں تشریف لیجانے پر تذبذب یا دشمنوں کے خوف کی بنا پر منحرف ہو جائینگے، لیکن ان میں سے کچھ کا ایمان سلامت رہے گا اور پھر انہی سلامت ایمان والوں کے درمیان امام مہدی کی واپسی ہوگی۔ اسی لئے روایتوں میں لکھا ہے کہ کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جو اپنے ایمان پر سلامت رہ کر اُن کا انتظار کرتا رہے اور واپسی پر اُن کا مددگار بنے۔ شیعہ بتائیں کہ عسکری کے فرزند کا انتظار کرنے والے انکے پیروکار کون تھے؟ انہوں نے تو اپنا اعلانِ مہدیت بھی نہیں کیا، نہ انکے کوئی پیروکار تھے جو منحرف ہوئے ہوں۔ اور بالفرض امام عسکری کے کچھ پیروکار تھے بھی تو صدیاں گزرنے کے بعد وہ پوری کی پوری نسل تو دنیا سے چلی گئی، انکی واپسی پر اس نسل میں سے کون مددگار بنے گا؟ یا پھر وہ نئے سرے سے لوگوں کو اپنا پیروکار بنا کر غائب ہونگے کیونکہ امام مہدی کی واپسی اپنے انہی پیروکاروں کے درمیان ہوگی جو اُن سے ظاہری طور پر وابستہ اور فیض یافتہ ہونگے۔

امام مہدی نے جس نسل کو اپنا پیغام دیا ہوگا انہی کے درمیان واپس تشریف لائینگے جیسا کہ روایات میں بھی لکھا ہے کہ جو بھی انکی واپسی تک ثابت قدم رہا خوش نصیب ہے۔ واپسی تک ثابت قدمی کا مطلب جس نے غیبت سے قبل اُن سے ملاقات کی ہو اور غیبت کے پورے عرصے کے دوران ثابت قدم رہا اور پھر واپسی پر اُن کا مددگار رہنا۔ یعنی غیبت اور واپسی ایک ہی نسل کے درمیان ہوگی ورنہ یہ روایات جھوٹی ثابت ہو جائیں گی۔

(13). امام مہدی کا ظہور الرٰ کے راز کھل جانے پر ہوگا :- شیعوں کو الرٰ کے راز یا اسکی تعلیم کی سرے سے کوئی سدھ بدھ ہی نہیں، وہ صرف علم الاعداد کی روسے ان الفاظ کے اعداد نکال سکتے ہیں اس سے زیادہ انہیں کچھ علم نہیں۔

ہم شیعوں کو دعوت دیتے ہیں کہ امام مہدی سے متعلق اپنے عقائد کو آلِ محمد کی روایات اور روحانی اصولوں پر پرکھیں اور اگر وہ ان اصولوں پر پورا نہیں اترتے تو اس عقیدے سے باز آ جائیں ورنہ سخت نقصان اٹھائیں گے۔ منطق تمہارے کسی کام نہیں آئے گی بلکہ تم کو حقیقت سے دور لے جائیگی۔ خیالی امام مہدی کا انتظار تمہارے کسی کام نہیں آئے گا۔ حقیقی امام مہدی تمہارے درمیان موجود ہیں تم انہیں جھٹلا کر اپنے تصوراتی امام مہدی میں کھوئے ہوئے ہو، ہوش کے ناخن لو اور امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی منجانب اللہ نشانیوں کی تحقیق کرو اور پھر اُن کی تعلیمات کا مطالعہ کرو تاکہ تمہیں حقائق کا ادراک ہو سکے۔

شیعہ فرقہ کی ہٹ دھرمی

اب جبکہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کا چہرہ چاند پر نمایاں ہو چکا ہے تو شیعہ حضرات ہٹ دھرمی کی بناء پر آلِ محمد اور امام جعفر صادق کی روایات کو رد کر رہے ہیں۔ اگر شیعہ فرقہ آلِ محمد کی محبت میں صادق ہے تو پھر یہ پرکھے کہ چاند پر ظاہر ہونے والا چہرہ کس کا ہے؟ کسی بھی شخصیت کی چاند یا کسی اور مقام پر تصویر کا ظاہر ہونا اس وقت تک بے معنی ہے جب تک وہ شخصیت اس وقت دنیا میں موجود نہ ہو۔ اگر وہ شخصیت روئے زمین پر موجود نہیں ہے تو اس کی تصویر کے ظاہر ہونے سے لوگوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ تصویر کس کی ہے؟ یہی بات قومِ مسلم کو سمجھ نہیں آئی تو کہا کہ چاند پر امام مہدی کی تصویر کیسے آسکتی ہے جبکہ حضور پاک کی تصویر نہیں آئی؟ نمائندہ امام مہدی سیدی یونس الگوھر نے فرمایا کہ حضور پاک کے دور میں کیمرے نہیں تھے لیکن اگر انکی تصویر آ بھی جاتی تو کیا تم اسے تسلیم کر لیتے؟ جبکہ تصویر کو تم حرام کہتے ہو اور پھر یہ کہ اگر تم اس تصویر کو تسلیم کر بھی لیتے تو کیا اس تصویر سے کوئی فیض ملتا؟ اگر محمد کی تصویر سے فیض ملنا ممکن ہوتا تو نہ وَلایت کی ضرورت پڑتی اور نہ ہی امام مہدی کو آنا پڑتا۔

امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے جب چاند پر اپنی تصویر کا راز کھولا تو شیعہ فرقے نے کہا کہ چاند پر علی لکھا ہے۔ جس کا جواب دیتے ہوئے نمائندہ امام مہدی نے فرمایا کہ استاد چاند پر چھوڑ و عرش پر بھی علی لکھا ہے، اور اللہ کی ہتھیلی پر بھی علی لکھا ہے لیکن تم کو اس سے کیا فیض حاصل ہے؟ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی چاند والی تصویر سے تو وہ فیض ہو رہا ہے جو کعبۃ اللہ اور مسجدِ نبوی سے بھی نہیں ہوا۔

بہت سے شیعہ کہتے ہیں کہ امام مہدی قیامت کے دن آئینگے۔ اگر امام مہدی قیامت کے دن آئینگے تو تمہاری رہبری کون کریگا؟ تمکو واصل باللہ کون کریگا؟ اگر تم اسی طرح قیامت تک ذلیل وخوار ہوتے رہے تو امام مہدی کا کیا فائدہ ہوا؟ شیعہ خود کو امام مہدی کا مرید سمجھتے ہیں انکا جشنِ ولادت بھی مناتے ہیں اور انکے چاہنے والے بنے پھرتے ہیں لیکن پھر بھی ذلیل ورسوا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ امام مہدی انکی مدد کیوں نہیں فرماتے؟

اللہ تعالی انبیاء واولیاء کو اس دنیا میں اسلیئے مبعوث فرماتا ہے کہ وہ لوگوں کا تعلق اللہ سے جوڑیں اور یہی ان کی آمد کا بنیادی مقصد ہوتا ہے۔ امام عسکری کے بیٹے نے مسلمانوں کی روحانی ترقی کیلیئے کیا کیا؟ کیا امام عسکری کے بیٹے نے کسی کو تعلق باللہ مہیا کیا؟ کیا شیعہ انکے ذریعے حبل اللہ سے جڑے ہوئے ہیں؟ اگر جڑے ہوئے ہیں تو کیا انکے پاس ذکرِ قلب ہے؟ انکے قلب میں تو نور بھی نہیں ہے حبل اللہ سے جڑنا تو بہت دور کی بات ہے۔

اسی طرح شیعہ فرقہ قومِ مسلم کے باقی فرقوں کو منافق سمجھتا ہے کیونکہ وہ آلِ محمد کی اتنی توقیر نہیں رکھتے جتنی شیعہ رکھتے ہیں لیکن شیعہ خود بھی تو

آلِ محمد کی عظمت و تعلیم سے نا آشنا ہیں۔شیعہ فرقہ خود کو حضرت علی کا پیروکار سمجھتا ہے لیکن نہ تو انکے پاس حضرت علی کی تعلیم ہے نہ انکی وراثت۔شیعانِ حیدر وہی ہیں جو انکی وراثت کے وارث ہیں اور علی کی وراثت تعلیم فقرِ محمدی یا باطنی علم ہے۔حضور پاک کی حدیث ہے کہ مجھ سے محبت کرنی ہے تو فقر کی تعلیم اپنا لو۔حضور پاک نے یہی باطنی تعلیم حضرت علی کو بھی عطا فرمائی۔اگر شیعہ فرقے کے پاس حضرت علی کا علم ہوتا تو وہ 32 فرقوں میں کیوں منقسم ہوتے؟ حضرت علی نے فرمایا:

قال علی ابن ابی طالب : انا حبل اللہ المتین و انا صراط المستقیم و انا الحجۃ للہ علی خلقہ اجمعین بعد رسولہ الصادق الامین۔ (کتاب الغیبہ، صفحہ 220)

ترجمہ :- علی ابن ابی طالب نے کہا میں اللہ کی مضبوط حبل (رسی) ہوں اور میں صراط مستقیم ہوں اور میں اللہ کے صادق امین رسول کے بعد اسکی تمام مخلوق پر اللہ کی حجت ہوں۔

اگر شیعوں کا تعلق علی سے ہوتا تو وہ انکے سینے کی حبل سے جڑے ہوتے۔اگر شیعوں کی علی کی حبل تک رسائی نہیں تو انکا تعلق علی سے نہیں ہے۔صرف زبانی دعویٰ سے کوئی شیعانِ علی نہیں بن سکتا۔تمہارا 32 فرقوں میں تقسیم ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم علی کی حبل سے جڑے ہوئے نہیں ہو۔حامل حبل اللہ وہی ہوتے ہیں جنکو باطنی علم حاصل ہوتا ہے۔تم باطنی علم سے بے بہرہ ہو اور اس طرح نجات سے بھی بہت دور ہو۔تمہارے منطقی علماء نے تمہارے عقائد کو اپنے نفسانی میلان سے تباہ و برباد کر ڈالا۔کوفی لا یوفی۔

شیعہ خود کو اہلِ ذکر سمجھتے ہیں اگر وہ واقعی اہلِ ذکر ہیں تو وہ علم بتائیں جو قرآن میں بیان نہ کیا گیا ہو یعنی تم سوتے رہو دل اللہ اللہ کرتا رہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علی کی کتاب نہج البلاغہ میں وہ علم بند ہے لیکن نہج البلاغہ میں بھی وہ علم نہیں بلکہ نہج البلاغہ تو قرآن ہی کی تفسیر ہے۔یہ علم تو سینہ بہ سینہ چلتا ہے،اسلئے اگر علی لکھ بھی دیتے تو سینے میں کیسے جاتا؟ اگر وہ علم لکھنے والا ہوتا تو اللہ ہی لکھ بھیجتا۔

شیعہ یہ بھی بتائیں کہ امام عسکری کے بیٹے کو کونسا علم حاصل تھا؟ انہوں نے اس امت کو کیا دیا؟ کونسی سنت زندہ کی؟ کس کو اللہ کے دیدار کا سبق دیا؟ وہ خود اللہ کا دیدار نہ کر سکے تو کسی اور کو کیا دیدار کرواتے۔کیا امام جعفر صادق نے اللہ کا دیدار کیا؟ کیا امام زین العابدین نے اللہ کا دیدار کیا؟ کتنے لوگوں نے اللہ کے دیدار کا علم اِن اماموں سے سیکھا؟ اہلِ بیت میں سوائے حضرت علی اور بی بی فاطمہ کے کسی نے بھی اللہ کا دیدار نہیں کیا۔

شیعہ کہتے ہیں علم ہمارے خون میں شامل ہے۔ان جاہلوں کو یہ نہیں پتہ کہ خون میں بیماری ہوتی ہے علم نہیں،علم تو سینے میں ہوتا ہے۔کیا کسی ڈاکٹر کے خون میں آپ کو میڈیکل تعلیم کے جین ملیں گے؟ کیا کسی انجینئر کے خون میں کوئی نقشہ بنا ملے گا؟ علم خون میں نہیں جایا کرتا ورنہ ڈاکٹر اور انجینئر کے خون میں بھی انکے علم کے اثرات نظر آتے۔آج شیعوں کے پاس علی کا علم اسلئے نہیں ہے کیونکہ علی کو باطنی علم ملا تھا جو باطنی اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے،ظاہری طور پر بیان نہیں کیا جاتا۔یہ تعلیم حضور پاک نے علی کو دی۔آگے انہوں نے ان کو دی جن کو اللہ نے چاہا۔اگر وہ علم ظاہری طور پر موجود ہوتا تو شاید واقعی شیعہ سب سے آگے ہوتے۔شیعہ خود کو علی کا محبّ کہتے ہیں لیکن جب وہ یا علی مدد کہتے ہیں تو کیا کبھی علی مدد کیلئے آئے؟ آج شیعہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں،حکومت بھی انکے پاس ہے،طاقت بھی ہے لیکن پھر بھی امام مہدی کا پرچار نہیں کرتے۔مہدی فاؤنڈیشن دنیا کی واحد تنظیم ہے جو کہ برحق نشانیوں اور تعلیم کی بنیاد پر پرچارِ امام مہدی کرتی ہے۔شیعہ فرقے سے سوال ہے کہ تم نے حقائق سے کیونکر آنکھیں بند کر رکھی ہیں؟ یاد رکھو اگر حقائق کو تسلیم نہ کیا تو ایک ایک کر کے واصلِ جہنم ہوتے چلے جاؤ گے۔

شیعہ فرقہ کی جہالت

شیعہ فرقے کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ نبوت اور امامت پر تو یقین رکھتے ہیں لیکن ولایت پر یقین نہیں رکھتے جبکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ بغیر

ولایت نہ تو نبوت اور نہ ہی امامت ثابت ہے۔ ولایت دوقسم کی ہے وَلایت (زبر کیساتھ) اسکا تعلق تجلی اور حبل اللہ سے ہے۔ وِلایت (زیر کیساتھ) اسکا تعلق فقرِ باکرم اور مرتبہ از زبانِ لی علیؒ ہے۔ دونوں قسم کی ولایت کی ابتدا محمد کے دور میں ہوچکی تھی۔ علی کرم اللہ وجہ کو فقر بکمالیہ عطا ہوا جبکہ ابوبکر صدیق کو فقر باکرم عطا ہوا۔ وَلایت درحقیقت تعلق باللہ کو کہتے ہیں۔ لہٰذا بغیر وَلایت نہ تو نبوت ثابت ہے اور نہ ہی امامت۔

اہلِ بیت سے محبت :- شیعہ فرقہ اہلِ بیت کی محبت پر بہت زور دیتا ہے اور اسکی بنیاد قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کو بتلاتا ہے؛

قُل لَّا أَسأَلُكُم عَلَيهِ أَجراً إِلَّا المَوَدَّةَ فِي القُربَى ۔ (سورۃ الشوریٰ، آیت 23 ، پارہ 25، رکوع 4)

ترجمہ :- کہہ دو کہ اسکا کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اسکے کہ میرے مقربین سے محبت کرو۔

یہ حضور پاک کی ایک دعا تھی جس میں انہوں نے امت سے اپنے کام کا معاوضہ طلب کیا ہے کہ میرے قرباء سے محبت کرو۔ یہ آیت مقربین کی محبت کے بارے میں ہے لیکن شیعوں نے اس کو اہلِ بیت کیلئے قرار دیا ہوا ہے جو کہ غلط ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مقرب کون ہوتا ہے؟ کیا رشتے دار مقرب ہوتے ہیں؟ اگر رشتے دار مقرب ہوتے تو ان میں ابوجہل بھی شامل تھا، پھر عائشہ بھی ظاہری طور پر زیادہ مقرب تھی۔ اس طرح تو اللہ کے مقرب بھی اللہ کے رشتے دار ہوئے۔ مقرب سے مراد ظاہری رشتے دار نہیں بلکہ وہ جو باطنی طور پر مقرب ہو اور یہ آیت صرف اہلِ بیت کی محبت کیلئے نہیں بلکہ اس میں حضور پاک کی امت کے تمام مقربین شامل ہیں۔

امامین کو معصوم قرار دینا :- قرآن میں صرف انبیاء کو معصوم قرار دیا گیا ہے لیکن شیعہ فرقہ امامین کو بھی معصوم قرار دیتا ہے۔ انسان کو بشر اسلئے کہا گیا کہ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اسکے جسم میں دیگر ارواح اور لطائف کیساتھ نفس (یعنی شر) کو بھی داخل کیا جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ بشر یا باشر (یعنی شر کیساتھ) کہلاتا ہے۔ انسانی وجود میں نہ روح ناپاک ہے، نہ جسم، نہ جسے اور لطائف مگر نفس ناپاک ہوتا ہے۔ اسی لئے بابا بلھے شاہ نے کہا اس نفس پلیت نے پلیت کیتا اسیں منڈھوں پلیت نہ سی۔ اس نفس کو پاک کرنے کے بعد ہی انسان متقی بنتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نبی کیلئے فرمایا ....قـل انـمـا انـا بشر مثلکم یہاں قرآن افضل الانبیاء کو بھی مثلِ بشر کہہ رہا ہے یعنی وہ بھی شر کیساتھ پیدا ہوئے۔ حضور پاک کا فرمان کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اسکے ساتھ ایک شیطان جن بھی پیدا ہوتا ہے، صحابہ نے عرض کی کیا آپ کے ساتھ بھی پیدا ہوا؟ حضور نے فرمایا ہاں، پیدا ہوا تھا لیکن میری صحبت سے پاک ہوگیا۔ یہ نفس کی طرف اشارہ تھا جس کیلئے فرمایا کہ میری صحبت سے پاک ہوا لیکن پیدائشی طور پر تو پاک نہ تھا بلکہ اسکو پاک کرنا پڑا۔ نفس کو پاک کرنے کے اس عمل کیلئے کم ازکم بارہ سال کا عرصہ درکار ہے، اسی لئے چالیس سال جو کہ روحانی بلوغت کی عمر ہے، سے پہلے کسی کو نبوت یا رسالت کے مرتبے پر فائز نہیں کیا گیا (سوائے حضرت عیسیٰؑ کے جنکا معاملہ مختلف ہے)۔ انبیاء کا سلسلہ نظر البشر (جنکا نفس اللہ کی نظر سے پاک ہو) کہلاتا ہے اور انکا نفس اللہ خود اپنی نظروں سے پاک کرتا ہے اسلئے ان کو کسی مرشد کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جبکہ انبیاء کے علاوہ دیگر انسانوں (بشمول اولیاء و آئمہ) کو نفس پاک کرنے کیلئے کسی مرشد کو پکڑنا پڑتا ہے اور چلوں، مجاہدوں اور سخت ریاضتوں کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے کو عبدالبشر (جن کا نفس عبادت و ریاضت سے پاک ہو) کہتے ہیں۔

چالیس سال کی عمر تک انبیاء بھی مکمل پاک اور نفس کے شر سے محفوظ نہیں ہوتے۔ اسکا ثبوت کہ قرآن میں حضرت یوسف کے بارے میں اللہ نے کہا کہ اگر میں نہ بچاتا تو تم گناہ کر ہی دیتے۔ یہ حضرت یوسف کے اعلانِ نبوت سے قبل پیش آنے والے واقعے کی طرف اشارہ ہے جب ان کا نفس ابھی پاک نہیں ہوا تھا لہٰذا وہ گناہ کرنے پر آمادہ تھے لیکن اللہ نے مداخلت کر کے ان کو بچالیا۔ جوانی میں حضور پاک کو ایک دوست ایک تقریب میں لے گیا جہاں شراب پی اور ڈانس دیکھا لیکن انکو وہاں مزہ نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت خدیجہ کا باپ ان کی حضور پاک سے شادی کا مخالف تھا، شادی والے دن خدیجہ نے باپ کو خوب شراب پلائی اور اسکے نشے میں مدہوش ہوجانے کے بعد اس سے شادی کی اجازت لی جسکے بعد شادی کی رسوم ادا

ہوئیں۔اسی طرح حضرت ابراہیم نے بھی دو دفعہ جھوٹ بولا۔پھر حضرت آدم نے گناہ کیا تب ہی جنت سے نیچے بھیجے گئے۔جب انبیاء گناہوں سے پاک نہیں تو آئمہ کرام کیونکر پاک ہو سکتے ہیں جنکی عظمت کی بنیاد ہی محمد سے تعلق پر قائم ہے۔قرآن نے صرف نبی کو معصوم قرار دیا ہے جبکہ دیگر اولیاء، فقراء، صالحین اور صدیقین کو بازِ گناہ قرار دیا گیا ہے،یعنی وہ لوگ جو اپنے نفوس کو پاک کر کے گناہوں سے دور ہو گئے۔لہذا امامین معصوم نہیں تھے۔اماموں کو معصوم مت سمجھو۔قرآن کی آیتِ تظہیر میں اللہ نے کہا؛

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً o (سورۃ احزاب، آیت 33 ، پارہ 21، رکوع 20)

ترجمہ :- اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ دور کر دے تم سے گندگی،اے نبی کے گھر والو اور پاک کر دے تمہیں پوری طرح۔

یہاں اللہ اپنے ارادے کو ظاہر کر رہا ہے کہ حضور پاک کے اہلِ بیت کو پاک کر دے۔یعنی وہ پاک نہیں تھے تب ہی اللہ نے چاہا کہ ان کو پاک کر دیا جائے۔انبیاء و اولیاء سمیت کسی کا بھی نفس پیدائشی طور پر پاک نہیں ہوا کرتا،اس کو پاک کرنا پڑتا ہے،کسی کامل مرشد کو پکڑنا پڑتا ہے،اسکے بعد ہی بندہ متقی کہلانے کا حقدار بنتا ہے۔اسکے علاوہ اللہ تعالی ہر صفت میں اپنی توحید چاہتا ہے اسلئے اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار میں سے صرف ایک ہی نبی کو اپنا دیدار عطا کیا۔اسی طرح معصومیت میں بھی وہ اپنی توحید چاہتا ہے اگر امامین معصوم ہیں تو اللہ کی عصمت کی توحید کہاں جائے گی؟ البتہ اللہ کا قانون ہے کہ.....حسنات الا برار ، سیئات المقربین یعنی مقرب لوگوں کے گناہ ابرار کی نیکیوں سے بڑھ کر ہیں۔یعنی اللہ نے اپنے مقربین کے گناہوں کو ابرار کی نیکیوں سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔جس طرح موسیٰ نے ایک شخص کو گھونسا مارا اور وہ شخص جان سے ہاتھ دھو بیٹھا،حضرت خضر کا بچے کو قتل کرنا اور کشتی میں سوراخ کرنا اسی طرح اولیاء کا شریعت کے مخالف کوئی کام کرنا بھی سیئات المقربین میں شامل ہے۔

نمائندہ مہدی کا حکومتِ ایران اور شیعانِ حیدر کے نام پیغام

سنہ 2007ء میں ایرانی صدر احمدی نجات نے اقوامِ متحدہ سے خطاب کے دوران امام مہدی کو مدد کیلئے پکارا تھا۔ایرانی صدر کی اس درخواست کے جواب میں نمائندہ امام مہدی سیدی یونس الگوھر مورخہ 27 فروری 2007ء کو اپنی جماعت کے ہمراہ لندن میں واقع ایرانی سفارتخانے تشریف لے گئے وہاں انہوں نے حکومتِ ایران کے نام ایک یادداشت پیش کی جس میں انہوں نے حکومتِ ایران کو سیدنا گوھر شاہی کی چاند،سورج،حجرِ اسود پر موجود تصاویر کی تحقیق کی دعوت دی۔انہوں نے فرمایا کہ ہم امام مہدی سے متعلق ایران والوں کے غلط ایمان کو درست کر کے انکے عقائد کو صحیح سمت میں موڑنا چاہتے ہیں۔حکومتِ ایران اور شیعانِ ایران کو دعوتِ مکالمہ دیتے ہوئے فرمایا کہ سیدنا گوھر شاہی کے مرتبہ مہدیت کی بابت ہم سے مکالمہ و مناظرہ کیا جائے،حقِ گوھر شاہی ثابت ہونے پر مہدی فاؤنڈیشن کو حکومت کی سرپرستی دی جائے تاکہ ایران میں امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کا کھلے عام پرچار کیا جا سکے۔انہوں نے فرمایا کہ ہم محمد و علی کی تعلیم کے وارث اور اہلِ مہدی ہیں۔اگر تمہیں علی اور امام مہدی کی تعلیمات چاہئیں تو ہم سے رابطہ کرو۔

سفارتخانے کے باہر اپنے خصوصی خطاب میں انہوں نے فرمایا کہ آئمہ کرام،فقیہان عظام اور اہلِ بیت کرام نے کبھی اشارہ نہیں فرمایا کہ امام عسکری کے بیٹے امام مہدی ہیں۔اگر نرجس خاتون کے بیٹے امام مہدی ہوتے تو تم کو کوئی علم دیکر جاتے لیکن وہ کوئی علم وفیض دیئے بغیر ہی غائب ہو گئے۔شیعہ فرقے اور بالخصوص ایران کو انکے امام مہدی سے متعلق عقائد کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایران حقیقی امام مہدی سے وابستہ ہونا چاہتا ہے تو چاند پر نمایاں ہونے والی شخصیت سیدنا گوھر شاہی پر ایمان لے آئے۔انہوں نے حکومتِ ایران کو تجربے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ چاند پر امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی تصویر سے بات کر کے دیکھیں وہ تم سے تمہاری اپنی زبان فارسی میں بات کریگی۔انہوں نے فرمایا کہ ایران اگر نجات چاہتا

ہے تو حقیقی امام مہدی یعنی سیدنا گوھر شاہی کو تسلیم کرلے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایرانی صدر نے امام مہدی سے مدد کی فریاد کری تھی اور یہ اسی فریاد کا نتیجہ ہے کہ آج نمائندہ مہدی تمہارے ملک کے سفارتخانے کے سامنے کھڑا ہے۔ اگر تم نے امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو اب بھی جھٹلایا تو تباہی تمہارا مقدر ہوگی۔ اگر تم امام حسن عسکری کے فرزند کو امام مہدی سمجھتے ہو تو انکو کہو کہ امریکہ کے خلاف تمہاری مدد کرے۔ اگر وہ تمہاری مدد نہ کرے تو یا تو تمہارا اس سے تعلق نہیں ہے یا پھر وہ امام مہدی نہیں ہے۔ اور پھر کہیں سے مدد نہ ملے تو گوھر شاہی کو مدد اور رحم کیلئے پکار کے دیکھو۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر تم نے امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کو تسلیم کرلیا تو دیکھوا گلے دن کیا ہوتا ہے ورنہ امریکہ کے ہاتھوں تمہارا حشر عراق سے بھی بدتر ہوگا۔ تمہارے ملک کے صدر نے امام مہدی کو مدد کیلئے پکارا اسلئے تمہارے پاس جواب آیا ہے، لہذا اب اس کو تسلیم کرلو۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ ہم نے یہ جماعت سرکار گوھر شاہی کی تبلیغ کیلئے بنائی ہے۔ نحن مبلغین المہدی۔ آؤ ہم تمہیں فقرِ محمد اور عشق اللہ عطا کریں۔ اگر پہلی نظر میں ولایت عطا نہ ہو تو کہنا۔ جب تم کو ولایت عطا کردینگے تو پھر ھجوم انظار المہدی سے تمہارے قلب و روح میں عشق بسا دینگے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ لوحِ محفوظ پر رقم ہے کہ نمائندہ مہدی کو قتل نہیں کیا جاسکتا، اگر تم کو شک ہے تو تلوار اٹھاؤ اور وار کرو۔

انہوں نے ایرانی حکومت کو امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہماری تصویروں سے عقیدت ہو جائے تو آؤ ہمارے نمائندے کے پاس اور محمد و آلِ محمد کا فقر و تعلیمِ باطن سیکھو، جس کو ہم نے اپنے ذاتی علم سے بھرپور کرکے مامور کررکھا ہے۔ انہوں نے امام خمینی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایک اچھے شیعہ تھے لیکن ایران نے اب انکی تعلیم پر یقین کرنا چھوڑ دیا ہے۔ امام خمینی کے مطابق امام مہدی کا ظہور پاکستان سے ہوگا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ امام عسکری کے بیٹے کو امام مہدی نہیں مانتے تھے۔ امام خمینی نے غوث الاعظم کو بھی منجانب اللہ مجدد قرار دیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ خمینی کے ماننے والے اچھے شیعہ ہیں، وہ سنیوں سے نفرت نہیں کرتے اور اولیاء کا ادب کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ خمینی کے انتقال کی خبر سن کر ہزاروں افراد کی موت واقع ہوئی تھی۔ سیدی یونس الگوھر نے مزید فرمایا کہ اگر اپنے ملک میں بہتری چاہتے ہو تو ایران کی حکومت امام خمینی کے جانشین خامنائی کے حوالے کردو۔

آخر میں انہوں نے وارننگ دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر حکومتِ ایران نے مہدی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کی دعوت قبول نہ کی تو بہت جلد ایران پر عذاب نازل ہوگا اور امام مہدی سید الکبریاءؒ ریاض گوھر شاہی کو جھٹلانے والے تباہ و برباد ہو جائینگے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر ایران ہٹ دھرمی سے اپنے باطل عقیدے پر قائم رہا تو پھر ایک خوفناک جنگ اور تباہی کیلئے تیار ہو جائے۔ یہ جنگ ایران پر خدا کا عذاب لائیگی۔ عراق کا حشر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے، اب امام مہدی یا جنگ میں سے کسی ایک کو چن لو۔ اور یاد رکھو اس جنگ میں امام مہدی گوھر شاہی کو جھٹلانے والے قتل کردئے جائینگے۔

یاد رہے کہ حکومتِ ایران نے نمائندہ امام مہدی کی یہ تجاویز سن 2007 سے اب تک التوا میں ڈالی ہوئی ہیں۔ اگر التوا کا سلسلہ یوں ہی تواتر کیساتھ جاری رہا تو ایک دن ایران کا حشر عراق سے بھی بدتر ہوگا۔ حکومتِ ایران کی منافقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود کو امام مہدی کا محبّ کہنے والے جنکا صدر اقوامِ متحدہ میں جا کر امام مہدی کو مدد کیلئے پکار رہا ہے لیکن اپنے ملک کے اندر انہوں نے امام مہدی کے موضوع پر گفتگو کرنا غیر قانونی اور جرم قرار دے رکھا ہے۔ اور سنہ 2006 میں وہاں مہدی فاؤنڈیشن کے دو کارکنان کو امام مہدی کے موضوع پر گفتگو کرنے کے جرم میں گرفتار کرلیا گیا تھا۔

ہر امت کیلئے خاتمے کا وقت مقرر ہے

جس طرح ہر انسان کیلئے موت کا ایک وقت معین ہے (كل نفس ذائقة الموت) اور نبی ولی سمیت کوئی انسان اس سے مبرا نہیں، بالکل اسی طرح قرآن مجید میں یہ لکھا ہے کہ ہر امّت کیلئے بھی اجل یعنی موت کا ایک وقت معین ہے اور کوئی امّت اپنے خاتمے کے مقررہ وقت سے ایک

ساعت بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اجل کے حوالے سے کسی امّت کیلیئے رعایت نہیں رکھی گئی اور آدم سے لیکر نبی آخرالزماں تک کسی پیغمبر کی امت کو خاتمے سے مبرّا نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں قرآن مجید میں مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئی ہیں؛

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاء أَجَلُهُمْ لاَ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُونَ o (سورۃ الاعراف، آیت 34، پارہ 8، رکوع 11)

ترجمہ :- اور ہر امّت کیلیئے خاتمے کا ایک وقت مقرر ہے۔ پھر جب آئیگا انکے خاتمے کا وقت تو نہ پیچھے رہ سکیں گے وہ ایک ساعت اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاء أَجَلُهُمْ فَلاَ يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلاَ يَسْتَقْدِمُونَ o (سورۃ یونس، آیت 49، پارہ 11، رکوع 10)

ترجمہ :- ہر امّت کیلیئے خاتمے کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب آجاتا ہے انکے خاتمے کا وقت تو نہیں پیچھے رہ سکتے وہ ایک ساعت اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

مَّا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ o (سورۃ الحجر، آیت 5، پارہ 14، رکوع 1)

ترجمہ :- نہیں آگے نکل سکتی کوئی امت اپنی ہلاکت کے مقررہ وقت سے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ o (سورۃ المومنون، آیت 43، پارہ 18، رکوع 3)

ترجمہ :- نہیں آگے بڑھ سکتی کوئی امت اپنی ہلاکت کے مقررہ وقت سے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

امت کی تعریف

اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے جن میں پانچ اولوالعزم رسول بھی شامل ہیں۔ ان پانچ اولوالعزم مرسلین پر مکمل آسمانی کتابیں نازل کی گئیں اور ہر اولوالعزم رسول کے ماننے والوں کو ایک امت کہا گیا۔ ان اولوالعزم مرسلین کے درمیان جو پیغمبر آئے وہ نبی کہلائے جو ان اولوالعزم مرسلین کے ادیان میں ہونے والی تحریف کو منجانب اللہ درست کرتے رہے۔ ان انبیاء پر آسمانی کتابیں نہیں اتریں بلکہ صحائف بھیجے گئے۔ مکمل آسمانی کتابیں صرف پانچ اولوالعزم مرسلین پر نازل کی گئیں۔ اولوالعزم مرسلین کی تعداد پانچ اسلیئے ہے کہ انسان کے سینے میں واقع لطائف (روحانی مخلوق) کی تعداد پانچ ہے۔ ہر اولوالعزم رسول ظاہری تعلیم (شریعت) کے ساتھ ساتھ ایک لطیفے کی تعلیم اس دنیا میں لاتا رہا اور اس طرح دنیا میں روحانیت بتدریج ترقی کرتی چلی گئی اور حضور پاک کے دور میں سینے کے پانچوں لطائف کی تعلیم آجانے کے سبب روحانیت اپنی معراج پر پہنچ گئی۔ حضور پاک کو خصوصی طور پر دو لطائف کی تعلیم عطا ہوئی۔ جن میں سے ایک لطیفے کی تعلیم انکے منصب نبوت میں شامل تھی لیکن دوسرے لطیفے کی تعلیم (جسکا تعلق اللہ کے دیدار سے ہے) خالص انکے اپنے لیئے تھی، آگے جس کو اللہ کہے اسے عطا فرما دیں اور اس کیلیئے قرآن میں آیا....**و لسوف یعطیک ربک فترضٰی** (یعنی جس سے تیرا رب راضی ہوا سے عطا کر دے)۔ حضرت آدم لطیفہ قلب کی تعلیم اپنے ساتھ لائے، حضرت ابراہیم لطیفہ روح، حضرت موسیٰ لطیفہ سرّی، حضرت عیسیٰ لطیفہ خفی اور حضور پاک لطیفہ اخفا اور لطیفہ انا کی تعلیم اپنے ساتھ لائے۔ اس طرح اولوالعزم مرسلین کی بنیاد پر دنیا میں پانچ امّتیں ہوئیں۔ حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضور پاک ظاہری طور پر حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہوئے اسلیئے ان تین امتوں کو ملا کر ملّت ابراہیم کہا گیا۔

انسان نے ہمیشہ الہامی کلام میں تحریف کی ہے

اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے۔ اتنے زیادہ پیغمبر بھیجنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ وجہ یہ تھی کہ پیغمبر کے اس دنیا سے جاتے ہی لوگ اسکی تعلیمات میں ردوبدل کردیا کرتے، لہذا اللہ کو فوری طور پر دوسرا پیغمبر بھیجنا پڑتا، تاکہ لوگ صحیح راہ پر گامزن رہ سکیں۔ کئی دفعہ تو ایسا بھی ہوا کہ پیغمبر کی ظاہری موجودگی میں ہی اسکی تعلیمات میں تحریف کردی جاتی، جس طرح ایک موقع پر حضرت موسیٰ رب سے کلام کرنے کوہِ طور گئے، جب واپسی میں ان کو کچھ دیر ہوئی تو امت نے گائے کا بچھڑا بنا کر اسکی پوجا شروع کردی۔ حالانکہ حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں انکے بھائی حضرت ہارون بدستور امت کے لوگوں کے درمیان موجود تھے لیکن وہ بھی لوگوں کو روکنے میں ناکام رہے۔ واپسی پر حضرت موسیٰ حضرت ہارون پر سخت برہم بھی ہوئے کہ انہوں نے لوگوں کو ایسا کیوں کرنے دیا جس پر حضرت ہارون نے اپنی بے بسی کا اظہار فرمایا۔ انسان فطری طور پر سرکش واقع ہوا ہے اسی لئے قرآن نے کہا والعصر ان الانسان لفی خسر (یعنی انسانوں کی اکثریت خسارے میں ہے سوائے چند لوگوں کے)۔ انسان کی فطرت میں یہ سرکشی نفس کی ناپاکی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ الہامی کلام میں تحریف امتِ محمد نے بھی کی ہے۔ وہ قرآن کے اصل الفاظ کو تو تبدیل نہیں کر سکے لیکن معنوی تحریف قرآن میں بھی کردی گئی۔ ایک ہی قرآن کے سینکڑوں ترجمے کردئے گئے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں، یقیناً ایک وقت میں سارے ترجمے صحیح نہیں ہو سکتے۔ بہ الفاظِ دیگر تراجم کے ذریعے قرآن میں بھی تحریف کی جا چکی ہے۔

الہامی کلام میں تحریف کا بندوبست

حضور پاک کی آمد سے قبل اولوالعزم رسول کی تعلیم میں ہونے والی تحریف کو درست کرنے کیلئے انبیاء کو بھیجا جاتا رہا جو تعلیمات میں ہونے والے ردوبدل کو صحائف اور اللہ کے احکامات کی روشنی میں درست کرتے رہے۔ چونکہ حضور پاک خاتم الانبیاء تھے اور انکے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا اسلئے اسلام کی تعلیمات میں ہونے والی تحریف کو درست کرنے کیلئے مجددوں کا نظام متعارف کروایا گیا، اور ہر سو سال کے بعد ایک مجدد کا آنا قرار پایا۔ اولیاء میں سے کسی ایک ولی کو مجدد کے طور پر چن لیا جاتا جو دین اسلام میں ہونے والی تحریف کو اللہ کے احکامات کی روشنی میں درست کرتے رہے۔ لیکن بدقسمتی یہ رہی کہ ان مجددوں کی تجدید صرف انکے اپنے حلقے میں موجود محدود لوگوں تک ہی رہی بقیہ امّت ان تجدیدوں اور اللہ کے تازہ ترین احکامات سے لاعلم اور محروم رہی۔ آج مسلمانوں کے پاس 1400 سالوں کے دوران آنے والے 14 مجددوں کی تجدید شدہ تعلیم کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے کہ اس دوران اللہ نے کن احکامات کو منسوخ کیا اور کونسے نئے احکامات جاری کئے۔ مسلمان ہر سو سال کے بعد ایک مجدد کی آمد کو تو مانتے ہیں لیکن وہ ان مجددوں کے ذریعے نافذ ہونے والے اللہ کے احکامات سے بالکل لاعلم ہیں۔ اوّل تو لوگوں کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ مجدد کے منصب پر اس وقت کون شخص فائز ہے، اور وہ خدا کے کونسے نئے احکامات لوگوں کیلئے لایا ہے؟ اور اگر پتہ چلا بھی تو لوگوں نے انکو ماناہی نہیں اس طرح تجدید شدہ تعلیمات و احکامات کی غیر موجودگی میں امت بتدریج فرقوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔

امت کی موت

اب دیکھنا یہ ہے کہ امت کی موت کیسے واقع ہوتی ہے؟ ہر اولوالعزم رسول کی تعلیم دو حصوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی جس میں ایک حصہ علمِ ظاہر (شریعت) اور دوسرا حصہ علمِ باطن (یا متعلقہ لطیفے کی روحانی تعلیم) ہوا کرتا تھا۔ جوں ہی کسی رسول کی امت سے روحانی علم منقود ہو جاتا تو باطنی طور پر اس امت کی موت واقع ہو جایا کرتی تھی، چاہے اس رسول کے ماننے والے بظاہر کتنی ہی بڑی تعداد میں دنیا میں موجود ہوں۔ جس طرح قومہ کی حالت میں کئی لوگوں کی موت واقع ہو جاتی ہے لیکن اسکے باوجود ڈاکٹر اس مریض کا نظام تنفس آلات کی مدد سے بحال رکھتے ہیں۔ اگر مریض کی روح جسم سے نکل چکی ہو تو میڈیکل کے اعتبار سے چاہے وہ زندہ ہو اور اسکی سانس جاری ہو لیکن حقیقی طور پر اسکی موت واقع ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر

کسی شخص کی روح نکل جانے کے بعد اسکے جسم کو کولڈ اسٹوریج میں رکھ کر صدیوں تک محفوظ رکھ بھی لیا جائے تو وہ مردہ ہی کہلائے گا کیونکہ انسان کی اصل اسکا جسم نہیں بلکہ اسکی روح ہے اور روح کے جسم سے نکلتے ہی موت واقع ہوجاتی ہے۔ اس طرح امّت میں بھی باطنی تعلیم کی حیثیت روح اور شریعت کی ظاہری تعلیم جسم کی مانند ہے۔ اگر امّت سے باطنی یا روحانی تعلیم منقود ہوجائے تو اس امّت کی موت واقع ہوجاتی ہے، چاہے اس رسول کی ظاہری شریعت دنیا میں موجود ہو اور اس پر عمل کرنے والے بھی دنیا میں موجود ہوں کیونکہ ظاہری تعلیم کی حیثیت جسم کی مانند ہے جو بغیر روح کے بیکار ہے۔ اولوالعزم رسول کے آنے پر پچھلے اولوالعزم مرسلین کی امتیں بظاہر موجود ہوتی ہیں لیکن باطنی قوانین یا اللہ کے نزدیک انکی موت واقع ہوچکی ہوتی ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ کی آمد پر حضرت ابراہیم کے ماننے والے موجود تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کی آمد پر حضرت موسیٰ کے ماننے والے موجود تھے اور یہی صورتحال حضور پاک کی آمد پر ہوئی کہ پچھلے مرسلین کے ماننے والے بظاہر تو موجود تھے لیکن روحانی تعلیم کے ختم ہوجانے کی بنا پر وہ امتیں عملی طور پر ختم ہوچکی تھیں۔

امت محمد کا خاتمہ اور اسکی وجوہات

مسلمانوں کا خیال تھا کہ شاید قربِ قیامت میں تمام انسانیت حضور پاک کا کلمہ پڑھ کر دینِ اسلام میں داخل ہوجائے گی اور یہ دین ساری دنیا میں پھیل جائیگا۔ اگر ایسا ہوتا تو حضور پاک کبھی نہ فرماتے کہ قربِ قیامت میں قرآن کو اٹھا لیا جائیگا، حج موقوف ہوجائیگا، دینِ اسلام ختم ہوجائیگا، خانہ کعبہ کو مسمار کردیا جائیگا۔ اگر قرآن کو اٹھا لیا جائے تو نماز سمیت دیگر عبادات بھی خود بخود معطل ہوجاتی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور پاک نے فرمایا ....**یختم الدین کما فتح بنا** یعنی جس دین کا آغاز میں کررہا ہوں امام مہدی کی آمد پر یہ دین ختم ہوچکا ہوگا۔ اسی طرح ایک حدیث میں فرمایا...............**لا یبقیٰ من الاسلام الّا اسمه و لا یبقیٰ من القرآن الا رسمه** ۔ یعنی دورِ آخر میں اسلام میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا سوائے نام کے اور قرآن میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا سوائے رسومات کے۔ بقولِ امام الانبیاء دینِ اسلام میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا سوائے نام کے تو کیا امام مہدی لوگوں کو کاغذ پر اسلام کا نام لکھ کر دینگے جب اس میں اور کچھ بچا ہی نہ ہو؟ اسی طرح خانہ کعبہ کی عمارت جو کہ مسلمانوں کا سب سے مقدس مقام ہے، کے بارے میں حضور پاک کبھی نہ فرماتے کہ اسے منہدم کردیا جائے گا۔ جس دین کی بنیادوں اور اسکی اساس کے خاتمے کی تصدیق اسکا بانی رسول خود کررہا ہو وہ دین اس نازک دور میں تمام انسانیت کی رہنمائی کیونکر کرپائے گا؟ لہٰذا مندرجہ بالا میں دی گئی آیات قرآنی کے مطابق امّت محمد بھی ختم ہوچکی ہے۔ جو مسلمان اپنے نبی کی ان نصیحتوں پر غور نہیں کرتے وہی بالآخر ملا عمر دجّال کے ہتھے چڑھ کر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کرینگے۔ امتِ محمد کے خاتمے کی کچھ مزید وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

1)- جس طرح حضور پاک خاتم الانبیاء تھے اسی طرح امام مہدی خاتم الاولیاء بھی ہیں اور امام مہدی سیدنا گوہر شاہی کی آمد کے ساتھ ہی ولایت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔ ولایت کے خاتمے کے ساتھ ہی باطنی روحانی علم بھی امت محمدی سے منقود ہوچکا ہے جس سے امت کی موت واقع ہوچکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 73 سے زائد فرقوں میں سے کسی ایک کے پاس بھی روحانی تعلیم اور فیض موجود نہیں ہے۔

2)- امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی آمد پر قرآن اٹھایا جاچکا ہے۔ اسکا ثبوت کہ آج قرآن پر عمل پیرا ہوکر بھی کوئی واصل باللہ نہیں ہے۔ پھر قرآن کے اٹھائے جانے سے اس سے متصل یا متعلقہ نماز اور تلاوت سمیت دیگر عبادات بھی معطل ہوچکی ہیں کیونکہ ان میں ادا ہونے والی قرآنی آیات اٹھائی جاچکی ہیں لہٰذا انکی حیثیت اب رسمی رہ گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان پر عمل پیرا لوگوں میں عبادات کی کوئی مثبت تاثیر نظر نہیں آتی۔ نماز کیلئے کہا گیا کہ وہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے لیکن آج پنج وقتہ نمازی بھی بے حیائی اور برے کاموں میں اتنا ہی مشغول و ملوث ہے جتنا کہ کوئی عام انسان بلکہ کچھ حوالوں سے نمازیوں کی حالت عام انسانوں سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

3)- حجرِ اسود پر سعودی حکومت کے شیٹ چڑھا دینے اور اس کا بوسہ لینے کی لازمی شرط پوری نہ ہونے کی بنا پر حج بھی موقوف ہو چکا ہے۔

4)- انسانیت کو دنیا کے خاتمے سے قبل آخری خلیفہ امام مہدی کے دور میں امّت واحدہ میں تبدیل ہونا تھا۔امّت واحدہ میں ضم ہونے کیلئے تمام مذاہب اور امتوں کا خاتمہ فطری طور پر ضروری تھا

فتنہ دجال

انسان کو سب سے زیادہ جس فتنے سے ڈرایا گیا وہ فتنہ دجّال ہے۔ یہ فتنہ تاریخِ انسانی کا سب سے بڑا فتنہ ہے جس سے تمام انبیاء نے اپنی امتوں کو ڈرایا۔تمام آسمانی کتابوں میں بھی اس فتنے کا تذکرہ موجود ہے۔

وعن ابی عبیدہ بن الجراح قال سمعت رسولؐ اللہ یقول انّہ لم یکن نبی بعد نوحٍ الا انذر الدجّال قومہ و انی انذر .... الخ (رواہ الترمذی و ابو دائود)۔ (مشکواۃ شریف،کتاب الفتن، رقم 5250)

ترجمہ :- حضرت ابوعبیدہ بن جرّاح سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ! حضرت نوح کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس نے اپنی قوم کو دجّال سے ڈرایا اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔

دجّال سے ان امتوں کو بھی ڈرایا گیا جو اسکے خروج سے کئی ہزار سال قبل دنیا میں آ کر چلی گئیں اور انکا دجّال سے واسطہ پڑنے کا بظاہر کوئی امکان نہیں تھا جس سے اس فتنے کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس دور میں شیطان خود انسانی شکل میں مجسم ہوکر دجال کے روپ میں خروج کریگا،اسی لئے اس کو استدراج کی ایسی طاقت حاصل ہوگی جو اس سے پہلے کسی کو نہ ملی۔ دجال کے استدراج کی طاقت کی بنا پر لوگوں میں حق و باطل میں تمیز کرنا بہت دشوار ہوگا۔احادیث میں لکھا ہے کہ وہ لوگوں کو مسحور کر کے گمراہ کر دیگا۔اسکے استدراج کی طاقت کی بنا پر بہت سے لوگ اسکو مہدی سمجھتے ہوئے اسکے ہاتھوں پر بیعت ہوکر گمراہ ہو جائینگے۔مشکواۃ کی ایک حدیث میں ہے کہ اسکی دوزخ جنت اور اسکی جنت دوزخ ہے۔اسکے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، جو لوگوں کو پانی نظر آئیگا وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جو لوگوں کو آگ نظر آئیگی وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ جو تم میں سے اس صورتحال سے دوچار ہو تو اس میں گرے جو آگ نظر آتی ہے کیونکہ وہ میٹھا اور پاک پانی ہے۔

مسلمانوں کی غلط فہمی

مسلمانوں کے خیال میں امام مہدی اور دجّال کا معاملہ اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین ایک معرکہ ہے جس میں مسلمان امام مہدی اور دیگر مذاہب کے لوگ دجّال کا ساتھ دینگے، جو کہ سراسر غلط ہے۔ درحقیقت یہ مذاہب کے مابین کوئی لڑائی نہیں بلکہ حق و باطل،نور اور نار،عشق و عقل اور محبت ونفرت کے درمیان آخری معرکہ ہے جس میں بالآخر حق غالب آ کر ہمیشہ کیلئے چھا جائیگا۔حق و باطل کے اس آخری معرکے میں ہر مذہب سے لوگ دو حصّوں میں تقسیم ہوکر ایک امام مہدی اور دوسرا دجّال کا ساتھ دیگا۔آخری مسیحا کا تصور دیگر تمام مذاہب میں بھی موجود ہے اور ان مذاہب کے لوگ بھی بے چینی سے اُس آخری مسیحا کے منتظر ہیں۔لہٰذا دیگر مذاہب میں موجود محبّ ارواح کے حامل لوگ امام مہدی کا ساتھ دینگے۔اسی طرح مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد (جو بظاہر مسلمان لیکن درحقیقت کافر و منافق) دجّال کا ساتھ دیگی۔ اِسکا ثبوت صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے کہ میری امّت کے ستّر (70) ہزار عالم دجّال کے ہاتھوں بیعت ہو جائینگے۔ یہ سب علماءِ سُو ہونگے لیکن علماءِ سُو بھی تو مسلمانوں میں سے ہی ہونگے نہ کہ الگ سے آسمان سے اترینگے۔لہٰذا یہ سوچنا کہ تمام مسلمان امام مہدی کا ساتھ دینگے اور دیگر مذاہب کے لوگ اُن کی مخالفت کرینگے کم ظرفی اور کم فہمی ہے۔احادیث کے

مطابق امام مہدی کی روشنی مغرب سے آئے گی یعنی اُن کا پیغام مغربی اقوام یا مغربی ممالک کی جانب سے آئے گا۔ یاد رہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مشرق میں مبعوث ہوئے، مغرب میں کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہوا لیکن آخری مسیحا کیلئے روایات ہیں کہ اُن کی روشنی یا اُنکا پیغام مغرب کی جانب سے آئے گا۔

تمام مذاہب کے لوگ امام مہدی کی روحانی تعلیمات کی بنیاد پر اُن کے ساتھ ہونگے۔ گو دجال کے ساتھ بھی دیگر مذاہب کے لوگ شامل ہونگے لیکن اسکی بنیاد دجال کی تعلیمات نہیں ہونگی۔ یعنی دجّال کی تعلیمات ایسی نہ ہونگی کہ مذاہب کو یکجا کر سکیں لیکن حالات جن میں امام مہدی سے بغض یا کوئی اور بہانہ دیگر مذاہب کی منافق اور کافر ارواح کو (باوجود اپنے عقائد اور نظریاتی اختلافات کے) دجّال کے قریب کر دینگے۔

دجال کی طاقت

لوگوں کو شیطان کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔ مشہور ہے کہ اس نے ایک نبی حضرت ایوب کے جسم کو صرف چھوا تھا تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔ اگر نبی جیسی بزرگ و برتر اور پاک وصاف ہستی کے جسم کو محض چھونے سے اس جسم میں کیڑے پڑ گئے تو عام آدمی اسکے سامنے کس شمار میں ہوگا؟ دجال شیطان کا مجسم روپ ہوگا یعنی صورت انسان کی ہوگی لیکن اصل میں شیطان ہوگا۔ احادیثِ نبوی میں ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرکے دکھائیگا، استدراج کی طاقت کے ذریعے ایسے دیگر کام انجام دیگا جسے لوگ معجزے سمجھتے ہوئے اس پر ایمان لے آئینگے۔ صرف ظاہری علم وعبادت پر بھروسہ کرنے والے عالموں اور عبادت گزاروں کی ایک کثیر تعداد اس پر ایمان لا کر گمراہ ہو جائیگی۔ احادیث میں ہے کہ اسکے پاس رزق کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہوگا وہ جسکو چاہے اسے دیگا اور جسے نہ چاہے اسکا رزق بند کر دیگا۔ اسکی پیروی کرنے والوں کے سوا سب لوگ مصیبت میں مبتلا ہونگے۔ احادیثِ نبوی کے مطابق دجّال باقاعدہ خدائی کا دعویٰ کریگا اور اسکے پیروکار اسکے استدراج کے کمالات دیکھ کر نہ صرف اسکو خدا مانیں گے بلکہ اسکو باقاعدہ سجدہ بھی کرینگے۔

دجال نام کی وجہ

دجل کہتے ہیں فریب یا دھوکے کو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دجال کو یہ نام کیوں دیا گیا ہے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ حق اور باطل کی پہچان کرنے میں اس سے بڑا دھوکہ انسانیت کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ وہ خود بھی ایک بہت بڑا دھوکے باز ہوگا، وہ لوگوں کو جنت میں لیجانے کی بات کرکے دراصل جہنم میں لیجائے گا۔ دجال کے استدراج کی طاقت اور شعبدہ بازی کی بنا پر لوگ اسی کو حق سمجھ کر اسکے ساتھ لگ جائینگے اور اس طرح انسانوں کی ایک کثیر تعداد دھوکے کا شکار ہو جائیگی۔ اسکا سب سے بڑا سبب مادیت پرستی اور روحانی تعلیم کی کمی ہوگا۔ لوگ روحانی عوامل اور آسمانی نشانیوں کو نظر انداز کرکے ظاہری عوامل یعنی مذہب، قومیت اور سیاست وغیرہ کو ترجیح دیں گے اور دھوکے کا شکار بنیں گے۔ جن لوگوں نے روحانی عوامل اور آفاق وانفاس میں ظاہر ہونے والی اللہ کی عظیم الشان نشانیوں پر غور کیا وہ لوگ اس دھوکے کا شکار ہونے سے بچ جائینگے۔

دجال کی پہچان

دجال کے فتنے سے تمام انبیاء پناہ مانگتے رہے، حضور پاک بھی ہر نماز میں اس فتنے سے پناہ مانگتے۔ انہوں نے اپنی امت کو اس فتنے سے بچانے کیلئے کئی احادیث میں امام مہدی اور دجال کے مابین واضح پہچان یہ بتائی کہ ان میں سے جو کانا ہوگا وہ دجال ہوگا کیونکہ رب کانا نہیں۔

انّ عبداللہ بن عمرؓ قال قام رسول اللہ فی النّاس فاثنٰی علی اللہ بما ھو اھلہ ثم ذکر الدجال فقال انّی لا نذر کموہ وما من نبی الّا وقد انذرہ قومہ ولکنّی ساقول لکم فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ انّہ اعور و انّ اللہ لیس باعور۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم 1998)

ترجمہ :- سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا، رسول اللہ لوگوں میں کھڑے ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان ثناء بیان کی۔ پھر دجّال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا نہ ہو لیکن میں تم سے ایک ایسی بات کہنے لگا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی یعنی وہ (دجّال) کانا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔

عن انسؓ قال قال النبیؐ ما بعث نبی الّا انذر امته الاعور الکذاب الا انه اعور و انّ ربکم لیس باعور و ان بین عینیه مکتوب کافر فیه۔ (صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم 2002)

ترجمہ :- حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا ! کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوا ہے۔

عن عبدالله قال ذکر الدجّال عند النبی فقال انّ الله لا یخفیٰ علیکم انّ الله لیس باعور و اشار بیده الیٰ عینه و انّ المسیح الدجّال اعور العین الیمنیٰ کانّ عینه عنبة طانیة۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم 2260)

ترجمہ :- نافع نے حضرت عبداللہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم کے حضور دجال کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر پوشیدہ نہیں ہے ، اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے اور اپنے دستِ مبارک سے اپنی چشمِ پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دجال داہنی آنکھ سے کانا ہے گویا اسکی آنکھ پکے ہوئے انگور کی طرح ہے۔

اخبرنا قتادة قال سمعت انساً عن النبی قال ما بعث الله من نبی الّا انذر قومه الاعور الکذّاب انّه اعور و انّ ربکم لیس با عور مکتوب بین عینه کافر۔ (صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم 2261)

ترجمہ :- قتادہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس سے سنا کہ نبی کریم نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر اس نے اپنی قوم کو کانے کذّاب سے ڈرایا کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔

دجال کے کانا ہونے سے مراد

دجال کی ایک آنکھ یا اسکا کانا ہونے کو حضور پاک نے اسکی سب سے واضح پہچان بتایا ہے۔ لوگوں نے ان احادیث میں چھپے اشارے کو سمجھنے کے بجائے صرف الفاظ کو پکڑ لیا۔ مسلمانوں کے خیال میں دجال جسمانی طور پر کانا ہوگا جسے دیکھتے ہی وہ پہچان لینگے لیکن وہ حضور پاک کی دوسری حدیث کو بھول گئے کہ ستر (70) ہزار علماء بھی دھوکہ کھا کر دجال کی پیروی کرینگے۔ اگر یہ جسمانی آنکھ کی طرف اشارہ ہوتا تو علماء کی اتنی بڑی تعداد اسے کیونکر نہیں پہچان پائے گی؟ صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ آنکھ سے مراد علم ہے۔ دجال کی ایک آنکھ سے مراد یہ ہے کہ اسکے پاس صرف ایک علم، یعنی علمِ ظاہر ہوگا۔ علمِ شریعت میں تو اسکو کمال حاصل ہوگا لیکن دوسری آنکھ (علمِ باطن یا علمِ طریقت) سے یکسر عاری ہوگا۔ نجدیوں اور مسجد ضرار کے پیروکاروں کی طرح اسکا سارا زور شریعت پر ہوگا جبکہ علمِ طریقت یا روحانی تعلیم کا یکسر منکر ہوگا۔ جبکہ امام مہدی کے پاس دونوں آنکھیں یا دونوں علوم (علمِ ظاہر و علمِ باطن) ہونگے۔ امام مہدی کی تعلیم روحانیت سے بھرپور اور ہر منصف مزاج شخص کیلئے قابلِ قبول ہوگی خواہ اسکا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو جبکہ دجال کی تعلیم نفرت اور قتل و غارت گری پر مبنیٰ ہوگی۔ دجال کی تعلیم ایسی نہ ہوگی کہ مذاہب کو یکجا کر سکے لیکن سیاست اور مذہب سمیت مختلف عوامل دیگر مذاہب کی کافر و منافق ارواح کو اسکے گرد جمع کر دینگے اور اس طرح تمام مذاہب کی منافق اور کافر ارواح دجّال کیساتھ مل جائینگی۔

گدھے پر سواری

اس کیلئے یہ بھی مشہور ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہوگا۔ یہاں بھی لوگوں نے حدیث میں چھپے اشارے کو سمجھنے کے بجائے الفاظ کو پکڑ لیا کہ وہ گدھے پر سوار ہوگا اور الگ سے ہی پہچانا جائے گا۔ گدھے پر سوار ہونے سے مراد سواری والے جانور کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ علمِ روحانیت میں سانپ اور گدھے کو شیطان کی علامات متصور کیا جاتا ہے، گدھے پر سواری سے مراد یہ ہے کہ وہ مکمل شیطان ہوگا۔ اس دور میں جب ایک عام آدمی بھی شاندار گاڑیوں میں سفر کرتا ہے تو استدراج کی زبردست طاقت رکھنے والا شخص اپنی سواری کیلئے گدھے کا انتخاب کیونکر کریگا؟ ہوسکتا ہے اس نے کبھی زندگی میں واقعی گدھے پر سواری کی ہو لیکن اس کی عمومی سواری گدھا نہیں ہوگا۔ دجال اس دور کی عمومی سواری یعنی موٹر گاڑیوں میں ہی سفر کریگا۔ امام مہدی سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی کی تعلیم کے مطابق افغانستان کا ملا عمر ہی اصل دجال ہے اور القائدہ اور طالبان سمیت تمام مذہبی جہادی جماعتیں اسکی پیروکار ہیں، جو اس دنیا میں نفرت اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ امام مہدی کی تعلیم کے مطابق القائدہ اور طالبان کا یہ فتنہ کوئی عمومی دہشت گردی نہیں بلکہ فتنہ دجال ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جائے گا اور دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اس فتنے سے نمٹ نہیں پائیں گی۔ اور بالآخر دنیا عاجز آکر جب امام مہدی کو پکارے گی تب وہ ظہور فرما کر اس فتنے کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم فرمائینگے۔

دجال کا ظاہری مذہب

مسلمانوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ دجال کا تعلق یہودی، عیسائی یا کسی غیر مذہب سے ہوگا جو اسلام اور مسلمانوں کا مخالف ہوگا۔ لیکن احادیث کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اس حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ دجال کا تعلق کسی اور مذہب سے نہیں بلکہ دینِ اسلام سے ہی ہوگا۔ ذیل میں کچھ احادیث درج ہیں؛

وعن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسولؐ اللہ یتبع الدجال من امّتی سبعون الفا علیھم السیجان (رواہ فی شرح السّنۃ) (مشکواۃ، کتاب الفتن، رقم 5254)

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدری سے روایت کہ رسول اللہ نے فرمایا ! میری امّت کے ستر (70) ہزار علماء جن کے سروں پر چادریں ہونگی ،دجّال کی اتباع کرینگے۔

اس حدیث میں حضور پاک نے اپنی امت یعنی مسلمان علماء کی کثیر تعداد کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ دجال کی پیروی کرینگے۔ مسلمان علماء کی اتنی بڑی تعداد کسی غیر مسلم کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرسکتی۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ جس شخص کی بیعت اور اتباع کرینگے وہ انکا اپنا ہم مذہب ہوگا نہ کہ کوئی غیر مذہب۔ اگر دجّال ہندو، یہودی یا کسی اور مذہب سے ہوگا تو ایک مسلمان عالم کس طرح اسکے ہاتھ پر بیعت کریگا؟ بیعت غیر مسلم کے ہاتھ پر نہیں ہوتی۔ دجال انکا اپنا ہم مذہب ہوگا تبھی مسلمان علماء کی ایک کثیر تعداد اسکو امام مہدی سمجھتے ہوئے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لے گی۔ ستر (70) ہزار عالم دھوکا کھا کر جسکی بیعت کرینگے وہ یقیناً مسلمانوں میں سے ہی ہوگا۔ اور جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ وہ اپنے ظاہری علمِ شریعت کی بنیاد پر مسلمانوں کو متاثر کرکے گمراہ کردیگا۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کی اکثریت دھوکا کھا کر اسکے ہاتھ پر بیعت کرلیگی۔ اس سے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل نہیں کہ جب عالم اتنی بڑی تعداد میں دھوکہ کھا جائینگے تو ان علماء سے متاثر عام مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ لوگوں کے دھوکہ کھانے کی وجہ یہ ہوگی کہ لوگ امام مہدی کی روحانیت سے بھرپور تعلیم اور منجانب اللہ ظاہر ہونے والی نشانیوں کو چھوڑ کر صرف ظاہری علم کو ہی سب کچھ اور اصل سمجھتے ہوئے دھوکے کا شکار ہوجائینگے۔ ایک اور حدیث اس طرح ہے؛

وعن عبد الله ابن عمر انّ رسول الله قال رايتنی الليله عند الكعبة فرايت رجلا ادم كاحسن ما انت رآءٍ من ادم الرّجال له لمّة كاحسن ما انت رآءٍ من اللمم قد رجّلها فهی تقطر ماءً متكئًا علیٰ عواتق رجلين يطوف بالبيت فسالت من هٰذا فقالو اهٰذا المسيح ابن مريم قال ثمّ اذا انا برجلٍ جعد قطط اعور العين اليمنیٰ كانّ عينه عنبة طافية كا شبه من رايت من الناس بابن قطن واضعاً يديه علیٰ منكبی رجلين يطوف بالبيت فسالت من هٰذا فقالو هٰذا المسيح الدجال ۔ متفق عليه (بخاری، مسلم و مشکواۃ)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ! آج رات کعبے کے پاس میں نے گندمی رنگ کے ایک خوبصورت آدمی کو دیکھا کہ جتنے گندمی رنگ والے آدمی تم نے دیکھے ہیں ان میں سب سے خوبصورت ۔اسکی لمبی زلفیں ہیں کندھوں تک جتنی لمبی زلفیں تم نے دیکھی ہیں ان میں سب سے خوبصورت ۔کنگھی کی ہوئی تھی اوران سے پانی ٹپک رہا تھا، دوآدمیوں کے کندھوں سے سہارا لیکر کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ مسیح ابنِ مریم ہیں۔ پھر میں نے گھنگریالے بالوں والے ایک کانے آدمی کو دیکھا جسکی آنکھ گویا پھولا ہوا انگور تھی ۔جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے وہ ابن قطن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ مسیح دجّال ہے (متفق علیہ)۔

نبی کا خواب کبھی جھوٹا نہیں ہوتالہٰذا صحیح بخاری، مسلم اور مشکواۃ کی اس متفقہ حدیث سے بھی صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ دجّال مسلمانوں میں سے ہوگا اور جسطرح حضرت عیسیٰ کعبے کا طواف کر رہے ہیں بالکل اسی طریقے پر وہ بھی طواف کر رہا ہوگا یعنی دجال بظاہر مسلمان اور دینِ اسلام پر عمل پیرا ہوگا لیکن حقیقت میں شیطان اور اندر سے اسکی روح کافر ہوگی۔ وہ اسی طرح کے اسلام پر عمل پیرا ہوگا جس پر کہ حضور پاک کے دور میں مسجد ضرار میں عبادت کرنے والے مسلمان ہوا کرتے تھے۔مسجد ضرار والوں کی نماز میں انہی قرآنی آیات کی تلاوت ہوتی تھی جو مسجدِ نبوی میں ہوتی تھی اور انکی نماز میں اسی اللہ کو سجدہ ہوتا تھا جسکو مسجدِ نبوی میں سجدہ ہوتا تھا یعنی نماز کی ادائیگی بظاہر دونوں جگہ مسجدِ نبوی اور مسجدِ ضرار میں ایک جیسی تھی لیکن اللہ کے نزدیک انکا شمار خوارجین میں تھا اور اللہ نے حضور پاک کو اس مسجد کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔ دجال اور اسکے پیروکار بھی مسجدِ ضرار والوں کی طرح قرآن کی تلاوت اور نمازیں پڑھتے ہونگے جس سے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دھوکے کا شکار ہوجائیگی لیکن اللہ کے ہاں ان لوگوں کا شمار کافرین میں ہوگا۔

مچل ناسٹرے ڈامس (Michel Nostradamus) جس کو مغرب میں پیغمبر کا درجہ حاصل ہے ، نے بھی لکھا ہے کہ دجال (Anti-Christ) مسلمانوں میں سے ہوگا جو مغرب پر حملہ آور ہوگا اور پھر دو طاقتیں (امام مہدی اور حضرت عیسیٰ) مل کر اسے شکست دیں گی۔ دجّال کے خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور ستر ہزار مسلمان علماء کا اسکے ہاتھ پر بیعت ہونے کے علاوہ بھی بے شمار احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دجّال کا خروج مسلمانوں سے ہوگا اور علماء کی اکثریت دجال کا ساتھ دے گی۔ لہٰذا مسلمانوں کو یہ بات ذہن سے نکال دینا چاہئے کہ دجال کا تعلق یہودی، عیسائی، ہندو یا کسی اور مذہب سے ہوگا، وہ انکے اپنے مذہب اسلام سے خروج کریگا۔

دجال کے اسلام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ

حضور پاک کے دور میں مسلمانوں میں تین طرح کے طبقے تھے۔ اصحابہ کرام، منافق اور خوارج۔ صحابہ کرام مسلمانوں کا وہ طبقہ تھا جنکو علمِ شریعت کیساتھ علمِ طریقت کی تعلیم ملی اور وہ حضور پاک کے جانثار اور حقیقی اسلام پر عمل پیرا لوگ تھے۔ جبکہ منافق اور خوارج مسلمانوں کے دو ایسے طبقے

تھے جو بظاہر اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا اور معاشرے میں مسلمان ہی کہلاتے لیکن اصل میں کافر تھے، اندر سے انکی ارواح کافر تھیں ۔ان میں سے خوارج وہ تھے جو قرآن کو ہدایت کا سرچشمہ سمجھتے ہوئے نماز روزہ سمیت اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے لیکن انکے نزدیک حضور پاک کی اہمیت محض ایک ڈاکیہ (پیغام رساں) کی طرح تھی، انہوں نے حضور پاک سے قطع تعلق کر کے اپنی ایک الگ مسجد ضرار بنالی تھی تاکہ انہیں اصحابہ کرام کی طرح حضور پاک کی تعظیم نہ کرنا پڑے۔حضور پاک نے انہیں اپنی امت سے خارج قرار دیا تھا۔جبکہ منافقین مسلمانوں کا وہ طبقہ تھا جو حضور پاک کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا اور بظاہر ان کی تعظیم بھی کی لیکن انکے قلوب نور اور ایمان سے خالی تھے، انکی عبادات جسمانی ورزش سے زیادہ نہ تھیں ۔قرآن نے منافقوں کو کافروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔اگر ہم اپنے چاروں طرف نظر دوڑائیں تو ایسے افراد کثیر تعداد میں ملیں گے جن کے اعمال وعقائد انہی دو طبقوں کی طرح ہیں۔

تاریخ اسلامی ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے جن میں مسلمانوں میں سے ہی کئی لوگ جھوٹی نبوت اور ولایت کے دعویدار بن کر مرزا غلام احمد کی طرح بڑے بڑے فتنوں اور فرقوں کا سبب بنے اور مسلمانوں میں سے ہی لوگوں نے انہیں تسلیم کیا۔گو دیگر مسلمان انہیں کافر اور خوارج کہتے ہیں جبکہ ان خوارج کا کہنا ہے کہ ہم ہی اصل مسلمان ہیں ۔یہی حال دجّال کا ہوگا وہ جس مذہب پر عمل پیرا ہوگا وہ اسلام نہیں بلکہ خوارج کا ہی کوئی فرقہ ہوگا۔ اس دور میں قرآن اٹھایا جا چکا ہوگا، حج کی عبادت موقوف ہو چکی ہوگی اور اسلام حضور پاک کی حدیث........ یختم الدین کما فتح بنا کے مطابق عملی طور پر ختم ہو چکا ہوگا۔اس وقت مسلمانوں میں صرف خوارج فرقے باقی بچے ہونگے ۔دجال خود کو بہت بڑا مسلمان کہے گا اور اپنے استدراج کی طاقت سے مسلمانوں کو مسحور اور گمراہ کر دیگا۔یہی وجہ ہے کہ ستر (70) ہزار مسلم علماء اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دجال کو مسلمان اور امام مہدی سمجھتے ہوئے دھوکا کھا جائینگے اور اسکے ہاتھ پر بیعت کر لینگے۔

مسلمانوں میں سب سے بڑا فتنہ

سمع رسول الله وهو مستقبل المشرق يقول الا انّ الفتنة هٰهنا من حيث يطلع قرن الشّيطان ۔
(صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم 1970)

ترجمہ :- حضرت ابنِ عمر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا جبکہ وہ مشرق کی طرف منہ کر کے فرما رہے تھے ! خبردار ہو جاؤ کہ فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کا گروہ نکلے گا۔

یہ اشارہ نجد کے علاقے کی طرف تھا جہاں سے بعد میں ایک بہت بڑا فتنہ عبدالوہاب نجدی کی صورت میں نکلا جس نے علمِ باطن (روحانیت) کا یکسر انکار کر کے مسلمانوں کا رخ صرف علمِ ظاہر یا علمِ شریعت تک محدود و مرکوز کر دیا۔اس تعلیم کی بعد میں کئی شاخیں نکلیں اور دنیا میں مختلف ناموں سے پھیل گئیں ۔جن میں وہابی، دیوبندی، اہلِ حدیث اور توحیدی وغیرہ شامل ہیں ۔ان فرقوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ سب کے سب علمِ باطن کے یا تو منکر ہونگے یا اس پر کوئی زور نہیں دینگے اور صرف علمِ شریعت ہی کو سب کچھ اور حرفِ آخر کہیں گے، ولیوں اور انکی تعلیم کو تسلیم نہیں کرینگے۔ دجّال نجد کی اسی تعلیم کا علم بردار ہوگا جس میں سارا زور علمِ شریعت پر ہوگا اور روحانیت کا سرے سے انکار ہوگا۔اور اسی بنا پر اسے کانا، یعنی ایک علم (آنکھ) سے محروم کہا گیا ہے۔

دجال کا وطن

یہ فطرت کا اصول رہا ہے کہ جہاں فرعون پیدا ہوتا ہے موسیٰ کو بھی قریب ہی کہیں بھیجا جاتا ہے، جہاں نمرود ظاہر ہوتا ہے وہیں ابراہیم کو بھی بھیجا جاتا ہے۔اسی طرح امام مہدی اور دجّال کے وطن ایک دوسرے کے اریب قریب ہی ہونگے ۔بعض روایات کے مطابق اسکا وطن کوئی پہاڑی علاقہ ہوگا

۔ بروایت اخون درویزہ دجال ہندوستان کے ایک پہاڑ پر نمودار ہوگا اور وہاں سے بلند آواز میں کہے گا " میں خدائے بزرگ و برتر ہوں، میری اطاعت کرو۔" یہ آواز مشرق و مغرب میں پہنچے گی۔ (14 ستارے، ازمولانا سید نجم الحسن کراروی)۔امام مہدی سیدنا گوھر شاہی کی تعلیمات کے مطابق ملکِ افغانستان سے تعلق رکھنے والا ملا عمر ہی اصل دجال ہے۔

امام مہدی کے دور میں واپس آنے والی مشہور ہستیاں

حضرت عیسیٰ

احادیث میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوکر امام مہدی سے بیعت ہونگے۔ مسلمانوں کے خیال میں حضرت عیسیٰ امام مہدی کے ہاتھوں پر اسلام لائینگے۔ لیکن ایک اولوالعزم رسول اپنا دین چھوڑ کر دوسرے مرسل کے دین کا کلمہ کیونکر پڑھے گا جبکہ اسکا اپنا دین بھی صحیح اور منجاب اللہ ہو؟ انبیاء کے ذریعے نافذ ہونے والے تمام مذاہب برحق اور ایک ہی اللہ کی جانب سے بھیجے گئے ہیں۔ ایک عام انسان یا امتی تو اپنا دین تبدیل کرسکتا ہے لیکن نبی کا اپنے دین کو چھوڑ کر کسی دوسرے نبی کے دین میں جانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ دین کا مقصد بندے کا تعلق اللہ سے جوڑنا ہے اور نبی تو پہلے ہی اللہ سے واصل ہیں لہذا انکو مذہب تبدیل کرنے کی ویسے بھی ضرورت نہیں۔ قانونِ خداوندی کے مطابق بھی کوئی نبی اللہ کے علاوہ کسی اور نبی یا ولی سے فیض نہیں لے سکتا۔ اگر حضرت عیسی کو دینِ اسلام میں داخل ہونا مقصود ہوتا تو اس کیلئے حضور نبی کریم کے دور سے بہتر کوئی دور نہیں ہوسکتا تھا۔ حضرت عیسیٰ اس وقت بھی آسمانوں پر موجود تھے اور نیچے تشریف لا سکتے تھے۔ اسکے علاوہ معراج پر جانے سے قبل بیت المقدس میں حضور پاک کی تمام انبیاء سے ملاقات ہوئی تھی وہ اس وقت بھی حضور پاک کے ہاتھوں دینِ اسلام میں داخل ہوسکتے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ وہ خانہ کعبہ میں نزول کرینگے اور بعض روایات کے مطابق وہ دمشق کی جامع مسجد کے میناروں پر نازل ہونگے۔ لوگ ان احادیث سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ جب وہ نازل ہونگے تو ساری دنیا انہیں اپنی آنکھوں سے اترتے ہوئے دیکھ رہی ہوگی، لیکن ایسا نہیں ہے۔ جس طرح آسمانوں پر جاتے ہوئے انہیں کوئی انسان دیکھ نہیں پایا اسی طرح واپسی میں بھی ضروری نہیں ہے کہ دنیا انہیں اپنی آنکھوں سے اترتے ہوئے دیکھے۔ وہ کسی بھی وقت چاہے رات کی تنہائی ہو یا دن کا اجالا اترینگے اور ضروری نہیں کہ لوگوں کو نظر بھی آئیں۔ اس انتظار میں رہنا کہ انہیں اپنی آنکھوں سے اترتے ہوئے دیکھیں گے جہالت ہے۔

بعض احادیث کے مطابق وہ صلیب توڑ دینگے، خنزیر کو ہلاک کردینگے اور جزیہ موقوف کردینگے۔ لوگ قرآن و احادیث اور روایات میں مندرج اشارات کو سمجھنے کے بجائے اسکے لفظی معنیٰ لے لیتے ہیں۔ صلیب توڑنے سے مراد لوگ عیسائی مذہب کا خاتمہ سمجھتے جبکہ صلیب عربی لفظ صلب (سولی چڑھانا) سے نکلا ہے لہذا صلیب (سولی) توڑنے سے مراد یہ ہے کہ قتل کی رسم کو دنیا سے ختم کردینگے یعنی قتل و غارت گری ختم ہوکر دنیا میں امن و امان قائم ہوجائیگا۔ اسی طرح خنزیر کو ہلاک کرنے سے مراد مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پوری دنیا سے اس جانور کی نسل کو ختم کردینگے۔ حالانکہ وہ بھی بقیہ جانوروں کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے، بلاوجہ اسے قتل کرنا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ جس طرح کہ باطن میں سانپ اور گدھا شیطان کی علامت ہیں اسی طرح خنزیر کو نجاست کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ خنزیر کو ہلاک کرنے سے مراد کہ وہ دنیا سے نجاست کو ختم کردینگے اور دنیا پاک و پاکیزہ ہوجائیگی۔ یہی معاملہ جزیہ کا ہے۔ جزیہ ایک طرح کا ٹیکس ہے جو مذہب کی بنیاد پر لیا جاتا ہے۔ جزیہ اس شخص سے لیا جاتا ہے جسکا مذہب ملک میں رہنے والوں کی اکثریت سے مختلف ہو۔ گو اب جزیہ کی رسم دنیا سے ویسے ہی ختم ہوچکی ہے لیکن ماضی میں مسلمان اپنے ملک میں مقیم غیر مسلموں سے جزیہ لیا کرتے تھے اسی طرح غیر مسلم اپنے ملک میں مقیم مسلمانوں سے یہ ٹیکس لیا کرتے تھے۔ یعنی اس ٹیکس کی بنیاد مذہب تھا۔ جزیہ موقوف ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس وقت تمام انسانوں کا ایک ہی مذہب ہوجائیگا۔ جب تمام روئے زمین کا ایک ہی مذہب ہوگا اور لوگوں کے مذاہب کے مابین فرق ہی نہ رہے تو جزیہ کی

ضرورت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ لہذا جزیہ ختم ہونے سے مراد کہ تمام دنیا کا ایک ہی مذہب ہوگا۔

حضرت عیسیٰ کا تعلق عالمِ غیب میں بسنے والی اللہ برادری سے ہے جسکی تعداد ساٹھے تین کروڑ ہے۔ اس اللہ برادری کی خالق رب الارباب رُ ریاض کی ذات ہے۔ اس برادری میں سے ایک رکن کو رب الارباب نے کُن کی طاقت عطا فرمائی جسکے ذریعے اس نے عالمِ غیب سے باہر آ کر یہ سات جہان اور اس میں بسنے والی مخلوق بنائی۔ رب الارباب نے امام مہدی کے روپ میں اس دنیا میں جلوہ گر ہونا تھا۔ اپنے رب سے ملاقات کیلئے اللہ برادری کے تین افراد اس دنیا میں انبیاء کی صورت میں تشریف لائے جن میں حضرت ادریس، حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ شامل ہیں۔ یہ تینوں اللہ کی مخلوق نہیں بلکہ اسکے ہم پلہ ہیں۔ ان تینوں انبیاء کو موت نہیں آئی کیونکہ وہ اللہ کی طرح لافانی ہیں۔ اگر ان تین بظاہر انبیاء کے مناقب اور انکی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو بیشمار ایسے اوصاف اور واقعات ملیں گے جو کسی نبی ولی میں نظر نہیں آتے۔ مثلاً تمام انبیاء اور اولیاء میں سے کسی کو بھی 40 سال کی عمر سے پہلے کسی منصب پر فائز نہیں کیا گیا لیکن حضرت عیسیٰ چالیس سال سے قبل ہی منصب نبوت پر فائز تھے اور 35 سال کی عمر میں واپس آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ انکی پیدائش عام انسانوں کی طرح نہیں ہوئی۔ انکی ولادت بغیر کسی باپ کے ہوئی جو سائنسی نقطہ نگاہ سے ممکن نہیں ہے۔ وہ مٹی کے پرندے بنا کر جب ان پر پھونک مارتے تو وہ پرندے زندہ ہو کر اڑ جاتے یعنی حیات بخشنے والے تھے جو کہ رب کی صفت ہے۔ امام الانبیاء سمیت کسی نبی ولی کی زندگی میں حیات بخشنے کی کوئی مثال موجود نہیں۔ حضور پاک کی امت کے ولیوں نے مردوں کو زندہ کر کے دکھایا یعنی انکی زندگی کو دوبارہ لوٹا کر دکھایا لیکن کسی بے جان چیز کو حیات بخشنے کی کوئی مثال موجود نہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ کی تعلیم بھی بقیہ انبیاء سے مختلف تھی انہوں نے فرمایا کہ میں ابتدا اور انتہائے محبت ہوں یعنی میں سوائے محبت کے کچھ نہیں۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ میں ہی رستہ اور میں ہی تمہاری منزل ہوں۔ حالانکہ ہر نبی نے یہی کہا کہ میں راستہ ہوں اور منزل اللہ کی ذات ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ نے برملا کہا کہ تمہاری منزل میری ذات ہے، تمہیں کہیں اور نہیں بلکہ میری ذات تک پہنچنا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ عیسیٰ خود بھی ایک رب ہیں جو نبی کا روپ دھار کر اس دنیا میں تشریف لائے، اسی لئے انہیں روح اللہ کہا گیا۔ انکا کلمہ لا الہ الااللہ عیسیٰ روح اللہ تھا یعنی سوائے اللہ کے کوئی الہ (معبود) نہیں اور عیسیٰ اللہ برادری کی ہی ایک روح ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے پیروکاروں کو ایک ایسے جہان میں لے جاؤں گا جو نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی دل نے اسکی خواہش ظاہر کی۔ عیسائی اس فرمان سے مراد جنت سمجھتے ہیں لیکن جنت کا ذکر تو ہر نبی نے فرمایا لہذا کانوں نے جنت کے بارے میں پہلے سے سنا ہوا تھا، اسی طرح حضرت آدم جنت سے تشریف لائے تھے لہذا آنکھوں نے جنت کو دیکھا ہوا تھا۔ اسی طرح ہر نیک و بد انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد اسے جنت مل جائے۔ لہذا جنت حضرت عیسیٰ کے فرمان میں موجود تینوں شرائط پر پورا نہیں اترتی۔ یہ قول انہوں نے اپنے پیروکاروں کو عالمِ غیب میں واقع اپنے اس جہان میں لیجانے کے بارے میں فرمایا تھا جو نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی قلب نے اسکی خواہش ظاہر کی تھی۔ لیکن انسانوں کو عالمِ غیب میں لیجانے کا علم انکے پاس نہیں تھا اور وہ امام مہدی کے انتظار میں تھے جنہوں نے وہ علم اپنے ساتھ لانا تھا۔ انسان کی معراج یا انتہا عالمِ احدیت کے پردے تک ہے جہاں اللہ کا محبوب جا سکا۔ معراج کی رات حضور پاک عالمِ احدیت کے اس پردے تک تشریف لے گئے جسکے پیچھے تختِ خداوند واقع ہے۔ انسان چونکہ اللہ کی مخلوق ہے لہذا وہ عالمِ احدیت کے اس پردے کے پار نہیں جا سکتا کیونکہ مخلوق اپنے خالق سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ لیکن امام مہدی اپنے ساتھ وہ علم لائیں گے کہ اللہ کی مخلوق بھی تختِ خداوند سے پیچھے واقع عالمِ غیب میں جا سکے گی۔ اور وہ تعلیم ضم کی تعلیم ہے جو سیدنا گوھر شاہی اپنے ساتھ لائے ہیں۔ اس تعلیم کے مطابق وہ انسان کے اندر اپنا کوئی عکس داخل فرماتے ہیں۔ اس عکس کے جسم میں داخل ہونے سے انسانی روح اس میں حلول یا ضم ہو جاتی ہے۔ چونکہ عکس کا تعلق اور رسائی عالمِ غیب تک ہے لہذا ضم ہونے کی بنا پر انسانی روح بھی اس عکس کیساتھ ہی عالمِ غیب میں پہنچ جائے گی۔ یہ وہ معراج ہے جسکا کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت عیسیٰ اللہ برادری کا فرد ہونے کے باوجود دو ہزار سال سے امام مہدی کے انتظار میں ہیں تو اسکی وجہ یہی ہے کہ امام مہدی کے لباس

میں آنے والی ذات حضرت عیسیٰ اور ساڑھے تین کروڑ اللہ برادری سمیت بیشمار عالمین اور مخلوقات کی خالق ہے۔ حضرت عیسیٰ کے اقوال میں خدا (God) اور باپ (Father) دونوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ عیسائیوں کے خیال میں یہ دونوں الفاظ ایک ہی شخصیت کیلئے استعمال ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں۔ ان اقوال میں خدا سے مراد اس دنیا کا خالق جو عیسیٰ کا ہم پلہ ہے اور باپ سے مراد ان دونوں اور تمام اللہ برادری کے خالق رب الارباب ر ریاض کی ذات ہے۔

حضرت ادریس

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقاً نَّبِيّاً o وَرَفَعْنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً o (سورۃ مریم، آیت نمبر 56, 57، پارہ 16، رکوع 7)

ترجمہ :- اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو بیشک وہ صدیق نبی تھا غیب کی خبریں دیتا۔ اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔

حضرت ادریس کا اصل نام اخنوخ تھا لیکن کتبِ الٰہیہ کی کثرت کے باعث آپکا نام ادریس ہوا۔ آپ پر تیس (30) صحیفے نازل ہوئے۔ حضرت ادریس کا واقعہ اس طرح درج ہے کہ حضرت آدم کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں، کپڑے سی کر پہننے کی ابتدا بھی آپ ہی سے ہوئی، آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے۔ سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے، ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علمِ نجوم وحساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں۔ یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت ادریس نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کہ کیسا ہوتا ہے تم میری روح قبض کر کے دکھاؤ۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کر کے اسی وقت دوبارہ لوٹا دی۔ آپ زندہ ہوگئے اور فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ، چنانچہ یہ بھی کیا گیا پھر آپ نے مالک (داروغہ جہنم) سے فرمایا کہ دروازہ کھولو میں اس پر سے گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ دوزخ پر سے گزرے پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت کی سیر کراؤ، وہ آپ کو جنت میں لے گئے۔ آپ دروازہ کھلوا کر جنت میں داخل ہوگئے۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد ملک الموت نے کہا کہ اب آپ اپنے مقام پر تشریف لے چلئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ اب میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤنگا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ انہیں یہیں چھوڑ دو اور وہ جنت میں ہی رہیں گے۔ چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔ شبِ معراج حضور پاک نے انہیں آسمانِ چہارم پر دیکھا تھا۔ اب قربِ قیامت وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائینگے اور امام مہدی کے مقربین میں سے ہونگے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو کتابوں میں درج ہیں۔ امام مہدی کی آمد سے قبل لوگوں کو انکی حقیقت کا پتہ نہیں تھا۔ سیدنا گوھر شاہی نے پہلی مرتبہ اللہ برادری کے راز انسانوں کے سامنے افشا فرمائے۔ حضرت ادریس کا تعلق اللہ برادری سے ہے اور وہ بھی اپنے رب سے ملاقات کی آرزو میں زمین پر تشریف لائے اور اب جنت میں کئی ہزار برس سے اُن کے انتظار میں ہیں۔

حضرت الیاس

قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت الیاس قیامت قائم ہونے تک زندہ رہیں گے۔ حضرت الیاس اس دنیا میں ہی مقیم ہیں اور انکی ڈیوٹی جنگلوں میں ہے۔ راہِ سلوک پر چلنے والوں کو دورانِ چلّہ جنگلوں میں رزق حضرت الیاس کے ذریعے ہی پہنچتا ہے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت الیاس نے حضور نبی کریم سے ملاقات کی تھی۔ الخصائص الصغریٰ میں حضرت انس سے مروی ہے کہ ہم حضور سرورِ عالم کے ساتھ غزوے میں تھے کہ حجر کے نزدیک فج الناقہ کے مقام پر ایک غیبی آواز سنائی دی۔ حضور سرورِ عالم نے فرمایا اس آواز کو دیکھو کون بول رہا ہے؟ حضرت انس نے فرمایا کہ میں آواز کی جانب بڑھا پہاڑ کے اندر ایک بزرگ کو بیٹھا پایا جنکے کپڑے سفید اور سر اور داڑھی مبارک کے بال بھی سفید تھے ان کا قد مبارک تقریباً تین سو گز

تھا جب مجھے دیکھا تو فرمایا آپ نبی اکرم کے قاصد ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! انہوں نے فرمایا آپ حضور اکرم کی خدمت اقدس میں واپس جا کر میرا سلام عرض کیجئے اور کہیں کہ آپ کا بھائی الیاس پیغمبر آپکے دیدار کا مشتاق ہے۔ حضرت انس نے فرمایا میں نے واپس جا کر بارگاہِ رسالت میں حضرت الیاس کا سلام و پیام پہنچایا تو حضور پاک الیاس کے ہاں تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا۔ جب آپ حضرت الیاس کے قریب پہنچے تو آپ ان کے قریب تشریف لے گئے اور میں پیچھے ہٹ گیا۔ دونوں حضرات کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اسی اثناء میں کوئی دسترخوان آسمان سے اترا اس میں کھانے کی چند اشیاء تھیں آپ نے مجھے کھانے کیلئے بلا لیا۔ اس میں کماۃ، انار، مچھلی، کھجوریں اور کرفہ تھا۔ میں نے کھا کر اجازت مانگی اور پیچھے ہٹ گیا۔ اسکے بعد آسمان سے بادل کی شکل میں کوئی شے اتری اور دسترخوان کو اٹھا کر لے گئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں یہ دسترخوان کیسا تھا جو آسمان سے اترا؟ آپ نے فرمایا میں نے اسکے متعلق الیاس سے پوچھا انہوں نے فرمایا کہ جبرئیل ہر چالیسویں روز اسی طرح کا طعام اور سال کے بعد آب زم زم لاتے ہیں اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ بڑے مٹکے میں لاتے ہیں اور کبھی چھوٹے سے بوکے میں بھی مجھے پلا کے چلے جاتے ہیں۔ (فیوض الرحمان اردو ترجمہ روح البیان پارہ 15، سورۃ الکھف)۔ یہ قصہ تو لوگوں کو جو سمجھ میں آیا لکھ دیا لیکن حضرت الیاس کا تعلق بھی اسی اللہ برادری سے ہے اور وہ بھی اپنے رب سے ملاقات کے انتظار میں اس دنیا میں مقیم ہیں اور امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہی منظر عام پر آئیں گے۔ حضور پاک کو امام مہدی سے متعلق بیشتر حقائق اللہ برادری کے انہی تین افراد کے ذریعے پتہ چل پائے تھے۔

حضرت خضر

حضرت خضر بھی زندہ اور اسی دنیا میں موجود ہیں۔ انکی ڈیوٹی پانی پر ہے۔ دنیا میں جتنے بھی دریا اور سمندر ہیں انکا نظام انہی کے حوالے ہے جسکو وہ اپنے ماتحت ایک بہت بڑے عملے کے ذریعے کنٹرول کرتے ہیں۔ یہ عملہ پانی کے اندر رہنے والی ایک چھوٹی سی غیر مرئی مخلوق پر مشتمل ہے جنکے پاس پانی کو کنٹرول کرنے کے آلات و اوزار ہیں۔ پانی اور سیلاب سے تباہیاں اسی مخلوق کے ذریعے آتی ہیں۔ سمندر کے کنارے لہریں بھی اسی مخلوق کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں۔ سائنسی نقطہ نگاہ سے یہ لہریں ہوا کے دباؤ کی وجہ سے بنتی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ سمندر کے کنارے اگر کوئی سوئمنگ پول بنایا جائے تو اس میں سمندر کی طرح کی لہریں کیوں نہیں بنتی؟ حالانکہ دونوں نہ صرف ایک ہی مقام پر واقع ہیں بلکہ دونوں پر ہوا کا دباؤ بھی یکساں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ سوئمنگ پول میں وہ مخلوق موجود نہیں، اگر وہ مخلوق سوئمنگ پول کے اندر آ جائے تو اس میں بھی وہی لہریں بن سکتی ہیں جو سمندر میں بنتی ہیں۔ یہ مخلوق پانی کو کنارے تک لا کر چھوڑ دیتی ہے جس سے لہریں بنتی ہیں۔ قربِ قیامت میں یہی مخلوق پانی کو کناروں سے آگے آبادی کی طرف لے جائیگی، جس سے دنیا کا بیشتر حصہ پانی کے نیچے ڈوب جائے گا۔ سیلاب سے آنے والی تباہیوں میں بڑے بڑے بند، عمارتیں اور پل خس و خاشاک کی طرح بہہ جاتے ہیں۔ ان ٹوٹی ہوئی عمارتوں کو اگر دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے انہیں ہتھوڑوں سے توڑا ہو۔ سائنس کے مطابق یہ تباہیاں پانی کے دباؤ سے آتی ہیں لیکن پانی کے بہاؤ میں اتنی طاقت نہیں کہ کنکریٹ سے بنے انتہائی مضبوط پلوں اور بلڈنگوں کو تباہ کر سکے۔ یہ تباہیاں پانی سے نہیں بلکہ پانی کی اس مخلوق کے ذریعے آتی ہے جو اللہ کے حکم سے ایسا کرتی ہے۔

سکندر ذوالقرنین بادشاہ (یونانی فاتح سکندر اعظم نہیں) جسکا تذکرہ قرآن میں بھی آیا ہے اور جسکی حکومت تقریباً پوری دنیا پر پھیلی ہوئی تھی، نے حضرت خضر ہی کیساتھ چشمہ آبِ حیات تک سفر کیا تھا جسکا تفصیلی ذکر کتابوں میں موجود ہے۔ کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ سکندر ذوالقرنین بادشاہ نے حضرت خضر کیساتھ دنیا کے آخری کونے تک سفر کیا اور اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں سورج غروب ہوتا ہے لیکن دلدل ہونے کی وجہ سے مزید آگے نہ بڑھ سکے۔ حضرت خضر ایک موقعہ پر رسول اکرم کی تعزیت کیلئے بھی حاضر ہوئے۔ خزائن العرفان میں لکھا ہے کہ حضرت خضر نے چشمہ حیات میں غسل فرمایا اور اسکا پانی پیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت خضر و الیاس ہر سال زمانہ حج میں ملتے ہیں۔ تفسیر بغوی میں ہے کہ چار انبیاء تا قیامت زندہ رہینگے دو (2)

آسمان پر اور دو (2) زمین پر۔ آسمانوں پر حضرت ادریس وحضرت عیسیٰ ہیں جبکہ زمین پر حضرت الیاس جنگلوں میں اور حضرت خضر دریاؤں میں ہیں ۔ وہ ہر رات ذوالقرنین کی سدِ سکندری میں جمع ہوتے اور ان کی نگرانی کرتے ہیں ۔ انکی خوراک کرفہ کماۃ ہے ۔ حضرت خضر کو بھی قیامت تک حیاتِ جاوداں عطا ہوئی لیکن انکا تعلق اللہ کی برادری سے نہیں ہے اور وہ بھی امام مہدی کے دور میں ہی دنیا کے سامنے ظاہر ہونگے ۔

اصحاب کہف

اصحابِ کہف جنکا تذکرہ قرآن شریف کی سورۃ کہف میں بھی آیا ہے ۔ یہ حضرت عیسیٰ کے سات (07) حواری تھے ۔ حضرت عیسیٰ نے صولی سے ایک روز قبل اپنے حواریوں کو اگلے دن پیش آنے والے واقعے سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ کل کے واقعے کو دیکھ کر تم میں سے کوئی بھی اپنا ایمان سلامت نہیں رکھ پائے گا لہذا ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو یہاں سے نکل جاؤ۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو میں عنقریب تم سے دوبارہ ملاقات کروں گا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں آپ کو تنہا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا اور اپنے ایمان سے بھی نہیں پھروں گا۔ حضرت عیسیٰ نے حکم دیا کہ تم ایسا نہیں کر سکو گے، تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔ ان میں سے سات حواریوں نے آپکے حکم کی تعمیل کی لیکن ایک نے آپکے حکم کو نظر انداز کر دیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ کل مرغے کے اذان دینے سے پہلے تم اپنے ایمان سے پھر جاؤ گے اور تین دفعہ مجھے جھٹلاؤ گے ۔ اور پھر یہی ہوا کہ وہ حواری حضرت عیسیٰ کے فرمان کے مطابق اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ بقیہ سات حواری شہر سے باہر سفر پر نکل گئے ۔ وہ رات کو قیام کیلئے ایک غار میں داخل ہوئے کہ صبح اٹھ کر سفر جاری رکھیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو تین سو (300) سال تک اسی غار میں سلا دیا۔ صبح جب وہ اٹھے اور ناشتے وغیرہ کیلئے باہر نکلے تو باہر کے حالات بدل چکے تھے حتیٰ کہ جو کرنسی انکے پاس موجود تھی وہ بھی بیکار ہو چکی تھی ۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ انکو تین سو سال کے مراقبوں میں سلاتا رہا۔ امام مہدی کے دور میں جب حضرت عیسیٰ زمین پر تشریف لائینگے تو انہیں بھی جگا دیا جائیگا۔ وہ حضرت عیسیٰ کے ساتھ مل کر امام مہدی کے مشن میں معاون بنیں گے ۔

حیات الامیر

سید جمال اللہ المعروف پیر حیات الامیر زندہ پیر حضرت عبدالرزاق کے فرزند اور غوث اعظم عبدالقادر جیلانی کے پوتے تھے ۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ غوث اعظم اپنے اس پوتے کو گود میں لیکر پیار فرماتے اور انکے حال پر بے حد شفقت فرماتے ۔ انہوں نے اپنے اس پوتے کو فرمایا کہ امام آخر الزماں امام مہدی سے میرا اسلام کہے بغیر نہیں مرنا۔ غوث پاک کی اس دعا سے انکو امام مہدی کی آمد تک حیاتِ جاوید حاصل ہوئی ۔ مہرِ منیر (سوانح حضرت پیر مہر علی شاہ)، خزینۃ الاصفیاء، تحفۃ القادریہ، اقتباس الانوار تحفۃ الابرار اور انیس القادریہ سمیت کئی کتب میں آپ کا حوالہ ملتا ہے ۔ راولپنڈی کے بری امام لطیف کو حیات الامیر سے فیض حاصل تھا۔ اسی طرح سید مقیم شاہ (حجرہ شاہ مقیم، ضلع ساہیوال) سمیت دیگر اولیائے کرام کا آپ سے فیض حاصل کرنا بیان کیا جاتا ہے ۔ حیات الامیر، غوث پاک کے وصال کے کچھ عرصہ بعد ہی عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گئے اور پھر بغداد سے ہجرت فرما کر بقیہ زندگی مری کے قریب پہاڑوں میں مقیم رہے جو کہ سیدنا گوھر شاہی کے آبائی گاؤں ڈھوک گوھر شاہ، ضلع گوجر خان کے نزدیک واقع ہے اور پھر لعل باغ سیہون میں سیدنا گوھر شاہی سے ملاقات فرما کر غوث پاک کا سلام پہنچایا۔

مندرجہ بالا ہستیوں کے علاوہ بے شمار ایسے لوگ ہیں جو مراقبہ روح کے ذریعے اللہ کے دیدار میں گئے اور اب تک اسی حالت میں ہیں، لوگوں نے انہیں مردہ سمجھتے ہوئے دفنا بھی دیا لیکن انہیں موت نہیں آئی ۔ اِن ہستیوں کے واقعات اولیاء کی مختلف کتابوں میں ملتے ہیں ۔ ان میں سے کچھ واقعات اس طرح ہیں ۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی کی روح قوالی کے دوران اس شعر پر کہ **کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں**

از غیبِ جان دیگر است (جو خنجرِ تسلیم سے ذبح ہوتے ہیں۔ انکو ہر دور میں غیب سے نئی جان عطا ہو جاتی ہے) اکثر پرواز کر جایا کرتی تھی، بعدازاں ایک مریدِ خاص (جسکو اس بات کی ہدایت تھی) آپ کے کان میں اذان دیتا جس سے روح واپس جسم میں لوٹ آیا کرتی۔ آپکی اس مرید کو ہدایت تھی کہ اذان کے بعد روح کی واپسی کا تین دن تک انتظار کیا جائے اگر پھر بھی روح واپس نہ آئے تو تدفین کر دی جائے۔ بعدازاں بوقتِ وصال اسی طرح تین دن تک آپکی روح کی واپسی کا انتظار کیا گیا جسکے بعد آپکی تدفین کر دی گئی۔ اسی طرح ایک فقیر کے بارے میں لکھا ہے کہ جب اسکا آخری وقت قریب آیا اور حضرت عزرائیل روح قبض کرنے پہنچے تو اس فقیر نے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اللہ کے حضور ایک سجدہ کر سکوں اور اس نے ملک الموت سے طے کیا کہ جب تک وہ سجدے سے سر نہ اٹھائے اسکی روح قبض نہیں کی جائے گی۔ وہ فقیر جب سجدے میں گیا تو اس نے سجدے سے سر ہی نہیں اٹھایا، ملک الموت انتظار کرتے کرتے بالآخر اسکو اسی حالت میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ فقیر اسی طرح سجدے میں رہا حتیٰ کہ اسکے اوپر مٹی جمع ہوتے ہوتے ایک پہاڑ بن گیا۔ وہ فقیر اس پہاڑ کے نیچے اب تک حالتِ سجدہ میں ہے اور اسکو موت نہیں آئی۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کیلئے بھی روایت ہے کہ انہیں دیدارِ الٰہی (روح کے مراقبے) کے دوران ہی دفنا دیا گیا تھا۔ یہ تمام ہستیاں بھی دورِ مہدی میں دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر اُن کی قدم بوسی فرمائیں گی۔

پاکستان، امام مہدی کا دیس

حضور پاک کے خطہ عرب سے تعلق کی وجہ سے مسلمان نفسیاتی طور پر عرب ممالک سے بہت مرعوب ہیں اور دین سے متعلق ہر اچھی بات کو خطہ عرب سے جوڑ دیتے ہیں۔ اسی مذہبی اور جذباتی وابستگی کی بناء پر لوگوں کا خیال ہے کہ امام مہدی کا تعلق بھی کسی عرب مملکت سے ہوگا۔ لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہے۔ حدیثِ نبوی...... میں عرب میں سے ہوں لیکن عرب مجھ میں سے نہیں، میں ہند میں سے نہیں لیکن ہند مجھ میں ہے۔ اس حدیث میں امام مہدی کے ہند سے ظہور فرمانے کی طرف اشارہ ہے۔ اس حدیثِ پاک سے ان مسلمانوں کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے جو عرب قوم کو دیگر اقوام پر فضیلت دیتے ہیں۔ دورِ آخر میں عربوں کی اکثریت امام مہدی کے مخالفین میں شامل ہوگی بالخصوص وہاں کے حکمران۔ اسکی وجہ وہ روایات ہیں جن میں لکھا ہے کہ امام مہدی عربوں سے انکی مملکتیں چھین لینگے۔ اپنا عیش و آرام اور حکومتیں چھن جانے کے خوف سے وہ امام مہدی کی سخت مخالفت کرینگے۔

احادیث میں لکھا ہے کہ امام مہدی کا ظہور خانہ کعبہ سے ہوگا۔ ان احادیث میں صرف امام مہدی کے ظہور کا تذکرہ ملتا ہے کہ اُن کا ظہور خانہ کعبہ سے ہوگا یا خانہ کعبہ میں کچھ لوگ امام مہدی کو پہچان لینگے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان احادیث میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ انکا وطن بھی سرزمینِ عرب کا کوئی علاقہ ہوگا۔ حضور پاک کے دور میں اسلام ہند تک نہیں پہنچا تھا لیکن احادیث میں ہند کے علاقے کا بکثرت ذکر ملتا ہے، مثلاً ایک حدیث ہے کہ مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔

عن عباس رضی اللہ عنھما ، قال : قال علی بن ابی طالب : اطیب ریح فی الارض الھند ۔ (مستدرک الحاکم)

ترجمہ :- مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔

یہ اشارہ امام مہدی کی طرف تھا کہ اُن کا تعلق ہند کے علاقے سے ہوگا جسکو علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا................میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے۔ کچھ احادیث میں امام مہدی کا وطن خراساں کے قریب کسی علاقے میں بتایا گیا ہے۔ دورِ نبوی میں پاکستان کا بیشتر علاقہ خراسان میں شامل تھا۔ مزید تصدیق مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے؛

عن ثوبان مولیٰ رسولؐ اللہ قال قال رسولؐ اللہ عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار ۔ عصابة تغزو الھند و

عصابة تکون مع عیسٰی ابن مریم علیهما السلام۔ (سُنن نسائی، مسندِ احمد)

ترجمہ :- حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ! میری امّت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ (نار) سے محفوظ فرمادیا۔ ایک وہ جو ہندوستان میں جہاد کریگی اور دوسری وہ جو حضرت عیسیٰ ابنِ مریم کیساتھ ہوگی۔

دورِ آخر میں دو ہی معروف ہستیاں نمایاں ہونگی ایک امام مہدی اور دوسرے حضرت عیسیٰ ۔ مندرجہ بالا حدیث میں انہی سے وابستہ دو جماعتوں کا ذکر ہے۔ حضرت عیسیٰ سے وابستہ جماعت کے ملک کا تو ذکر نہیں لیکن امام مہدی کیساتھ جو جماعت ہوگی اسکا مقام ہند بتایا گیا ہے۔ 14 ستارے (از سیّد نجم الحسن کراروی) میں غانم ہندی نامی ایک شخص کا بیان ہے کہ میں امام مہدی کی تلاش میں ایک مرتبہ بغداد گیا ایک پل سے گزرتے ہوئے مجھے ایک بزرگ ملے، وہ ایک باغ میں لے گئے اور انہوں نے مجھ سے ہندی زبان میں کلام کیا اور فرمایا تم اس سال حج کیلئے نہ جاؤ ورنہ نقصان پہنچ جائے گا، وہ امام مہدی تھے۔ اس واقعے کے مطابق امام مہدی ہندی زبان بولنے والوں میں سے ہونگے۔

حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کرمانوی اور حضرت صوفی برکت علی لدھیانوی کے علاوہ کئی اولیاء نے بھی امام مہدی کا ظہور ہند کے علاقے سے بتایا ہے۔ پاکستان کے معروف سابق بیوروکریٹ اور صوفی دانشور مرحوم قدرت اللہ شہاب نے بھی کہا کہ پاکستان بننے سے قبل انہیں بشارت دی گئی کہ کوئی عظیم الشان ہستی اس علاقے سے ظہور فرمانے والی ہے اور اسکی پہچان کیلئے ایک علیحدہ مملکت تشکیل دی جاتی ہے۔ پاکستان نجوم سوسائٹی کے صدر، غازی نجوم کالج راولپنڈی کے پرنسپل اور مشہور پیشن گو غازی منجم نے بھی امام مہدی کے پاکستان سے ظہور کے بارے میں لکھا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب مہدی مسیح کی صدی میں کافی تفصیل سے اس بارے میں لکھا ہے۔

مہدی مسیح کی صدی

غازی منجّم نے اپنی کتابوں میں امام مہدی کے پاکستان سے تعلق کے بارے میں بہت زور دیا ہے۔ غیبت سے قبل وہ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی سے ملاقات کیلئے اُن کی رہائش گاہ گئے اور اپنے علم کے ذریعے اُن کے مرتبہ مہدیت کی تصدیق کی کوشش کی اور ناکام رہے۔ ناکامی کی وجہ انکا اپنے علم پر تکیہ کرنا تھا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی انسان اپنے علم کے زور پر رب کو پہچان سکے۔ اسکے بجائے اگر وہ یہ دعا یا التجا لیکر جاتے کہ میری مدد فرمائیں اور مجھے اپنی محبت عطا فرمائیں تو یقیناً اسکی مدد بھی ہوتی اور تصدیق بھی۔ لیکن اس نے امام مہدی سے مدد کے بجائے اپنے علم کو ترجیح دی۔ امام مہدی کی پہچان نور سے ہوسکتی ہے یا پھر امام مہدی کی روحانی تعلیم اور اُن کے تصدق میں ظاہر ہونے والی منجانب اللہ نشانیوں سے لیکن انسان اگر چاہے کہ اپنے علم سے اُن کو پہچان لے تو یہ ممکن نہیں۔ غازی منجم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ لوگ بعد میں خود ہی کہیں گے کہ ہم ہی اندھے تھے کہ اُس ذات کو پہچان نہیں سکے۔ اسی طرح ایک جگہ لکھا ہے کہ دنیا تب سمجھے گی کہ راقم کی پیشن گوئیوں کے عین مطابق اور حقیقی طور پر 1401 ہجری مطابق 1981-82 میں وہ ظاہر ہوگئے تھے مگر دنیا والے پہچان نہ سکے بلکہ بعض لوگ خود بخود کہیں گے کہ ہم ہی اندھے تھے کہ وہ عظیم شخص سامنے ہی چلتا پھرتا نظر آتا تھا مگر ہم پہچان نہ سکے۔ اپنے اس قول کی روشنی میں وہ خود بھی دھوکہ کھا گئے۔ مندرجہ ذیل میں غازی منجم کی کتاب مہدی مسیح کی صدی کے کچھ اقتباسات پیش ہیں؛

☆ عہدِ حاضر کے عالمِ انسانیت کو ہم بڑے فخر اور اعتماد سے ہدیہ مبارک وتہنیت پیش کرتے ہیں کہ " بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند " سلطانِ عالم نگہبانِ جہاں کے جلوہ افروز ہونے کی ساعتیں قریب سے قریب تر آرہی ہیں۔ یہ سلطانِ ذی جاہ سیارہ شمس کی بدولت پاکستان میں اسلام کو حقیقی شان وشوکت بخشے گا اور اِسکی عظیم روحانی برکات اور ملّی حسنات سے دنیا فیضیاب ہوگی۔ میرا گمانِ غالب اور میرا مشاہدہ افلاک یہ باور کراتا ہے کہ یہ مایہ ناز شخصیت اور یگانہ روزگار پیشوا اور خطرات میں گھری ہوئی انسانیت کا نجات دہندہ 1401 ہجری کے اختتام تک حدِ عقرب

پنجاب سے جلوہ افروز ہوگا۔ میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسکی موجودگی کی ایسی نشانیاں بھی ہیں جو عالمِ انسان کے سامنے تو ہیں مگر سب کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ وہ اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ 4 فروری 1962 کو تمام سیّاروں کا اجتماع ہوا اور یہ اجتماع علاقہ پنجاب میں ہوا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ پنجاب دنیا کا مرکز ہوگا۔ اور یہیں سے ساری دنیا کیلیئے شاہی حکم جاری ہونگے۔

☆ بالآخر اسی مذکورہ ہستی کے تابع ہونے کیلیئے تمام مذاہب کے لوگ اسے تلاش کرینگے اور کہیں گے کہ وہ ہمارا ہے پھر اس پر تمام قوموں کے درمیان جھگڑا پڑیگا۔ یعنی عیسائی کہیں گے کہ وہ ہمارا مسیح ہے، یہودی کہیں گے ہمارا خداوند ہے، ہندو کہیں گے ہمارا کالکی اوتار ہے اور مسلمان اسے اپنا مہدی قرار دینگے۔ غرضیکہ تمام مذاہب والے اسکو اپنا تصور کرینگے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ تمام دنیا پر ہماری حکومت ہوگی اور عیسائی سمجھتے ہیں کہ مسیح آئیگا تو تمام دنیا پر انکی حکومت ہوگی۔ ایسے ہی ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ کالکی اوتار ان میں سے ہوگا اور ہندو ساری دنیا پر چھا جائینگے تب دھرم کی حکومت ہوگی مگر حقیقتاً وہ شخصیت نہ تو مسلمانوں کیلیئے ہوگی اور نہ کسی ایک مذہب کی ہوگی بلکہ وہ تمام لوگوں کیلیئے یکساں ہوگا۔ کیونکہ وہ صرف خدا کا ہوگا اور خدا کا ہی قانون جاری کریگا۔

☆ جس شخصیت کو میں نے دنیا کا بادشاہ لکھا ہے اسکی اتنی بڑی حیثیت ہونا اور اسکا پنجاب سے ظاہر ہونا صرف علمِ نجوم سے ہی ثابت نہیں کیا بلکہ اس عظیم ہستی کو آسمانی کتابوں سے بھی ثابت کیا گیا ہے۔ آسمانی کتابوں کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ پنجاب سے ہی ظاہر ہوگا وہ شخص اپنی عظیم حیثیت کا مدعی خود نہ ہوگا۔ بلکہ لوگ اسے خود پہچاننے لگیں گے اور اسکو ہر مذہب والے صرف اپنا رہبر کہیں گے۔ یعنی ہندو کہیں گے یہ ہمارا ہے یہودی عیسائی اور مسلمان کہیں گے کہ یہ ہمارا ہے۔ میں نے اپنی پیشگوئیوں میں اسکی تفصیل لکھی ہے کہ وہ ایسا ہوگا۔ وقت آئیگا تو سب کو معلوم ہوجائیگا اور وہ ہر مذہب کیلیئے رہبر ہوگا۔ میں نے اس ہستی کی شناخت کیلیئے دنیا کے علماؤں سیاستدانوں اور پوپ پادریوں کو مطلع کردیا ہے کہ دنیا کے جو لوگ یا قومیں میری کی گئی نشاندہی کو بوگس تصور کرکے اسے نظرانداز کردینگے اور میری جدوجہد پر توجہ نہیں دینگے بعد میں ندامت انکا مقدر ہوگا۔

☆ اہلِ پاکستان پر اللہ کا خاص کرم ہے اس ملک کو روحانی ہستیوں نے بنایا ہے اور انہی روحانی ہستیوں کے تحت اب بھی ہے۔ میں پاکستان کی حقیقی قوت جو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے اور اسلام کی ترقی کے وہ مخفی راز جنہیں وہ نہیں جانتے پورے ثبوت کیساتھ پیش کردونگا اور میں یہ ثابت کردونگا کہ پاکستان خدا کا اپنا ملک ہے اور یہ روحانی قوتوں کا مسکن ہے۔

☆ دنیا کی ریت ہے جب کوئی شخص نئی اور انوکھی بات کرتا ہو تو دنیا اسے جھوٹا مغز پھرا ضرور کہتی ہے۔ اسی لئے بعض لوگ مجھے ایسا ہی کیوں نہ سمجھیں؟ جبکہ میں یہ لکھتا ہوں کہ شاہِ خاور دنیا کا رہبر ظاہر ہونے کو ہے۔ اور وہ ظاہر بھی پنجاب سے ہوگا۔ دنیا کی ایک رِیت یہ بھی ہے کہ کسی بھی انوکھی بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی اسی لئے بعض نے میری مذکورہ بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ میری انوکھی باتیں ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔

☆ پاکستان کی بہت سی ایسی عجیب باتیں ہیں جو عوام کے سامنے تو آئیں مگر یہ بھول گئے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ بعض لوگ روحانیت کے قائل ہی نہیں۔ اسلیئے وہ نہیں سمجھ سکے کہ پاکستان کی ایک انوکھی اور منفرد حیثیت کیوں اور کس طرح ہے؟ جبکہ میں برس ہا برس سے اعلان کررہا ہوں کہ وہ شخصیت جو دنیا کی رہبری کریگی ساری دنیا پر اسکی بادشاہت قائم ہے حقیقت میں یہ پاکستان اسی نے بنایا ہے۔ اسی لئے پاکستان کی پنہائیوں میں ایسی قوت کارفرما ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی قوت جو بھی اس سے ٹکرائے گی نقصان خود اسی کا ہوگا نیز ٹکرانے والی قوت کمزور ہوجائیگی۔ اور اس سے پاکستان کو قوت حاصل ہوگی مگر بعض دنیا والے سوچتے کم ہیں اور منطق زیادہ بگھارتے ہیں۔

☆ شاہِ خاور ہم میں موجود ہے مگر وہ ابھی تک مخفی ہے۔ اس بزرگ اور عظیم ہستی کی نشانیاں ہمارے سامنے ہیں مگر عام لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اسکی موجودگی کی نشانیاں بہت واضح اور دنیا بھر کے سامنے ہیں روحانی طور پر جو کچھ اس شخص سے ہوا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہی دنیا کے سامنے ہے۔ حالانکہ آنکھیں تو ہیں پر دیکھ نہیں سکتے۔ کان بھی ہیں پر سن نہیں سکتے۔ عقل بھی ہے پر سمجھ نہیں سکتے۔ گو اسکے سمجھنے کیلئے بڑی بصیرت کی ضرورت بھی نہیں۔

☆ مکاشفہ 16 / 19 کے عین مطابق میں یقین سے کہتا ہوں کہ جب وہ دنیا والوں کے سامنے آئیگا تو لازم ہے کہ اسکی پوشاک اور ران پر لکھا ہوا ملے گا **بادشاہوں کا بادشاہ** اور **خداوندوں کا خداوند**۔

دورِ آخر میں رونما ہونے والی دیگر علامات و واقعات

حدیثِ مبارکہ : ابو موسٰی کا بیان ہے کہ نبی کریم نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا میں نے کہا یا نبی اللہ ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا خونریزی۔ صحابہ اکرام نے عرض کیا یا رسول اللہ خونریزی تو اب بھی ہوتی ہے ہم مشرکوں کو کثرت سے قتل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مشرکین کا قتل مراد نہیں بلکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو گے حتیٰ کہ آدمی اپنے پڑوسی اپنے چچازاد بھائی اور قرابت والوں کو بھی قتل کریگا۔ بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا اس وقت ہم کو شعور نہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا ان میں سے اکثر لوگوں کا شعور سلب ہو جائیگا اور آفتاب کی شعاؤں میں اڑنے والے ذرّوں کی طرح ذلیل لوگ باقی رہ جائینگے جو بے خوف ہونگے۔ اسکے بعد ابو موسٰی نے فرمایا اللہ کی قسم اگر ایسا زمانہ مجھ پر آ گیا تو اس سے نکلنا مشکل ہوگا۔ جیسا کہ حضور اکرم نے فرمایا تھا جو اس فتنہ میں جائے گا پھر اسکا نکلنا مشکل ہو جائیگا (بخاری شریف)۔

حادثات و سانحات کا عام ہونا : زلزلوں، سیلابوں، بیماریوں سمیت حادثات و سانحات سے اجتماعی اموات کی خبریں عام ہونگی۔ اسکے علاوہ ایسا قتل عام ہوگا جس میں مارنے والے کو یہ پتہ نہ ہوگا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے، نہ مرنے والے کو پتہ ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟

مشرق کی جانب سے آگ کا نمودار ہونا : عدن (یمن) یا حجاز کی مشرقی سمت سے ایسی بھیانک آگ نمودار ہوگی جو تین یا سات روز تک مسلسل رہے گی اور مخلوق کے خوف و ہراس کا سبب بن جائے گی۔ اسکے علاوہ ایسا دھواں جو آسمان سے پیدا ہوگا اور تمام لوگوں کو گھیر لے گا اور دردناک عذاب دیگا اور لوگ بیقرار ہو کر کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو اس عذاب سے دور فرما، ہم ایمان لائے۔

دیگر علامات : قربِ قیامت اور دورِ پرفتن کے بارے میں جو علامت بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں۔ (ہر گھر میں ناچ گانا ہوگا)۔ (عورتیں مردوں جیسی اور مرد عورتوں جیسی وضع قطع اختیار کرینگے)۔ (ہر طرف فتنے ہی فتنے ہونگے)۔ (پہلی تاریخ کا چاند دوسری یا تیسری تاریخ کے چاند کی طرح معلوم ہونا)۔ (دکھاوے کے طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈر کا اظہار کرنا مگر عملاً نہ ڈرنا)۔ (بارش کا رک جانا اور اوقاتِ موسمی سے ہٹ کر ہونا)۔ (جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا جاننا)۔ (مساجد کی محرابوں کو سجایا جانا اور دلوں کا ویران ہونا)۔ (طرح طرح کے ساز باجوں کا ایجاد ہونا)۔ (امانت کے مال کو چھینا ہوا مال سمجھ کر ہڑپ کر جانا)۔ (زکواۃ کو جرمانہ سمجھتے ہوئے نہ دینا)۔ (بیویوں کی فرمابرداری اور ماؤں کی نافرمانی کرنا)۔ (دوستوں کی عزت وخاطر کرنا اور والدین سے بے رُخی کرنا)۔ (مسجدوں میں دنیاداری کی باتیں ہونا)۔ (چرب زبان اور خوشامدی لوگوں کو دین میں اچھا سمجھا جانا)۔ (چرواہوں کا اپنی عمارتوں کے بڑے اور پختہ ہونے پر اترانا۔ عرب کے بدوؤں کی طرف اشارہ)۔ (برے لوگوں کا مال ومتاعِ دنیا کا مالک ہونا)۔ (قتل کرنا بھائی کا بھائی کو)۔ (علماء کا صاحبِ ثروت لوگوں کی طرف رجحان ہونا)۔ (علماء کا لوگوں کی خواہشات کے مطابق فتویٰ دینا)۔ (قرآنِ حکیم پڑھنے کی اجرت لینا)۔ (مال ودولت کی ہوس میں بری عورتوں سے شادی کر لینا)۔ (خودکشی کا عام ہونا)۔ (درختوں میں پھلوں کا کم لگنا، مرادلوگوں کی اولاد میں کمی ہونا)۔ (خوش ہونا بانجھ عورتوں کا)۔ (جماع کرنا بی بی یا لونڈی کے دبر میں)۔ (عورتوں کا حکومت کرنا)۔ (نااہل لوگوں کا ذمہ داری پر مامور ہونا)۔ (مشرق ومغرب تاجروں کا عام آنا جانا)۔ (پرہیزگار آدمی کا بچنے کیلئے پناہ کی جگہ ڈھونڈتے پھرنا)۔ (ظلم وزیادتی کو بہادری یا عقلمندی سمجھا جانا)۔ (آدمی کی تعظیم اسکے

شر کے خوف سے کرنا)۔(زمین کا دھنسنا یا زلزلوں کا آنا)۔(بحوالہ جامع ترمذی)۔

قربِ قیامت کی مزید علامات میں (عراق کے شہروں بغداد اور بصرہ کا تباہ ہونا)۔(اولادِ زنا کا بکثرت ہونا)۔(اچھے خاندانوں میں فاحشہ عورتوں کا پیدا ہونا)۔(شرفاء کا موت طلب کرنا)۔(حصولِ معاش کیلئے علم حاصل کرنا)۔(عورتوں کا بکثرت پیدا ہونا)۔(شراب کا عام رواج پانا)۔(عورتوں کا عورتوں اور مردوں کا مردوں کیساتھ شادی کرنا)۔(مختلف شہروں کا بلاؤں میں مبتلا ہوکر تباہ ہونا)۔(آگ اور دھواں بکثرت ہونا)۔(کل کرّہ ارض پر اضطراب وانتشار اور تباہی و بربادی کا مسلط ہونا)۔

آخری جنگِ عظیم (ملحمۃ الکبریٰ - Armageddon) : کچھ روایات کے مطابق اس دور میں آخری جنگِ عظیم (ملحمۃ الکبریٰ - Armageddon) لڑی جائیگی۔ یہ ایک انتہائی ہلاکت خیز اور خوفناک جنگ ہوگی۔ایک محتاط اندازے کے مطابق جنگِ عظیم اوّل میں ایک کروڑ تین لاکھ اور جنگِ عظیم دوم میں چار کروڑ انسان مارے گئے جبکہ اس تیسری اور آخری عالمی جنگ میں مرنے والوں کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہوگی اور کرّہ ارض کی بیشتر آبادی نیست و نابود ہو جائیگی۔ یہ ایک ایسی ہلاکت خیز جنگ ہوگی کہ انسان تمام سابقہ جنگوں کو بھول جائیگا۔اس عالمی اور ایٹمی جنگ سے کوئی بھی ملک محفوظ نہیں رہ سکے گا۔سائنسدانوں کے جائزے کے مطابق ایٹمی جنگ کے نتیجے میں دس کروڑ ٹن گرد و غبار اڑ کر فضاء میں پہنچ جائیگا جسکی وجہ سے زمین کو سورج سے روشنی اور حرارت کی فراہمی رک جائے گی۔اصل جنگ سے زیادہ لوگ تابکاری کے اثرات اور قحط سالی سے مرینگے۔ روایات میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس دن ملحمۃ الکبریٰ یا جنگِ اکبر ظاہر ہوگی تو جو علاقے اسکی براہ راست زد سے بچ جائینگے وہاں پر سب سے پہلے گرم اور سرخ آندھی آئے گی۔اس جنگ میں زمین کے ساتھ سمندروں میں رہنے والی مخلوق بھی ہلاکت کا شکار ہوگی۔پچھلی دو عالمی جنگوں کی طرح اس جنگ کی بنیاد مذہب نہیں بلکہ دنیاوی عوامل ہونگے۔اصل میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو انکے امام مہدی سے غفلت کی سزا دیگا۔اس ہلاکت خیز جنگ کے بعد لوگ دنیا کو بھول کر پوری طرح خدا کی جانب مائل و متوجہ ہو جائینگے۔امام مہدی وعیسیٰ اور دجّال کے درمیان حق و باطل کا معرکہ اس جنگ کے بعد ہوگا۔

گرہنوں کا لگنا : رمضان کے مہینے میں کسوف (سورج گرہن) اور خسوف (چاند گرہن) کا لگنا۔رسول اللہ کی حدیث کہ رمضان کا ایک مہینہ امام مہدی کے ظہور سے قبل ایسا آنے والا ہے کہ اس میں سورج اور چاند دونوں کو گرہن لگیں گے (بروایت ابوداؤد)۔دار قطنی میں محمد بن علی سے مروی ہے کہ امام مہدی کے ظہور کیلئے دو ایسی علامتیں ہیں جو ابتداء پیدائش آسمان وزمین سے کبھی واقع نہیں ہوئیں اور وہ یہ ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور نصف رمضان میں سورج گرہن ہوگا۔یاد رہے کہ یہ علامات نومبر 2003 میں پوری ہو چکی ہیں۔ یہ ماہ رمضان کا مہینہ تھا جس کے ابتدا میں چاند اور درمیان میں سورج کو گرہن لگا تھا، جسکی تصدیق انٹرنیٹ کے ذریعے کسی بھی فلکیاتی ادارے سے کی جا سکتی ہے۔ باطنی قوانین کے مطابق گرہن سے مراد غیبت ہے۔

اقوام میں امام مہدی کی گفتگو کا عام ہونا : دنیا میں بے سکونی اور ظلم وستم بڑھ جانے اور اسکا کوئی حل نظر نہ آنے کے باعث امام مہدی اور اُن کے ظہور کے نزدیک ہونے سے متعلق گفتگو عام ہوگی۔

امام مہدی کے وجود سے انکار کرنے والوں کا ظاہر ہونا : امام مہدی کا تذکرہ بڑھ جانے کے ساتھ ساتھ امام مہدی کے وجود سے انکار کرنے والے لوگ بھی ظاہر ہونگے جو امام مہدی کے رد میں دلیلیں دینگے۔یاد رہے کہ مسلم کی اکثریت ظہورِ امام مہدی کی قائل ہے لیکن کچھ مکتبہ فکر کے علماء و عوام ایسی بھی ہے جو ظہور مہدی اور وجود مہدی کی منکر ہے۔ان کی تاویل یہ ہے کہ امام مہدی کا ذکر قرآن مجید میں نہیں آیا حالانکہ نہ صرف احادیث بلکہ قرآن مجید میں بھی امام مہدی کا تذکرہ موجود ہے لیکن قلب کی فقہ اور نور نہ ہونے کے سبب یہ اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ان منکرین کا تعلق فرقہ وہابیہ سے ہے

جو محمد رسول اللہ کا گستاخ ہے۔ برصغیر میں فرقہ وہابیہ کے ماننے والوں کی کثیر تعداد موجود ہے، یہاں انکو فرقہ دیوبندی اوراہلحدیث کے ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔

سفیانی کے فتنے کا واقع ہونا : سفیانی یزید بن معاویہ کی اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جسکی والدہ کا تعلق قبیلہ کلب سے ہوگا اور وہ مسلمانوں سمیت دنیا میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کریگا۔ یاد رہے کہ ملا عمر دجال کا دستِ راست اسامہ بن لادن، جس نے دنیا میں دہشت گردی اور قتل وغارت گری سے انسانوں کی زندگی اجیرن کررکھی تھی، کا تعلق اسی نسل سے ہے۔ اگر اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو عرب عوام نے کبھی اسلام کی تبلیغ نہیں کی، تبلیغ کا کام عجم والوں نے ہی کیا ہے۔ دنیا کی تاریخ میں پہلی عرب تنظیم قائم کی گئی جس نے منظم طریقے سے نفرت اور انسانیت کی قتل وغارتگری کی تبلیغ کی ہے اور وہ تنظیم طالبان اور القائدہ ہیں۔ حضور پاک کی حدیث ہے کہ فتنہ مسلمان علماء سے اٹھے گا اور ان ہی کے اندر ختم ہوگا۔

یاجوج ماجوج کا نکلنا : دورِ آخر میں یاجوج ماجوج نامی مخلوق کے خروج کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس مخلوق کے کان اتنے لمبے ہیں کہ ایک کان کو بچھا کر اور دوسرے کو اوڑھ کر سوتے ہیں۔ یہ تیسری عالمی جنگ کے بعد نکلیں گے اور لوگوں کو کھانا شروع کرینگے۔ جنگ میں ہلاک ہونے والے افراد کی لاشیں انہی کے ذریعے ٹھکانے لگیں گی۔ اسطرح ان کروڑوں لاشوں کے ذریعے پھیلنے والی بیماریوں اور تعفن کی رکاوٹ کا بندوبست کیا جائیگا۔ بعد ازاں امام مہدی کی برکت اور حضرت عیسیٰ کی دعا سے نغف نامی ایک بیماری کے ذریعے ایک ہی رات میں انکا خاتمہ ہوگا پھر انکے مردار کو کھانے کیلئے عنقا نامی پرندہ پیدا ہوگا جو زمین کو ان کی گندگی سے صاف کریگا۔ (تفسیر صافی، مشکواۃ، صحیح مسلم، ترمذی، ارشادالطالبین، غایۃ المقصود، مجمع البحرین، قیامت نامہ)

یہ مخلوق بلا کی جنگجو ہے۔ یہ حضرت نوح کے زمانے میں دنیا کے اخیر میں اس جگہہ پیدا ہوئے تھے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔ یہ اپنی جگہ سے نکل کر قریب کی انسانی آبادی میں گھس کر جانور، انسان، کھیتی باڑی الغرض جو کچھ سامنے آتا اسکو چٹ کر جاتے۔ وہاں کے لوگ ان سے سخت عاجز اور پریشان تھے۔ سکندر ذوالقرنین بادشاہ جسکی سلطنت تمام دنیا پر پھیلی ہوئی تھی، نے یاجوج ماجوج کی مداخلت کو روکنے کیلئے دیوارِ چین تعمیر کروائی تھی تاکہ وہ دیوار کے پار انسانی آبادی کی طرف نہ آسکیں۔ بعد ازاں اسی بادشاہ نے ان کو دیوارِ چین کے نیچے ایک پہاڑ میں قید کردیا تھا۔ یہ لوگ اپنی زبان سے پہاڑ کی دیواروں کو ساری رات چاٹتے ہیں جس سے وہ دیوار گھس کر اتنی باریک ہوجاتی ہے کہ باہر سے روشنی جھلکنے لگتی ہے تب یہ آرام کرنے لیٹتے ہیں لیکن اس دیوار کو پھر سے بھر دیا جاتا ہے۔ یہ عمل تب سے جاری ہے لیکن ظہور مہدی سے قبل یہ دیوار کٹ جائے گی اور وہ نکل پڑینگے۔ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی نے تصدیق فرمائی کہ یہ پہاڑوں کو چاٹ کر اور سمندر کے نیچے سے راستہ بنا کر امریکہ کی ریاست ایریزونا پہنچ کر باہر نکل چکے ہیں لیکن بندوقوں اور رائفلوں کی فائرنگ سے ڈر کر دوبارہ اسی غار میں دبکے ہوئے ہیں اور وقت کا انتظار کررہے ہیں۔

اُلوہیت امام مہدی

کیا اللہ سے آگے بھی کچھ ہے؟ :-

انسانی ذہن میں یہ سوال ہمیشہ سے چبھتا آیا ہے کہ کیا اللہ سے آگے بھی کچھ ہے، کیا اسکا بھی کوئی خالق ہے؟ لیکن خوف اور عقائد کی پابندی کی وجہ سے انسان آگے سوچ نہیں پاتا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ کا بھی خالق ومعبود ہے۔ اللہ کے خالق اور معبود رب الارباب سے متعلق ثوابت قرآن واحادیث سے ملتے ہیں۔ اللہ نے اپنے معبود کے متعلق اشارات قرآن مجید میں رکھے اور اپنے محبوب کی زبان سے بھی ادا کروائے۔ لیکن اُس ذات کی دنیا میں تشریف آوری تک ان قرآنی آیات اور احادیث پر پردہ پڑا رہا تاکہ لوگ گمراہ نہ ہوجائیں۔ کیونکہ معلوم ہونے پر لوگ یقیناً اُس ذات کی تلاش اور جستجو کرتے اور اُسے نہ پا کر شاید ہمیشہ کیلئے اُس ذات سے مایوس ہوجاتے اسلئے اُن کی زمین پر آمد تک ان رازوں پر پردہ ہی پڑا رہا لیکن

جوں ہی وہ ذات بصورت امام مہدی دنیا میں جلوہ گر ہوئی تو وہ سربستہ راز کھلتے چلے گئے۔ان حقائق ودلائل میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں؛

(01). جب تک برہان نہ آجائے کسی کو الہ مت کہو :-

وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ o (سورۃ المومنون، آیت 117، پارہ 18، رکوع 6)

ترجمہ :- اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو بغیر کسی برہان کے الہ پکارتا ہے تو پھر اسکا حساب ہے اسکے رب کی طرف سے، بیشک کافروں کیلئے کوئی فلاح نہیں۔

یہاں قرآن کہہ رہا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو الہ مت کہو جبتک اس کے حق میں کوئی برھان موجود نہ ہو۔یعنی الہ کی نفی نہیں کی گئی بلکہ اسکی شرط بتائی گئی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو الہ اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے جب اسکے حق میں کوئی برھان موجود ہو۔سیدنا گوھر شاہی کے حق میں ایک دو نہیں بلکہ لاتعداد برھان ظاہر ہو چکی ہیں۔

(02). اس دنیا میں اللہ کے انتہائی تصرف کا مظاہرہ حضور پاک کی صورت میں ہوا ہے :-

اس دنیا میں اللہ نے اگر سب سے زیادہ طاقت وتصرف کسی کو دیا تو وہ اسکا محبوب تھا۔لیکن اس انتہائی تصرف کے باوجود حضور پاک تمام مذاہب یا تمام انسانیت کو ایک جگہ جمع نہیں کر پائے، نہ باطل کو جڑ سے اکھاڑ سکے اور نہ ہی دنیا کو امن وانصاف سے بھر سکے۔انکی حکومت انکی ظاہری حیات میں خطہ حجاز سے آگے نہیں بڑھ سکی۔لیکن امام مہدی کیلئے کہا گیا کہ وہ تمام مذاہب وفرقوں بلکہ تمام انسانیت کو ایک کر دینگے، باطل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے اور پوری دنیا کو امن وسکون اور انصاف سے بھر دینگے۔یعنی جو کام حضور پاک نہ کر سکے وہ امام مہدی کر دکھائینگے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ امام مہدی کے پاس حضور پاک سے بڑھ کر طاقت وتصرف ہوگا تب ہی وہ یہ سب کر پائینگے۔اگر امام مہدی اللہ کی مخلوق میں شامل ہوتے تو انکا تصرف اللہ کے محبوب سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا تھا۔لہذا جو کام حضور پاک نہ کر سکے تو اس سے کم تصرف رکھنے والا وہی کام کیونکر کر پاتا؟ اسکا مطلب ہے کہ امام مہدی کے پاس اللہ سے بڑھ کر کوئی طاقت ہوگی جسکی بنا پر وہ سب کر دکھائینگے جو حضور پاک سمیت کوئی ولی نبی نہیں کر سکا۔

(03). معراج کی رات کل انبیاء واولیاء سے ملنے کے باوجود حضور پاک امام مہدی سے ملاقات نہیں کر پائے :-

جن ارواح نے دنیا میں آنا ہے وہ عنکبوت یا عالمِ ارواح میں اکھٹی رہتی ہیں اور جو ارواح دنیا سے ہو کر واپس چلی گئیں وہ اپنے اعمال یا نصیبے کے مطابق علیین یا سجین میں مقیم ہیں۔حضور پاک کو امام مہدی سے ملنے کا زبردست اشتیاق تھا۔کتابوں میں لکھا ہے کہ امام مہدی سے ملنے کی آرزو میں حضور پاک اس قدر روتے کہ ہچکیاں بندھ جایا کرتیں اور ریشِ مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔حضور پاک کا اس قدر رونا کہ ہچکیاں بندھ جائیں اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ امام مہدی سے ملنے کی آرزو انتہائی شدید تھی۔حضور پاک جب معراج پر تشریف لے گئے تو اوپر جانے سے پہلے بیت المقدس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) پیغمبروں سمیت گزشتہ تمام انبیاء اور اولیاء سے ملاقات فرمائی حالانکہ یہ تمام کے تمام دنیا سے وصال فرما چکے تھے یعنی یہ سب ماضی کے دور کے تھے لیکن اسکے باوجود سب حضور پاک سے ملنے آئے اور سب نے مل کر حضور پاک کے پیچھے نماز بھی ادا کی۔اسکے بعد حضور پاک آگے بڑھے تو غوث پاک کی روح ملنے آگئی جنکے کندھے پر بیٹھ کر حضور پاک اوپر تشریف لے گئے۔حضور پاک نے انہیں فرمایا کہ آج میرا قدم تمہارے کندھے پر پڑا ہے کل تمہارا قدم میری امت کے اولیاء کی گردنوں پر ہوگا، تبھی غوث پاک نے دعویٰ کیا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔غوث پاک بھی حضور پاک کے دور کے نہیں تھے بلکہ حضور پاک کے وصال کے تقریباً 900 سال کے بعد دنیا میں تشریف لائے یعنی وہ مستقبل کے دور کے تھے لیکن پھر بھی عالمِ ارواح سے نکل کر حضور پاک سے ملنے آگئے۔اسکے بعد حضور پاک نے اللہ کا دیدار کیا اور واپس زمین پر

تشریف لے آئے ۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضور پاک کی ماضی (پچھلے تمام انبیاء واولیاء جو اس دنیا سے گزر چکے تھے) اور مستقبل (غوث پاک وغیرہ جنہوں نے مستقبل میں آنا تھا) کی ارواح سے ملاقات ہوگئی حتیٰ کہ اللہ سے بھی ملاقات ہوگئی تو پھر امام مہدی سے ملاقات کیوں نہیں ہو پائی؟ وہ امام مہدی سے ملاقات کیلئے ساری زندگی روتے تڑپتے کیوں رہے؟ اور پھر حضور پاک ایک دفعہ تو اوپر نہیں گئے، آپ کو ایک دفعہ جسمانی اور 33 دفعہ روحانی معراج ہوئی۔ کیا وجہ تھی کہ بارہا اوپر تشریف لیجانے کے باوجود بھی آپ امام مہدی سے نہیں مل پائے؟ وجہ یہ تھی کہ امام مہدی اللہ کے بنائے ہوئے ان سات جہانوں میں سے کسی میں موجود ہی نہیں تھے بلکہ وہ عالمِ غیب کی پشت پر واقع اپنے عالم ریاض الجنہ میں تشریف فرما تھے۔ اگر امام مہدی اللہ کے بنائے ہوئے جہان میں ہوتے تو حضور پاک کی ملاقات ضرور ہو جاتی، وہ ساری زندگی اُن سے ملنے کی آرزو میں روتے تڑپتے نہ رہتے

(04). اللہ کا دیدار کر لینے کے بعد اللہ سے ادنیٰ کسی ذات کیلئے رونا تڑپنا اللہ کی سخت ترین گستاخی ہے :-

اللہ کا دیدار کر لینے کے بعد اللہ سے ادنیٰ کسی ہستی کیلئے رونا اور تڑپنا اللہ کی شدید ترین گستاخی ہے کیونکہ خالق کا نظارہ کر لینے کے بعد اس سے ادنیٰ مخلوق سے ملاقات کیلئے رونا تڑپنا اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ویسے بھی خالق کے حسن سے سیر یاب ہونے کے بعد اسکی مخلوق کیلئے رونا تڑپنا کیسا، کیا اللہ کی مخلوق اپنے خالق سے زیادہ حسین ہوسکتی ہے؟ خالق کے حسن کا نظارہ کر لینے کے بعد اول تو مخلوق کیلئے دل میں کشش ہی باقی نہیں رہتی چہ جائیکہ اس کیلئے رونا، تڑپنا اور آنسو بہانا۔ لیکن حضور پاک 34 مرتبہ معراج اور اللہ کے بارہا دیدار کے باوجود امام مہدی سے ملنے کی آرزو میں روتے تڑپتے ہی رہے اور اللہ بھی اس بات پر خاموش رہا کبھی اعتراض نہیں کیا۔ امام مہدی اگر اللہ کی مخلوق یا اللہ سے ادنیٰ کوئی ہستی ہوتے تو نہ حضور پاک روتے اور نہ اللہ انہیں رونے دیتا۔ ایک اور اہم بات کہ اللہ نے خود کو متکبر کہا ہے، اس نے کیسے برداشت کر لیا کہ کوئی اور نہیں بلکہ اسکا اپنا محبوب اسے چھوڑ کر کسی اور کیلئے روئے تڑپے؟ کتابوں میں کہیں نہیں لکھا کہ حضور پاک اللہ کے دیدار کیلئے کبھی روئے ہوں لیکن امام مہدی کو یاد کر کے اس شدت سے روئے کہ ہچکیاں بندھ جایا کرتیں۔ یہ بات ثابت کرتی ہے کہ امام مہدی کے روپ میں آنے والی ذات اللہ سے بالاتر ہے تب ہی اللہ نے اپنے محبوب کے رونے اور تڑپنے پر اعتراض نہیں کیا۔

(05). حدیثِ قدسی کہ جس نے اللہ کا دیدار کر لیا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں :-

خالق کو دیکھ لینے کے بعد اسکی بنائی ہوئی مخلوق نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ حدیثِ قدسی ہے کہ جس نے اللہ کا دیدار کر لیا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کیونکہ جب خالق عریاں ہو کر سامنے آ گیا تو اسکی مخلوق نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، یہی باطنی قانون ہے۔ لہٰذا اللہ کا دیدار کر لینے کے بعد جن، فرشتے اور انسانوں سمیت اللہ کی تخلیق کردہ کوئی مخلوق اولیاء کی نظر سے چھپ نہیں سکتی لیکن حضور پاک 34 بار معراج اور بارہا اللہ کے دیدار کے باوجود امام مہدی کو دیکھنے سے قاصر رہے اور دنیا سے تشریف لیجانے تک اُن سے ملنے کی آرزو میں روتے اور تڑپتے ہی رہے۔ وجہ یہ تھی کہ امام مہدی اللہ کی مخلوق میں شامل نہیں۔

(06). اللہ بھی صراط مستقیم پر ہے :-

إِنِّى تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّى وَرَبِّكُم مَّا مِن دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّى عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ o (سورة هود، آیت 56، پارہ 12، رکوع 5)

ترجمہ :- میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا رب ہے اور تمہارا رب۔ کوئی چلنے والا نہیں جسکی پیشانی کے بال اسکے قبضہ قدرت میں نہ ہو۔ بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔

مندرجہ بالاقرآنی آیات کا مفسرین نے جوترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ............میرا رب صراط مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے، جو کہ غلط ہے کیونکہ آیات میں صاف صاف اورصراحت کیساتھ لکھا ہے کہ میرا رب خود صراط مستقیم پر ہے اور صراط مستقیم رب تک پہنچنے کے صحیح راستے کو کہتے ہیں یعنی اللہ بھی اپنے معبود کی راہ میں صراط مستقیم پر گامزن ہے۔اسی لئے اللہ کا دین بھی ہے۔

(07). اللہ مومن اور وہاب بھی ہے :-

اللہ کی 99 صفات میں سے ایک صفت مومن ہے۔مومن کا مطلب جو کسی پر ایمان لایا ہو۔اللہ کسی پر ایمان لایا ہے تب ہی اس نے خود کو مومن کہا ہے۔اللہ نے کہیں یہ نہیں کہا کہ میرے اندر عاجزی یا انکساری بھی ہے بلکہ اس نے خود کو متکبر کہا ہے وجہ یہ ہے کہ اسکے اندر عاجزی اور انکساری نہیں۔اسی طرح اگر وہ کسی پر ایمان نہ لایا ہوتا تو کبھی بھی خود کو مومن نہ کہتا۔ایک متکبر ذات خود کو کسی اور پر ایمان لانے والا کبھی نہ کہتی۔

اسکی ایک اور صفت وہاب بھی ہے۔وہاب کا مطلب ہے جس کو وہبی طور پر کچھ عطا ہوا ہو۔لفظ وہب اور کسب ایک دوسرے کی ضد ہیں۔کسب کے معنی محنت اور وہب کے معنی بغیر محنت کے ہے۔کسب سے کمانے کا مطلب جو کچھ آپ نے اپنی محنت سے حاصل کیا ہو۔وہبی طور پر ملنے کا مطلب جو بغیر کسی محنت کے مل جائے۔جس طرح ملتان والے پیر سپاہی کو وہبی فیض ملا تھا۔وہ ایک ٹریفک کانسٹیبل تھا، رات کی ڈیوٹی کر کے واپس جا رہا تھا، کسی بزرگ کو دیکھ کر اسے لفٹ دی اور اپنی سائیکل پر بٹھا کر اس کو مطلوبہ مقام تک چھوڑ آیا۔وہ اللہ کا کوئی فقیر تھا اور پیر سپاہی کے اس عمل پر خوش ہو کر اس نے اپنی روحانیت میں سے کچھ حصہ پیر سپاہی کو عطا کر دیا۔پیر سپاہی نے اس فیض کو سنبھال کر رکھنے کے بجائے لوگوں کو دم درود کرنا شروع کر دیا جس سے لوگوں کو شفا ہونا شروع ہوگئی۔بے شمار لوگ اسکے دم درود سے شفایاب ہوئے حتیٰ کہ اس نے لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے مجمع پر دم کیا اور لوگوں کو شفا ہوئی ۔لیکن جب فقیر کا عطا کیا ہوا نور ختم ہو گیا تو دم درود کا فائدہ بھی ختم ہو گیا اور پیر سپاہی خالی رہ گیا، آج اسکو کوئی نہیں جانتا۔چونکہ پیر سپاہی کو شفا کی یہ طاقت بغیر کسی چلے مجاہدے کے حاصل ہوئی تھی لہذا کہیں گے کہ شفا کی طاقت اسے وہبی طور پر عطا ہوئی، پیر سپاہی کو اسے حاصل کرنے کیلئے کوئی کسب یا محنت نہیں کرنا پڑی بلکہ کسی اور کی محنت کا بنا بنایا نور اسے مل گیا۔اسی طرح اللہ وہاب ہے کا مطلب کہ اسے بھی وہبی طور پر کوئی طاقت عطا ہوئی ہے۔اللہ کو طاقت عطا کرنے والی ذات یقیناً اللہ سے بالاتر ہی ہوگی۔اللہ کو اسکے رب نے..... امرِ کن کی طاقت وہبی طور پر عطا فرمائی جسکی بنا پر وہ وہاب کی صفت سے متصف ہوا۔اللہ کی تمام طاقت کا راز اسی...... کن میں بند ہے، وہ جو چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے....... کن کہہ کر کر لیتا ہے۔اس کن کی طاقت سے ہی اس نے یہ سارا جہان اور مخلوق بنائی ہیں۔اللہ کو امرِ کن کی طاقت وہبی طور پر اپنے رب یعنی رب الارباب رُ ریاض گوھر شاہی سے حاصل ہوئی ہے اسی لئے اللہ وہاب ہے۔

(08). حدیثِ قدسی کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا :-

سلطان حق باھو نے اپنے رسالہ روحی شریف میں ایک مشہور حدیثِ قدسی کو نقل فرمایا ہے جو اس طرح ہے؛

کنت ھاھوت، کنزاًیاھوت مخفیاً لاھوت فاردت ملکوت، ان اعرف جبروت فخلقت الخلق ناسوت۔

ترجمہ :- میں لاہوت میں چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، پس میں نے ملکوت کا ارادہ کیا، تاکہ میری جبروت پہچانی جائے پس میں نے عالمِ ناسوت میں مخلوق کو پیدا کیا۔

یہاں اللہ اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میری پہچان ہو اور اسی لئے میں نے یہ سب جہان تخلیق فرمائے۔اگر اللہ چھپا ہوا خزانہ تھا تو یہ خزانہ کہیں کسی جگہ یا کسی عالم میں رکھا ہوا ہوگا، یہ خزانہ خلاء میں تو لٹکا ہوا نہیں تھا۔یعنی ایک جہان پہلے سے موجود تھا جس میں وہ خزانہ رکھا ہوا تھا اور اس دنیا کا خالق اس خزانے کا ایک حصہ تھا۔دوسری بات کہ اللہ نے اپنے اس قول میں کسی ہیرے یا موتی کا لفظ

استعمال نہیں کیا بلکہ خزانے کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ جمع کا صیغہ ہے۔خزانہ بیشمار لعل وجواہراور ہیرے موتیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔یعنی اللہ اگر ایک موتی تھا تو اسکے ساتھ اس جیسے اور بھی کئی موتی تھے۔ یہ سب عالمِ غیب کی طرف اشارہ ہے جہاں اس دنیا کے خالق سمیت ساڑھے تین کروڑ افراد پر مشتمل اللہ برادری رہتی ہے۔اس اللہ نے چاہا کہ اسکی الگ سے پہچان ہواور رب الا رباب رٗ ریاض کی طرح اسکی بھی عبادت کی جائے۔تب اس نے اپنے معبود سے اس خواہش کا اظہار کیا اور اسکے رب نے اسے کن کی طاقت عطا فرمائی۔ پھر اس نے اپنے رب کی اجازت سے عالم غیب سے نکل کر امرِ کن کے ذریعے یہ تمام جہان اور اسکی مخلوقات کو بنایا تا کہ اسکی عبادت و بندگی کی جائے۔

(09). روزِ ازل ہی اللہ نے تسلیم کیا کہ اسکا بھی کوئی رب ہے :-

قرآن کی سورۃ الاعراف میں لکھا ہے کہ روزِ ازل اللہ نے کہا....... **الست بربکم** جسکا عام فہم میں ترجمہ کیا جاتا ہے، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ لیکن اس آیت کا یہ مطلب ہر گز نہیں۔(الست = کیا میں نہیں ہوں) (ربکم = تم سب کا رب)۔لیکن اللہ نے...... **الست ربکم** نہیں کہا بلکہ اس نے الست بربکم کہا (ب = معہ یا ساتھ، جس طرح بسم اللہ کا مطلب ساتھ اللہ کے نام کے شروع کرتا ہوں)۔لہذا..... **الست بربکم** کا ترجمہ ہوا، کیا میں تمہارے رب کیساتھ نہیں ہوں؟ یعنی اللہ نے روزِ ازل اقرار کیا کہ اسکا بھی کوئی رب ہے۔لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سوال اس نے ارواح کو تخلیق کرنے کے بعد ان سے پوچھا تھا، لیکن ایسا نہیں ہے۔اسکی تصدیق اس سے اگلی آیت میں موجود ہے جس میں لکھا ہے ...... **قالو بلیٰ شاھدنا** یعنی بے شک، ہم گواہی دیتے ہیں۔گواہی وہی دے سکتا ہے جس نے اپنی آنکھوں سے کسی عمل کو دیکھا ہو۔ارواح اپنی تخلیق کی گواہ نہیں تھیں۔کیونکہ اللہ نے جس وقت کن کہا اس وقت ارواح کا تو سرے سے وجود ہی نہیں تھا، انہوں نے اللہ کو کن کہتے ہوئے نہیں سنا، وہ تو کن کی ادئیگی ہو جانے کے بعد تخلیق ہوئیں، وہ کیسے گواہی دے سکتی ہیں کہ ہمیں تو نے تخلیق کیا ہے؟ لہذا ارواح اپنی تخلیق کی عینی گواہ نہیں۔اسکا مطلب یہ ہے کہ روزِ ازل اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی موجود تھا جو اللہ کی تخلیق کا عینی گواہ تھا اور اللہ انہی سے مخاطب ہو کر پوچھ رہا ہے کہ کیا میں تمہارے رب کے ساتھ نہیں ہوں؟ جس پر وہ جواب دیتے ہیں کہ بے شک تو بھی ہمارے رب کے ساتھ ہے، ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

(10). قرآن کی سورۃ الاعلیٰ میں رب الا رباب کا ذکر :-

قرآن کی سورۃ الاعلیٰ میں لکھا ہے....... **سبح اسم ربک الاعلیٰ** یعنی اپنے اعلیٰ رب کے نام کی تسبیح کر۔اگر رب ایک ہی ہے تو اس میں اعلیٰ یا ادنیٰ کی تخصیص کیوں؟ صرف یہ کہہ دیا جاتا....... **سبح اسم ربک** یعنی اپنے رب کے نام کی تسبیح کر، صراحت کیساتھ اعلیٰ رب کے اسم پر زور کیوں دیا گیا؟ اسکا مطلب کوئی رب ادنیٰ ہے اور کوئی اعلیٰ رب بھی ہے۔ بیشک اس دنیا کا خالق ادنیٰ رب ہے اور اسکا خالق مالک الملک، خداوندوں کا خدا ریاض گوھر شاہی سب سے اعلیٰ رب ہے۔

(11). واللہ خیر الرازقین :-

قرآن میں لکھا ہے....... **واللہ خیر الرازقین** یعنی رزق دینے والوں میں سب سے بہتر اللہ ہے۔یہاں اللہ نے جمع کا صیغہ رازقین (رزق دینے والے) استعمال کیا ہے یعنی رزق دینے والے کئی ہیں جو اس بات کا اقرار ہے کہ اللہ کے علاوہ اور بھی رزق دینے والے ہیں۔ایک ہی رازق ہوتا تو آیت یوں ہوتی......... **واللہ الرازق** یعنی رزق دینے والا صرف اللہ ہے لیکن یہاں رازقین (بہت سارے رزق دینے والوں) کا ذکر ہے۔اگر رازق بہت سارے ہیں تو ان سب کا کوئی خالق و معبود بھی ہوگا۔لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت میں بتوں کی طرف اشارہ ہے۔لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ نے بتوں کو بھی رازق تسلیم کیا ہے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔

(12). اللہ کو سبقت والے کلمے کا انتظار تھا :-

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلاَّ أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُواْ وَلَوْلاَ كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ o (سورۃ یونس،آیت19، پارہ 11، رکوع 7)

ترجمہ :- اور تمام انسان امت واحدہ تھے پھر ان میں اختلاف ہوا اور اگر تمہارے رب کی طرف سے سبقت والا کلمہ آجاتا تو انکے درمیان فیصلہ کردیا جاتا ان باتوں کا جن پر وہ اختلاف کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ وَلَوْلاَ كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ o (سورۃ ھود،آیت110، پارہ 12، رکوع 10)

ترجمہ :- اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پس اس میں اختلاف کیا گیا۔اور اگر تمہارے رب کی طرف سے سبقت والا کلمہ آجاتا تو انکے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا۔اور بیشک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَاماً وَأَجَلٌ مُسَمًّى o (سورۃ طہٰ،آیت129، پارہ 16، رکوع 17)

ترجمہ :- اور اگر تمہارے رب کی طرف سے سبقت والا کلمہ نہ ہوتا تو ضرور ہوتا لپٹنا اور مقررہ مدت۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ o (سورۃ حم سجدہ،آیت45، پارہ 24، رکوع 6)

ترجمہ :- اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پس اس میں اختلاف کیا گیا۔اور اگر تمہارے رب کی طرف سے سبقت والا کلمہ آجاتا تو انکے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا۔اور بیشک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں۔

وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْعِلْمُ بَغْياً بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ o (سورۃ الشوریٰ،آیت14، پارہ 25، رکوع 3)

ترجمہ :- اور وہ جدا نہ ہوئے مگر بعد اسکے کہ انہیں علم آچکا تھا آپس میں بغاوت کرتے ہوئے۔اور اگر تمہارے رب کی طرف سے سبقت والا کلمہ آجاتا ایک مقررہ مدت تک تو ضرور انکے درمیان فیصلہ کردیا جاتا۔اور بیشک جن کو انکے بعد کتاب کا وارث بنایا گیا وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں۔

قرآن میں کئی جگہ اس بات کا تذکرہ ہے کہ اللہ کو سبقت والے کلمے کا انتظار ہے اور اگر وہ کلمہ آجاتا تو تمام انسانیت فرقوں اور مذاہب میں تقسیم ہونے کے بجائے امتِ واحدہ ہوتی۔یعنی اس کلمے کے نہ آنے کی وجہ سے بنی نوع انسان مختلف مذاہب اور فرقوں میں منقسم ہے اور جب وہ کلمہ آجائیگا تو تمام انسانیت امتِ واحدہ میں تبدیل ہوجائیگی۔ یہاں ایک ایسے کلمے کا ذکر ہے جسکا اللہ کو خود انتظار ہے اور انتظار اسی کا ہوتا ہے جو قریب یا دسترس میں نہ ہو اور اسکے قریب آنے کا انتظار کیا جائے۔اللہ نے اس کلمے کو سبقت (سب سے پہلے) والا کلمہ کہا ہے۔اس کلمے کو بھیجنا اگر اللہ کے اختیار میں ہوتا تو وہ اس کو شروع میں ہی بھیج دیتا لیکن وہ تو خود اس کلمے کے انتظار میں تھا۔تمام انسانیت کو ایک جگہہ جمع کرنے والی ذات امام مہدی کی ہے جو اپنے ساتھ سبقت والا کلمہ بھی لائے ہیں اور سبقت والا وہ کلمہ ہے........ لا الہ الا ریاض نہیں کوئی معبود سوائے ریاض کے۔

(13). قبر میں یہ سوال کہ تیرا رب کون ہے؟ :-

قبر میں جو 360 سوال ہر انسان سے کئے جاتے ہیں ان میں اولین سوال ہے..... مــن ربک (تیرا رب کون ہے؟) ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر ایک ہی رب ہے تو یہ کیوں پوچھا جا رہا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ ہاں اگر سوال یوں ہوتا کہ تو نے دنیا میں قیام کے دوران اپنے رب سے تعلق جوڑا یا نہیں؟ تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ پوچھنا کہ تیرا رب کون ہے بتا رہا ہے کہ کوئی اور بھی الہ (معبود) ہے۔

(14). حضرت علی کا نہج البلاغہ میں فرمان کہ امام مہدی کی ران پر خداوندوں کا خدا لکھا ہوگا :-

حضرت علی المرتضٰی نے اپنی کتاب نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ امام مہدی کی ران پر رب الارباب (خداوندوں کا خدا) لکھا ہوگا۔ اسکے علاوہ دیگر مذاہب کی کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ دنیا کے آخر میں آنے والی ذاتِ مسیحا جو تمام انسانیت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیگی اُس کی پوشاک پر بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خدا لکھا ہوگا۔

(15). 34 مرتبہ معراج اور بارہا اللہ کا دیدار کرنے کے باوجود حضور پاک نے رب زدنی علماً کیوں کہا؟ :-

تمام عبادات اور تمام علوم کی انتہا اللہ کا دیدار ہے۔ اللہ کے دیدار سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ اسی طرح علم کی انتہا بھی اللہ کا دیدار ہے۔ دنیا کا کوئی علم آپ کو اللہ کے دیدار سے مزید آگے نہیں لیجا سکتا یعنی اللہ تک رسائی کسی بھی علم کی انتہا ہے۔ جب کوئی ولی اللہ کے دیدار میں پہنچتا ہے تو ساتوں جہان (جو کہ 14 طبق پر مشتمل ہے) کے تمام علوم اس پر کھول دئے جاتے ہیں۔ خالق تک پہنچ جانے کے بعد دنیا کے مزید کسی علم کی ضرورت نہیں رہتی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور پاک نے اللہ کا دیدار کر لینے کے باوجود بار بار....... ربِ زدنی علـمـاَ (میرے علم میں اضافہ کر) کی دعا کیوں مانگی؟ حالانکہ دیدار کیساتھ ہی دنیا کے کل علوم آپ پر منکشف کر دئے گئے تھے۔ مزید کسی علم کی بظاہر ضرورت نہیں تھی۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ، حضرت ادریس اور حضرت الیاس نے انہیں عالمِ غیب اور امام مہدی کے روپ میں آنے والے رب الارباب کے بارے میں بتلایا ہوا تھا لہذا حضور پاک نے اللہ سے پوچھا کہ تیرے اس جہان سے مزید آگے کیا ہے؟ یعنی حضور پاک نے اللہ کے بنائے سات جہانوں سے مزید آگے (عالمِ غیب اور ریاض الجنہ وغیرہ) کے متعلق پوچھا تھا جو کہ اللہ نے نہیں بتایا۔ اسی لئے حضور پاک بار بار ربِ زدنی علماً کی التجا کرتے رہتے۔ اس عالمِ غیب کے علوم اور اسرار و رموز جو اللہ نے اپنے محبوب کو بتانے سے انکار کر دیا آج سیدی یونس الگوھر دنیا پر منکشف فرما رہے ہیں۔ کیا وجہ تھی کہ حضور پاک افضل ترین نبی ہیں پھر بھی غیبی علوم پر انکار رہا اور سیدی یونس الگوھر انہی علوم غیبی کو علمِ ظاہر کی طرح عام فرما رہے ہیں؟ یاد رہے یہ وہی علم ہے جسکا قرآن میں ذکر ہے لیکن علم نہیں۔ قرآن میں آیا کہ یومنون بالغیب کہ اسکے بغیر ایمان میں داخل نہیں ہو سکتے یعنی یہ وہی عالمِ غیب ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان کیلئے لازمی شرط ہے اسکے بغیر کوئی شخص دینِ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن آج وہ اسے جھٹلا رہا ہے۔ چونکہ عالمِ غیب کے اسرار و رموز دورِ آخر میں کھلنا تھے اسلئے اللہ نے پیشگی اس عالم پر ایمان لانا اپنی مخلوق پر فرض قرار دیا تھا۔ حضور پاک نے غیب کے انہی علوم کی درخواست کی تھی اور آپ کو انکار ہوا۔ حضور پاک نے پوچھا، کوئی اس غیبی علم کا حامل ہوگا؟ جواب آیا، امام مہدی۔ حضور پاک نے پوچھا اُن کی نشانی کیا ہوگی؟ جواب آیا، ساری امتیں ختم ہو کر امتِ واحد بن جائینگی۔ پوچھا، اُن کا دین کیا ہوگا؟ جواب آیا، میرا دین عشق ہے جب وہ میری مدد و نصرت کو اس دنیا میں آئینگے تو تم دیکھنا کہ انسان فوج در فوج دینِ الٰہی میں داخل ہونگے اور اے محمد اس وقت تم بھی اپنا رخ اس قائم ہونے والے دین کی طرف کر لینا۔ پھر پوچھا کوئی اور نشانی؟ جواب آیا، میں بھی منتظر ہوں تم بھی منتظر رہو۔ ایک اور نشانی جو حضور پاک کو اللہ کی جانب سے ملی وہ یہ تھی کہ امام مہدی کا چہرہ چاند میں موجود ہے، اسی لئے حضور پاک نے صحابہ کو تاکید فرمائی کہ چاند کی جانب رخ کر کے دعا مانگا کرو۔ چاند میں چہرے والی بات حضور پاک سے حضرت علی اور پھر امام جعفر صادق تک پہنچی تب ہی امام جعفر صادق نے فرمایا کہ امام مہدی کا چہرہ چاند میں چمکے گا۔

(16). اللہ کے مددگار کی آمد :-

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ o وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللَّهِ أَفْوَاجاً o (سورۃ النصر ، آیات 1-2، پارہ 30، رکوع 35)

ترجمہ :- جب اللہ کا مددگار آپہنچے گا اور کھل جائیں گے۔اورتم دیکھو گے کہ لوگ فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہونگے۔

مندرجہ بالا آیات بھی مفسرین کی سمجھ نہیں آئیں اور کم وبیش سبھی نے یہ ترجمہ کیا کہ......اللہ کی مدد آ پہنچی اور فتح حاصل ہوگئی۔اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ غول کے غول خدا کے دین میں داخل ہورہے ہیں۔یہاں لفظ فتح سے مراد لوگ اردو کا لفظ جیت (Victory) لیتے ہیں جبکہ یہ عربی کا لفظ ہے جسکے معنی کھل جانا ہے جس طرح کہ مسجدوں میں داخلے کیلئے دروازے پر دعا لکھی ہوتی ہے............الھم افتح لی ابواب رحمتک۔ اے ہمارے پروردگار میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔اردو میں فتح کو جیت کے معنوں میں اسلئے استعمال کیا جاتا ہے کہ پرانے وقتوں میں جب کوئی فوج کسی شہر پر حملہ کر کے جیت جاتی تو اس کیلئے شہر کے دروازے کھول دئے جاتے تھے،اسی لئے اردو میں جیت کیلئے لفظ فتح کو استعمال کیا جاتا ہے لیکن عربی زبان میں اس لفظ کے آج بھی معنی کھلنا ہی ہے۔

مفسرین کو یہ غلط فہمی رہی کہ ان آیات میں فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ یہ آیات فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھیں اور ان میں کہا گیا ہے کہ ......تم دیکھو گے ....جو کہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعے کی طرف شارہ تھا جبکہ مکہ تو فتح ہو چکا تھا۔دوسری بات کہ اگر یہ فتح مکہ کی جانب اشارہ ہوتا تو اس سورۃ میں حضور پاک کو اللہ سے معافی مانگنے کی تاکید کیوں کی گئی ہے؟ مکہ کو فتح کر کے حضور پاک نے کونسی غلطی کی تھی جو ان سے معافی مانگنے کیلئے کہا گیا؟ دراصل فتح مکہ کے بعد حضور پاک کو خیال گزرا کہ میں آخری اور سب انبیاء سے افضل ہوں اور میرا لایا ہوا دین اور اسکی تعلیمات سب سے افضل ہیں تب اللہ نے یہ سورۃ نازل کر کے نہ صرف انکی غلط فہمی کو دور کیا بلکہ انہیں توبہ کرنے کی تاکید فرمائی۔اس سورۃ میں اللہ نے مستقبل میں اپنے مددگار امام مہدی کی آمد کا تذکرہ کیا ہے کہ جب وہ آئے گا تو دینِ الٰہی میں داخلے کے دروازے کھول دیگا اور اس وقت لوگ فوج درفوج دینِ الٰہی میں داخل ہونگے۔اور اے نبی جتنے لوگوں کو تم نے مسلمان کیا ہے اتنے لوگوں کے بیشمار گروہ حتیٰ کہ کئی مذاہب اس دینِ الٰہی میں داخل ہونگے۔اور اے نبی تو نے خود کو کیسے سب سے افضل سمجھ لیا تو اپنے رب کی تسبیح کر اور اس سے معافی مانگ۔

فتح مکہ کے وقت بیشتر کافرین نے جزیہ کے خوف سے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اس وقت مکہ کی کل آبادی چند ہزار سے زیادہ نہیں تھی لہذا فوج درفوج داخلے والی بات ویسے بھی اس دور پر پورا نہیں اترتی۔پھر اس آیت میں مستقبل کی طرف اشارہ ہے جب مختلف مذاہب اور اقوام کے افراد گروہ درگروہ دینِ الٰہی میں شامل ہو کر امت واحدہ میں تبدیل ہوتے جائینگے۔

(17). حضور پاک کی دنیا سے روانگی پر قیامت بپا نہیں ہوئی :-

مسلم کا عقیدہ ہے کہ یہ دنیا جہان حضور پاک کیلئے بنائے گئے ہیں اور حضور پاک وجہ تخلیق کائنات ہیں۔انکے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضور پاک سے کہا کہ اے میرے محبوب اگر تجھے نہ بناتا تو یہ دنیا جہان نہ بناتا۔لیکن دیکھا یہ گیا کہ حضور پاک اس دنیا میں تشریف لائے، زندگی گزاری، تبلیغ کا کام مکمل کرنے کے بعد فرمایا کہ آج میں نے دین کا کام مکمل کر لیا ہے اور پھر دنیا سے پردہ فرما گئے۔اصولاً تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ انکے دنیا سے تشریف لیجانے پر دنیا ختم کر دی جاتی کیونکہ جن کیلئے دنیا بنائی گئی تھی وہ دنیا سے ہو کر چلے گئے لہذا اس دنیا کے بنانے کا مقصد پورا ہو گیا۔جس طرح کسی کے اعزاز میں منعقد ہونے والی تقریب مہمانِ خصوصی کے چلے جانے پر سمیٹ دی جاتی ہے۔جس طرح شادی کی تقریب کو لڑکی کے وداع ہونے پر سمیٹ دیا جاتا ہے، شامیانے گرادئے جاتے ہیں لائیٹیں بجھادی جاتی ہیں کیونکہ اس ساری تقریب کا مقصد لڑکی کو رخصت کرنا تھا جو پورا ہو گیا

۔لیکن حضور پاک کے پردہ فرما جانے پر یہ دنیا ختم نہیں ہوئی بلکہ 1400 سال گزرنے کے باوجود اب تک قائم و دائم اور رواں دواں ہے۔ دوسری طرف امام مہدی کیلئے کہا گیا کہ اُن کی آمد سے قبل قیامت قائم نہیں ہوسکتی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اُن کے دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد اس دنیا کو ایک سانس لینا بھی حرام ہوگا اور فوری قیامت بپا کردی جائیگی ۔ یہ بات بتا رہی ہے کہ اس کائنات کی تخلیق امام مہدی کے روپ میں آنے والی رب الارباب کی ذات کے واسطے ہوئی اور وہی اس کائنات کے اصل مہمانِ خصوصی ہیں اور انہی کا فیض بصورت سیدی یونس الگوھر آج تمام انسانیت کو میسر ہے۔

(18). حروفِ مقطعات کے علوم امام مہدی منکشف فرمائینگے :-

قرآن کی کئی سورتوں کی ابتدائی آیات حروفِ مقطعات پر مشتمل ہیں اور تراجم میں انکے نیچے لکھا ہوا ہے کہ انکا مطلب سوائے اللہ کی ذات کے کوئی نہیں جانتا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن تو انسانوں کے پڑھنے اور ہدایت کیلئے آیا ہے نہ کہ اللہ کیلئے ۔ اگر انکا علم انسانوں کو نہیں دینا تھا تو پھر یہ حروفِ مقطعات نیچے کیوں بھیجے گئے جن کا مطلب خود حضور پاک کو بھی معلوم نہیں تھا؟ قرآن مجید کے علوم سینہ بہ سینہ حضور پاک سے صوفیاء کو منتقل ہوئے لیکن حروفِ مقطعات کے متعلق تمام اصحابہ، اولیاء، آئمہ اور فقراء نے یہی کہا کہ ان حروف کا مطلب سوائے خدا کی ذات کے کسی کو بھی نہیں معلوم جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حروفِ مقطعات کا علم سینہ محمد سے کسی کو منتقل نہیں ہوا۔ اگر ان حروف کا مطلب صرف اللہ کی ذات تک محدود ہے تو پھر انہیں زمین پر کیوں بھیجا گیا؟ اسکا راز بھی یہی ہے کہ ان حروفِ مقطعات میں امام مہدی اور رب الارباب سے متعلق راز بند ہیں جو اُن کی آمد پر ہی دنیا پر منکشف ہونگے ۔مقطعات لفظ قطع سے نکلا ہے جسکا مطلب کاٹ دینا یا روک دینا ہے یعنی ان حروف کا مطلب اور علم امام مہدی کی آمد تک روک دیا گیا تھا کہ اُس ذاتِ عالیشان کی آمد پر ان حروف کا راز دنیا پر آشکار ہوگا۔امام جعفر صادق نے فرمایا کہ علم 27 حروف پر مشتمل ہے جبکہ کل انبیاء جو علم لائے وہ صرف 2 حروف تھے، پس آج تک لوگوں نے انہی دو حروف کو جانا، جب امام مہدی قیام فرمائینگے تو اللہ تعالیٰ باقی 25 حروف کو بھی ظاہر کریگا اور انہیں لوگوں میں پھیلا دیگا اور اسی کے ساتھ دو حروف کو ملا دیا جائیگا تو پورا علم یعنی 27 حروف لوگوں میں عام ہوگا (بحارالانوار)۔اِسکا مطلب یہ ہوا کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور تمام اولیاء کی آمد تک علم کے صرف دو ہی حروف منکشف ہوئے جبکہ علم کے بقیہ 25 حروف دنیا پر منکشف کرنے کا اعزاز ایک ذات امام مہدی کیلئے مخصوص ہے۔انہی حروفِ مقطعات میں ایک......... الرٰ ہے جس میں حرف رٰ رب الارباب ذاتِ ریاض کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح اگر (الرٰ) کے اعداد بنائے جائیں تو 1150 بنتے ہیں جو کہ سیدی یونس الگوھر سے منسوب عدد ہے اور الرٰ انہی کے سینے میں موجود ہے جہاں سے مستحقین کو تقسیم ہو رہا ہے۔

(19). حجرِ اسود بظاہر ایک پتھر ہونے کے باوجود حضور پاک سے افضل کیونکر ہے؟ :-

حجرِ اسود کیلئے لکھا ہے کہ عقیدت اور محبت سے اسکا بوسہ لینے والے کی قیامت کے روز بخشش ہوجائے گی ۔ روحانیت سے واقف لوگ جانتے ہیں کہ ذاتی جسہ توفیقِ الہیٰ اور ذاتی طفلِ نوری درحقیقت اللہ ہی کے وجود کا حصہ ہیں اور انہیں اللہ کہا جاسکتا ہے۔طفلِ نوری اللہ کے ظاہر اور جسہ توفیق الٰہی اللہ کے باطن کا عکس ہے۔ان کی موجودگی کی بنا پر ہی کئی اولیاء و عاشقین نے انا الحق کے دعوے کئے ۔سلطان حق باھو نے بھی فرمایا کہ مجھے بندہ کہو تو بجا ہے اور اللہ کہو تو بھی روا ہے۔حضور پاک اللہ کے محبوب تھے، انکے اندر انسانی روح کی جگہ روح احمد تھی جسکا تعلق اور قیام مقامِ محمود پر ہے، اسکے علاوہ اس جسم میں طفلِ نوری ذاتی اور جسہ توفیقِ الہیٰ ذاتی بھی موجود تھے، انکا جسم شجرۃ النور کی نوری ارضی ارواح سے بنا تھا پھر وہ جسم معراج کی رات اللہ کے روبرو بھی ہوکر آیا تھا۔ان سب خصوصیات کے باوجود حضور پاک نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھ محمد کو چومنے والے کی شفاعت ہوجائے گی لیکن حجرِ اسود کیلئے گارنٹی دی کہ اس کو عقیدت اور محبت سے چومنے والے کی شفاعت ہوجائیگی ۔ایک پتھر میں ایسی طاقت کہاں سے آگئی؟ پھر حضور پاک نے خود

بھی حجرِ اسود کے انتہائی عقیدت ومحبت سے بوسے لئے۔عقیدت سے چومنے کا مطلب ہے کہ چومنے والا شخص، چومے جانے والی چیز کو اپنے سے افضل تسلیم کررہا ہے تبھی اسے عقیدت کیساتھ چوم رہا ہے۔یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روحِ احمد، ذاتی طفل نوری، ذاتی جسہ توفیق الٰہی کا حامل ہونے کے باوجود ایک پتھر حضور پاک سے افضل کیونکر ہے؟ اسکا راز بھی یہی ہے کہ اس مقدس پتھر کے اندر رب الارباب ؒ ریاض گوھر شاہی کی تصویرِ مبارک ہے جسکی وجہ سے یہ پتھر حضور پاک سے بھی زیادہ افضل، عظیم اور طاقتور ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ حجرِ اسود میں دو آنکھیں، دو کان اور ایک زبان موجود ہے اور یومِ محشر عقیدت ومحبت سے بوسہ لینے والے کی شفاعت کریگا۔اگر کسی سادہ کاغذ پر آپ دو آنکھیں، دو کان اور ناک منہ بنائیں تو ایک انسانی شبیہ بن جاتی ہے۔یہ حضور پاک کا اپنی امت کو اشارہ تھا کہ حجرِ اسود میں کوئی شبیہہ موجود ہے اور وہ شبیہہ رب الارباب سیدنا ؒ ریاض گوھر شاہی کی ہے۔

کچھ احادیث میں امام مہدی کے حوالے سے بیت اللہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں کہ امام مہدی کا ظہور بیت اللہ سے ہوگا۔بیت کا مطلب گھر اور بیت اللہ کا مطلب جہاں اللہ رہتا ہو۔اور اللہ خانہ کعبہ کی در و دیوار میں نہیں بلکہ حجرِ اسود میں رہتا ہے جہاں اُس کی تصویر بھی موجود ہے۔اسی لئے حضور پاک حجرِ اسود کے سامنے بیٹھ کر امام مہدی کو یاد فرما کر آنسو بہایا کرتے۔مسلمانوں کی تمام عبادات اور سجدے امام مہدی کی اُسی تصویر کو ہوتے ہیں۔حج کا طواف بھی اِسی حجرِ اسود کے گرد ہوتا ہے بلکہ اس کا بوسہ لیکر شروع ہوتا ہے۔

حجرِ اسود کو عقیدت ومحبت سے چومنے والا نہ صرف گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے بلکہ روزِ محشر شفاعت کی بھی گارنٹی ہے اور اس شفاعت کی کوئی حد یا تعداد بھی مقرر نہیں۔حجر اسود کو حضرت آدم کے ذریعے نیچے بھیجا گیا یعنی ابتدائے انسانیت سے زمین پر موجود ہے۔ابتدائے انسانیت سے لیکر آخیر تک جس نے بھی عقیدت ومحبت سے اسکا بوسہ لیا اسکی شفاعت ہوجائیگی یعنی حجرِ اسود پر موجود رب الارباب کی ایک تصویر کل انسانیت کی شفاعت کرواسکتی ہے۔جن کی صرف ایک تصویر پوری انسانیت کی شفاعت کی طاقت رکھتی ہو تو پھر وہ ذات خود کیا ہوگی؟ اس سے رب الارباب کی شان وشوکت اور عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔حجرِ اسود کا باطنی وجود بھی سیدی یونس الگوھر کے اندر موجود ہے اور اُن کے سینے سے حجرِ اسود کا فیض بھی جاری ہے۔

(20). حضور پاک کو مستقبل میں دینِ الٰہی کی طرف رخ کرنے کا حکم :-

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ o (سورۃ الروم، آیت 30، پارہ 21، رکوع 7)

ترجمہ :- پس تم اپنا رخ دینِ حنیف کی طرف پھیر لینا۔اللہ کی فطرت جس پر اس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا، اللہ کی خلق (پیدائش) کو نہ بدلنا، یہی قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مندرجہ بالا آیت میں حضور پاک کو تاکید کی گئی ہے کہ مستقبل میں جب وہ دینِ حنیف آجائے تو تم بھی اپنا رخ اس طرف کرلینا۔مفسرین کو اس آیت کی بھی سمجھ نہیں آئی اور انہوں نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اے میرے محبوب تم اپنا رخ دینِ اسلام کی طرف کرلو۔یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہوگی کہ دینِ اسلام کے بانی کو کہا جائے کہ تم اپنا رخ اس دین کی طرف کرلو۔حضور پاک تو نہ صرف پہلے سے اس دین پر عمل پیرا تھے بلکہ اس دین کا مکمل نمونہ تھے لہٰذا ایسا حکم دینے کی کوئی منطق نہیں بنتی۔اس آیت کے نزول کے وقت دینِ اسلام آچکا تھا اور حضور پاک اس دین کی تبلیغ واشاعت میں مصروف تھے، لہٰذا یہ دینِ اسلام کی بات نہیں ہورہی۔دوسری اہم بات کہ اس میں مستقبل کا صیغہ استعمال ہوا ہے فاقم یعنی (مستقبل میں) کرلینا۔یہ حضور پاک کو حکم اور تاکید تھی کہ مستقبل میں جب رب الارباب دنیا میں تشریف لائیں تو تم بھی اپنا رخ دینِ الٰہی کی طرف کرلینا۔

حضور پاک آخری نبی اور دینِ اسلام انبیاء کے ذریعے آنے والے ادیان میں آخری دین تھا تو پھر یہ کونسا دین ہے جس کے آنے پر حضور پاک کو بھی حکم ہو رہا ہے کہ تم بھی اپنا رخ اس طرف کر لینا؟ یہ امام مہدی کے لائے ہوئے اللہ کے دین، دینِ الہٰی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ روحوں کا دین ہے جو روزِ ازل بلکہ اس سے بھی پہلے کا دین ہے۔ انبیاء کے ذریعے نافذ ہونے والے ادیان کا روزِ ازل کوئی وجود نہیں تھا اور وہ دنیا کی ضرورت کے تحت دنیا میں ہی قائم کئے گئے۔ وہ سب جسموں کے ادیان ہیں جبکہ روزِ ازل جسموں کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تھا اس وقت صرف ارواح موجود تھیں۔ اجسام تو ارواح کے دنیا میں آنے کے بعد بنائے گئے۔ روزِ ازل ارواح کا ایک ہی دین تھا، امام مہدی وہی روزِ ازل والا دین جسے قرآن مجید میں دینِ الہٰی، دین اللہ، دینِ قیم، دینِ حق، دینِ خالص اور دینِ فطرت وغیرہ کا نام دیا گیا ہے، لائینگے۔ یہ دینِ الہٰی انبیاء کے لائے ہوئے تمام ادیان کا نچوڑ ہے۔ اس دین میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔ امام مہدی کے دور میں تمام مذاہب ختم ہو کر اسی ایک دینِ الہٰی میں ضم ہو جائینگے۔ حضور پاک کو بھی حکم ہے کہ جب وہ دینِ فطرت آ جائے تو تم بھی اپنا رُخ اسکی طرف کر لینا۔ تب ہی حضور پاک نے فرمایا؛

يختم الدين به كما فتح بنا ۔ (کنوز الحقائق اور الحاوی للفتاویٰ 61:2)

ترجمہ :- (امام مہدی کے دور میں) دین کا اختتام ہوگا جس طرح (میرے ذریعہ) دین کا آغاز ہوا۔

مندرجہ بالا حدیث میں حضور پاک فرما رہے ہیں جس دین کا آغاز میرے ذریعے ہوا اس دین کا اختتام امام مہدی کی آمد پر ہوگا۔ یہ اس جانب اشارہ ہے کہ امام مہدی کی آمد پر حضور پاک کا لایا ہوا دینِ اسلام بقیہ تمام ادیان کی طرح دینِ الٰہی میں ضم ہو جائیگا اور ان مذاہب میں کوئی فیض و ہدایت باقی نہیں رہے گی۔ اس دور میں مسلمانوں میں صرف خوارج فرقے باقی بچے ہونگے۔ جس طرح کعبہ کی تبدیلی کے وقت حضور پاک نے دورانِ نماز اپنا رخ قبلہ اول سے خانہ کعبہ کی طرف کیا تو تمام مسلمانوں نے انکی پیروی کرتے ہوئے اپنا رخ حضور کے رخ کے مطابق کر لیا تھا۔ اسی طرح امام مہدی کے ذریعے آنے والے دینِ الٰہی کے بعد جب حضور پاک نے اپنا رخ دینِ الہٰی کی طرف کر لیا ہے تو دیگر مسلمانوں کو بھی اپنے نبی کی تقلید کرنا ہوگی ورنہ وہ امتِ محمد سے خارج متصور کئے جائینگے۔

(21). حضرت عیسیٰ نے اللہ کا بندہ بننے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا :-

لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْداً لِّلّهِ وَلاَ الْمَلآئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيهِ جَمِيعاً o (سورۃ النساء، آیت 172، پارہ 6، رکوع 4)

ترجمہ :- ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ عار نہیں رکھتا اور نہ مقرب فرشتے۔ اور جس نے بندگی کو موجب عار سمجھا اور تکبر کیا تو سب کو اکٹھا کریگا اپنے پاس۔

یہاں بتایا جا رہا ہے کہ مسیح (حضرت عیسیٰ) اور مقرب ملائکہ (بشمول جبرائیل، میکائیل اسرافیل و عزرائیل) اللہ کا بندہ (انسان) بننے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ یعنی حقیقت میں یہ انسان نہیں ہیں لیکن اللہ کا بندہ بن کر اس دنیا میں آنے میں کوئی عار یا اعتراض محسوس نہیں کرتے۔ سب سے پہلے بات کرتے ہیں مقرب ملائکہ کی، یہ ملائکہ انسانوں میں شامل نہیں ہیں لیکن اس دنیا میں انسانوں کا روپ دھار کر آتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت جبرائیل لوگوں کو آزمانے اور احکامات وحی کے ساتھ انسانی صورت میں دنیا آتے رہے ہیں۔ دیگر ملائکہ بھی اس دنیا میں انسانی روپ میں ظاہر ہوتے رہے ہیں جنکے واقعات مختلف مذہبی کتابوں میں ملتے ہیں۔ بالکل اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی درحقیقت اللہ کے بندے نہیں لیکن اس دنیا میں وہ انسان بن کر آئے اور اس میں کوئی عار نہیں سمجھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ انسان نہیں ہیں تو پھر وہ کون ہیں؟ اور اگر انہوں نے اس دنیا میں انسان بن کر آنے میں عار نہیں سمجھا تو اسکی کیا وجہ تھی؟ ان حقائق کا پردہ بھی سیدی یونس الگوھر نے فاش فرمایا ہے۔ اُن کی تعلیم کے مطابق اللہ عالمِ

غیب میں رہنے والی ایک برادری کا نام ہے جنکی تعداد ساڑھے تین کروڑ ہے۔اس اللہ برادری کی خالق ذاتِ ریاض (جن کے اسمِ مبارک کا مخفف رُ ہے) ہے اور اس برادری کا کلمہ لا الہ الا ریاض ہے۔حضرت عیسیٰ، حضرت الیاس اور حضرت ادریس جو انبیاء کے بھیس میں اس دنیا میں تشریف لائے اور اس دنیا کا خالق جس نے خود کو رحمان اور رحیم بھی کہا ہے، اسی برادری کا حصہ ہیں۔

اس برادری کے تین افراد اس دنیا میں آئے تو اسکی وجہ یہ تھی کہ انہیں پتہ چلا تھا کہ ان کا خالق رب الارباب خداوندوں کا خدا نیچے اس زمین پر تشریف لائیں گے تو وہ اُن سے ملاقات کیلئے اس دنیا میں آئے اور اس کیلئے اللہ کا بندہ بننے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کیا حالانکہ یہ تینوں اس اللہ کے ہم پلہ اور اسی کی طرح لافانی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان تینوں انبیاء کو موت بھی نہیں آئی۔قصہ المختصر قرآن نے یہ تصدیق کی ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔تبھی ان میں وہ عادات تھیں جو کسی نبی میں نہیں ہوئیں جیسا کہ وہ مٹی کے پرندے بنا کر جب ان پر پھونک مارتے تو وہ زندہ ہو کر اڑ جاتے یعنی حیات عطا کرنے (حی) کی صفت کے حامل تھے۔انکے اسی طرح کے تصرفات کو دیکھ کر لوگوں کو گمان ہوا تھا کہ شاید وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔

یہ سیدی یونس الگوھر کا لا انتہا کرم ہے کہ وہ کلمہ سبقت جو کہ اللہ برادری کا وظیفہ ہے اسے مٹی کے بنے انسانوں میں تقسیم فرما رہے ہیں۔یہ کلمہ جس روح میں داخل ہو گیا وہ ریاض الجنۃ میں داخلے کیلئے تیار ہو جائیگا۔

(22). امام مہدی نہ نبی ہیں نہ ولی :-

انسان کو ہدایت اور فیض صرف نبی سے ہوتا ہے یا پھر اسکے نعمل البدل ولی سے۔امام مہدی کی آمد تک نبوت اور ولایت دونوں اختتام پذیر ہو چکے ہونگے۔اگر وہ نہ نبی ہیں نہ ولی تو پھر تمام انسانیت کو فیض کیونکر دے پائینگے؟ اور فیض بھی ایسا کہ اس سے پہلے کسی نے نہ دیا ہو۔اگر امام مہدی نہ ولی ہیں نہ نبی تو یقیناً رب ہی ہونگے۔امام مہدی سے لوگوں کو نظر البشر کا فیض ہوگا جو کسی انسان کیلئے ممکن نہیں اور یہ اُن کے مرتبہ الوہیت کا ایک اور واضح ثبوت ہے۔

اسعاف الراغبین میں لکھا ہے کہ امام مہدی انبیاء سے بہتر ہیں۔تمام انبیاء نے صرف اپنے علاقے اور اپنی اقوام کے لوگوں کو فیض دیا۔نبی آخر الزماں نے بھی اپنی حیاتِ ظاہری میں صرف خطہ عرب کے لوگوں کو فیض دیا۔دیگر اقوام تک انبیاء کا فیض ان امتوں کے اولیاء کے ذریعے پہنچا جنہوں نے اپنی اپنی اقوام کو یہ فیض پہنچایا لیکن امام مہدی کا فیض بیک وقت کُل انسانیت کیلئے ہوگا۔

(23). امام مہدی کے محیر العقول مناقب :-

امام مہدی کیلئے کہا گیا ہے کہ اُن کے ظہور کے وقت آسمان سے صدائیں آئیں گی، کہیں لکھا ہے اُن کی آمد پر حجرِ اسود بول اٹھے گا، چاند سے اعلانات ہونگے۔کہیں لکھا ہے وہ تمام مذاہب اور فرقوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دینگے، پوری دنیا کو امن و انصاف سے بھر دینگے۔زمین والوں کے ساتھ ساتھ آسمان والے بھی اُس ذات سے راضی ہونگے۔اُن کی آمد سے پہلے قیامت قائم نہیں ہو سکتی اور اُن کی دنیا سے روانگی پر فوری قیامت بپا کر دی جائیگی وغیرہ وغیرہ۔امام مہدی کے مناقب کا اگر مطالعہ کیا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔اُن سے منسوب اعزازات شمار سے باہر ہیں۔مسلمانوں کے نزدیک اللہ کے بعد سب سے زیادہ افضل ذات حضور پاک کی ہے لیکن رحمت اللعالمین کہلانے کے باوجود انکا دامن اس طرح کے اختیارات و اعزازات سے خالی ہے۔اسی طرح مسیحیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں لیکن انکے حصے میں بھی اس طرح کے اعزازات نظر نہیں آتے۔تو پھر یہ سب کیا ہے؟ یہ وہ ثوابت ہیں جو ایک عام فہم انسان کی سمجھ میں بھی آسانی سے آسکتے ہیں کہ امام مہدی کے روپ میں آنے والی ہستی اس کائنات کی اصل خالق و مالک ہے جس نے اللہ جیسے ساڑھے تین کروڑ خداؤں کو تخلیق کیا ہے۔اور وہ عظیم الشان اور عظیم المرتبت ہستی امام مہدی المنتظر سیدنا

ریاض احمد گوھر شاہی کے روپ میں اس دنیا میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ وہی مالک الملک اور تمام عالمین مخلوقات کے اصل خالق ہیں۔ وہ عالمِ غیب کی پشت پر واقع اپنے جہان ریاض الجنہ سے تشریف لائے ہیں جہاں کسی نبی ولی تو کجا اللہ کو بھی داخلے کی اجازت نہیں۔ رب الارباب سیدنا رٰیاض گوھر شاہی کی زمین پر آمد کے دور کیلئے ہی علامہ اقبال نے اپنے الہامی کلام میں لکھا ہے کہ؛

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا عام دیدارِ یار ہوگا — سکوت تھا پردہ دار جسکا وہ راز اب آشکار ہوگا

گزر گیا وہ دور ساقی کہ چھُپ کے پیتے تھے پینے والے — بنے گا سارا جہاں میخانہ ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں — کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

آج دنیا کو رب الارباب سیدنا ریاض احمد گوھر شاہی کا دیدار اور فیض میسر ہے لیکن لوگ بجائے اس سے کوئی فائدہ حاصل کرنے کے اسے کفر وشرک قرار دیکر محروم ہو رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو خرید لیا ہے، ہدایت کے دروازے ان پر بند ہو چکے ہیں اور ایسے ہی منکرین کیلئے قرآن میں آیا کہ؛

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِن رَّحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ (سورۃ العنکبوت، آیت نمبر 23، پارہ 20، رکوع 15)

ترجمہ :- اور جنہوں نے اللہ کی نشانیوں اور اسکی ملاقات کا انکار کیا وہ میری رحمت سے ناامید ہو گئے اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

....

گوہرِ نایاب

فرامینِ امام مہدی سیدنا گوھر شاہی

☆ رب کی پہچان اور رسائی کیلئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب یا فرقہ سے ہو۔

☆ روحانیت کا تعلق کسی دین یا مذہب سے نہیں بلکہ ارواح اور لطائف کو نور کے ذریعے طاقت پہنچا کر انکے مقامات تک پہنچانے سے ہے۔

☆ علم کا تعلق دماغ سے ہے، زبان پر آنے سے پہلے یہ قلب سے گزرتا ہے۔ اگر قلب میں نور ہو تو زبان سے نورٌ علیٰ نور بن کر نکلتا ہے۔ اگر قلب میں فسق و فجور ہو تو یہی علم فتنہ بن کر زبان سے نکلتا ہے خواہ قرآن کا علم ہی ہو، اور اسی طرح فرقہ واریت کی ابتدا ہوئی۔

☆ بغیر تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کوئی روحانی منزل نہیں ملتی۔ طہارت قلب کے بغیر ہی مرتبہ کے بارے میں غلط فہمی ہوتی ہے۔

☆ جسکے قلب میں اللہ کی محبت ہو وہ کسی مذہب میں نہ بھی ہو تب بھی اس سے بہتر ہے جو مذہب پر تو عمل پیرا ہے لیکن قلب محبت الٰہی سے خالی ہے۔